

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

1978 915.414
Call No. 9105412 Accession No. 543

Author اقبال علی (ر-س)

Title میرزا غلام احمد کی سوانح حیات

This book should be returned on or before the date last marked below.

سید احمد خان

کا

سفرنامہ پنجاب

مؤلفہ

مولوی سید اقبال علی صاحب

قائم مقام

سب جج ہاؤس بنڈکی اوڑہ

—*—

سنہ ۱۸۸۴ء

لڈہ انسٹیٹیوٹ پرنس مہن باہتمام لالہ گلبر رائے چوہا اور مہنر ہوا

سنہ ۱۳۰۱ ہجری

فہرست مضامین سفر نامہ پنجاب

صفحہ

مضمون

۴ ...

روانگی علیگڈہ سے

حالات مقام لودھیانہ

۴ لودھیانہ میں پہونچنا اور ریلوے اسٹیشن پر استقبال کا حال

۴ ... نواب علی محمد خاں بہادر کا ذکر

۸ ... لکچر جو لودھیانہ میں دیا گیا

۲۰ خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب کی گفتگو ...

۲۰ ... سید صاحب کا جواب

۲۱ ... اشعار حافظ صدر الدین صاحب

۲۲ ... تخریری تقریر محمد معین الدین صاحب

۲۳ ... سید صاحب کی تقریر اُس کے جواب میں

۲۵ ... ایڈریس از جانب مجلس مفید عام لودھیانہ

۲۸ ... سید صاحب کا جواب اُس ایڈریس کا

۲۹ ... اشعار ڈاکٹر عثمان خاں صاحب

۲۹ ... تقریر مولوی مرزا فتح محمد صاحب

۳۲ ... تقریر سید صاحب کی اُس کے جواب میں

۳۳ ... خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب کا ذکر

حالات مقام جالندھر مرتبہ اول

جالندھر میں پہونچنا اور ریلوے اسٹیشن پر استقبال کا

۳۵ ... حال

۳۹ ... ایڈریس انجمن اسلامیہ جالندھر

۴۲ ... ایڈریس از جانب طلباء گورنمنٹ اسکول جالندھر

۴۵ ... تقریر سید صاحب بجواب ایڈریسوں کے جو ناتمام رہ گئی

۴۶ ... تقریر مذکور کا ناتمام رہنا اور لکچر کا ملوپی • وجانا

ایک حصہ اُس لکچر کا جو سید صاحب نے بمقام

۴۸ ... جالندھر دینا تجویز کیا تھا

۵۳ ... مولوی شیخ مراد علی صاحب کا ذکر

حالات مقام امرتسر مرتبہ اول

- امرتسر میں پہونچنا اور ریلوے اسٹیشن پر استقبال کا
 ۵۵ ... حال
 مسلمانوں کی طرف سے بافسری خان بہادر خان محمد شاہ
 خاں صاحب سید صاحب کے لئے تون ہال میں
 ۵۷ ... ایوننگ پارٹی کا ہونا
 مدرسۃ المسلمین امرتسر میں سید صاحب کا انعام تقسیم
 ۵۹ ... کرنے کو تشریف لے جانا
 خواجہ یوسف شاہ صاحب کی ابتدائی تقریر مدرسہ میں
 ۶۰ ... انعام تقسیم کرنے کے بعد سید صاحب کی تقریر
 ۶۱ ... مدرسہ میں مدرسہ کی ایڈریس
 ۶۵ ... سید صاحب کا جواب
 ۶۷ ... امرتسر کے سرکاری باغ کی سیر
 ۶۸ ... تھمٹو کا ذکر اور سید صاحب کے اُسکی نسبت دلسوز
 ۶۹ ... لطیفے
 ۷۳ ... ایڈریس انجمن اسلامیہ امرتسر
 ۷۵ ... سید صاحب کا جواب

حالات مقام گورداسپور

- بمقابلہ کے اسٹیشن پر پہونچنے کے حالات اور تقریر سید صاحب
 گورداسپور میں پہونچنا اور ریلوے اسٹیشن پر استقبال کا
 ۸۱ ... حال
 ایڈریس جو گورداسپور کے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر دی
 ۸۳ ... گئی
 ۸۵ ... سید صاحب کا جواب
 سید صاحب کا ضلع اسکول گورداسپور میں لکچر دینے کو
 ۸۶ ... جانا اور اسکول کے ہال کی آرایش کا ذکر
 نجم الہند سردار محمد حمات خاں صاحب کی ابتدائی
 ۸۷ ... تقریر
 ۸۸ ... سید صاحب کا لکچر اسکول گورداسپور میں

- نجم الہند سردار محمد حمات خاں صاحب کی تقریر
 ۹۵ ... اُس کے شکریہ میں
- سید صاحب کا اسکول کے بورڈنگ ہوس کو دیکھنا
 ۹۶ ...
- سید صاحب کا سکھوں کے گور دوارے میں جانا اور جھولنا
 ۹۷ ... محل کا دیکھنا
- دائر اور ایوننگ پارٹی نجم الہند سردار محمد حمات خاں
 ۹۸ ... کی طرف سے
- ایڈریس از جانب خاتونان پنجاب
 ۹۹ ...
- سید صاحب کا عجیب جواب خاتونان پنجاب کی
 ۱۰۱ ... ایڈریس کا

حالات مقام امرتسر مرتبہ دوم

- سید صاحب کا لکچر ٹون ہال امرتسر میں
 ۱۱۰ ...
- امرتسر کے زنانہ مشن اسکول کا ذکر
 ۱۲۵ ...
- مسٹر سی جی راجرس سے ملاقات اور ، تذکرہ ، کا ذکر
 ۱۲۸ ...
- مسٹر عبداللہ ایٹم اور راجہ گلاب سنگھ بہادر کا ذکر
 ۱۲۹ ...
- خان بہادر خان محمد شاہ خاں - خواجہ یوسف شاہ -
 حاجی غلام حسن - شیخ غلام حسن صاحبان کا ذکر
 ۱۲۹ ...
- خان بہادر آغا کلب عابد خاں صاحب کا ذکر
 ۱۳۰ ...

حالات مقام لاہور

- لاہور میں پہونچنا اور ریلوے اسٹیشن پر استقبال ہونیکا
 ۱۳۲ ... حال
- منشی محترم علی صاحب چشتی کا ذکر اور ضمیمہ اخبار
 رفیق ہند میں سید صاحب کا غور مقدم معہ تصویر
 ۱۳۳ ... کے مشق ہونا
- لوگوں کے مجمع اور سواری کے جلوس کا ذکر
 ۱۳۵ ...
- ہندو سبھا لاہور کے ممبروں کا ملاقات کو آنا اور چند امر
 ۱۳۸ ... میں گفتگو کرنا
- مولوی فیض الحسن صاحب کا ذکر اور انہوں نے جو
 منتخبانہ مضمون سید صاحب کی نسبت عربی اخبار
 شفا المصدور میں لکھا اُسکی نقل
 ۱۴۰ ...

- مسٹر پارکر صاحب رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کا سید صاحب کے لیئے سنت ہال میں ایوننگ پارٹی کا دینا۔۔۔ ۱۵۱
- مولوی محمد حسین صاحب آزاد کا اس پارٹی میں اپنے اشعار پڑھنا۔۔۔ ۱۵۱
- مرزا عبدالغنی صاحب ارشد کے اشعار سید صاحب کے ولکم میں۔۔۔ ۱۵۲
- گورنمنٹ کالج میں ایڈریسوں کے پیش ہونے کا چاسہ۔۔۔ ۱۵۳
- انڈین ایسوسی ایشن لاہور کی ایڈریس۔۔۔ ۱۵۲، ۱۶۲
- سید صاحب کا جواب۔۔۔ ۱۵۸، ۱۶۵
- اُس جواب پر تریبون اخبار کا ریمارک۔۔۔ ۱۶۱، ۱۶۸
- ایڈریس انجمن اسلامیہ لاہور۔۔۔ ۱۷۰
- سید صاحب کا جواب۔۔۔ ۱۷۵
- ایڈریس انجمن اسلامیہ گجرات۔۔۔ ۱۸۰
- سید صاحب کا جواب۔۔۔ ۱۸۲

حالات متعلق لکچر اسلام

- اسلام پر لکچر دینے کی درخواست۔۔۔ ۱۸۵
- سید صاحب کا لکچر اسلام پر۔۔۔ ۱۸۷
- اخبار انجمن پنجاب کا ریمارک لکچر اسلام پر۔۔۔ ۲۱۳
- سید صاحب سے مخالفت کا ذکر۔۔۔ ۲۱۳
- پنجابی اخبار کا پہلا آرٹیکل اُس مخالفت کے مخالف۔۔۔ ۲۱۶
- پنجابی اخبار کا دوسرا آرٹیکل اُس مخالفت کے مخالف۔۔۔ ۲۱۹
- قصیدہ مدحیہ و تاریخ تشریف آوری سید صاحب بمقام لاہور مصنفہ منشی حامد علی صاحب چشتی۔۔۔ ۲۳۲
- گروپ احباب جو لاہور میں بنوایا گیا — خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب — حاجی غلام حسن صاحب و شیعہ غلام حسن صاحب — خواجہ یوسف شاہ صاحب — مولوی مرزا فتح محمد بیگ صاحب — مولوی سید ممتاز علی صاحب کا ذکر جو اُس گروپ میں شامل تھے۔۔۔ ۲۳۲

- ۲۳۷ ... سردار دیال سنگھ بہادر کا ذکر
نواب عبدالمتجد خان صاحب و نواب غلام محبوب
۲۳۸ ... سبھانی صاحب کا ذکر
خان بہادر ڈاکٹر رحوم خان صاحب و رائے بہادر ڈاکٹر
۲۳۸ ... برج لال گھوس صاحب کا ذکر
۲۳۸ ... دیوتہ واس صاحب اور آنکی مہم صاحبہ کا ذکر
۲۳۹ ... صاحبان اخبارات پنجاب کا ذکر
۲۴۰ ... سید صاحب اور آنکے رفقاء کی نسبت رفیق ہند کا ریمارک
۲۴۲ ... ذکر شہر لاہور اور ذکر ایک گرجے کا جو تعمیر ہو رہا ہے
۲۴۳ ... حال روانگی از لاہور

حالات مقام جالندھر مرتبہ دوم

- ۲۴۵ ... ذکر جالندھر میں پہونچنے کا
سید صاحب کا لکچر مقام جالندھر کوٹھی سردار بکرمیاں
۲۴۶ ... سنگھ بہادر میں
۲۵۸ ... ایڈریس از جانب نوجوانان جالندھر
۲۶۱ ... سید صاحب کا جواب
۲۶۳ ... ذکر خان بہادر سردار یار محمد خان

حالات مقام پٹوالہ

- پٹوالہ میں پہونچنا اور دو دن کے قیام کے بعد مظفر نگر کو
۲۶۷ ... روانہ ہونا

حالات مقام مظفر نگر

- ۲۶۸ ... مظفر نگر میں پہونچنا
۲۶۹ ... اسکول میں جلسہ اور ایڈریسوں کا پیش ہونا
۲۷۰ ... عربی ایڈریس
۲۷۱ ... اردو ایڈریس
۲۷۳ ... ہونوں ایڈریسوں کا جواب
۲۸۱ ... روانگی مظفر نگر سے
۲۸۱ ... علیحدہ پہونچنا اور سفر کا ختم ہونا

سید احمدی خان کا سفر نامہ پنجاب

مؤلفہ

مولوی سید اقبال علی صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

دیدارچہ، نوشتہ مواری شہلی صاحب نعمانی

جمعے دانشوران و خرد پژوهان یورپ از پاکستان زمان بہ ترتیب و تدوین دفاتر سیر و تواریح مشغول و مشغوف بوده اند و بالخصوص در تسوید سفرنامہا کہ از جفس تاریخ گزیدہ نوعی است و کار آگہی و عبرت اندوزی را گراں بہا سرمایہ ہلو وراں آن بلاک چہ زحمتہا کہ نہ برداشتہ و چہ مایہ کوششہا کہ بروے کارنیارودہ *

و چون نوبت داوری بعرب رسید و زمانہ عذاب فرماندہی بدست اسلامیان سپرد ایشان ہم سررشتہ این کار از دست نگذاشتند و در اطراف و اکفاف عالم فرا رسیدہ سفر نامہا طراز بستند ونامہ را بدر و گوہر انہاشتند کہ بسیاری را ازاں در حال ہبلان یورپ بطبع در دادہ اند *

آرے آنچه بشگفت آورد و حیرت افزاید آنست کہ در ممالک ہند ازین گراں مایہ متاع اثر نتوان یافت - اگر کسی ازین میان از سیر و سیاحت بہرہ ہم گرفتہ باشد ہیچ از حالات خویش بنامہ و خامہ نسپرد تا دیگران را مایہ دانش و آگہی تواند ہون *

این سفر نامہ احمدی کہ مرلوی سید اقبال علی صاحب بہ تسوید او ہمت گماشتہ شک نتوان کرد کہ در نورد این سفر آنچه از حالات و واقعات پیش آمدہ است مرد ہوشمند بہین نتیجہا ازو تواند گرفت و کسی را کہ درد اسلام داشتہ باشد بو نصرت و یاروی اسلامیان تواند انگیخت *

اگر این نامہ چنانکہ ہوس کردہ ام در قوم جنبشے پدید آورد و ایشان را بخون حمیت بجوش آمد و ہر زبونی حالت خویش پے بردہ در رفع مذلت کوشیدند و در اکتساب ہر گونه فضل و مزیت دامن سعی ہوسیان زدند دانستم کہ شگرف کاری از دست شان کشاد و لالہ بجائے رسید ورنہ بہقہن باید شناخت کہ چند روزے دیگر اسلام را باین روز سیاہ نشستن است و بہی خواہان قوم را مالے همچنان دل بامہد مہوم بستن *

سید احمد خاں کا سفرنامہ پنجاب

مولفہ

سید اقبال علی صاحب

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی کا سفر پنجاب ایک ایسا دلچسپ سفر ہی جس کے حالات سفر کے ہر ایک شخص مشتاق ہی - در حقیقت اس سفر میں جو واقعات پیش آئے وہ اس زمانہ کے دیگر عجائبات سے کچھ کم عجب نہ تھے - ہم کو اور آڑ بہت سے لوگوں کو خیال تھا کہ اس زمانہ میں اہل ہند کا اور خصوصاً مسلمانوں کا یہ حال ہی کہ قومی ہمدردی اور قومی بھلائی کا کسی کو خیال نہیں ہی - قومی بھلائی پر کوشش کرنے والوں کی قدر کسی دل میں نہیں ہی بلکہ اُن کو اس زمانہ میں اُن کی کوششوں کا صلہ انہی لوگوں کی طرف سے جن کی بھلائی کے لیے وہ کوشش کرتے ہیں بجز لعنت و نفرین کے اور کچھ نہیں ہی - بلاشبہ مبارک ہوں وہ لوگ کہ جن کی بھلائی کے لیے وہ کوشش کریں اور انہی سے لعنت و نفرین کا صلہ پاویں اور اُس پر بھی دل و جان سے اُن کی بھلائی پر کوشش کرتے رہوں *

یہ سچ ہی کہ کوئی صحیح قوم اور کوئی رفاہی کسی زمانہ میں ایسا نہیں گذرا کہ جس کے ساتھ اُس زمانہ کے لوگوں نے بدسلوکی نہ کی ہو اور اُس کو لعنت و ملامت کا نشانہ نہ بنایا ہو مگر اسی زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو اُن کی نہایت قدر کرتے تھے اور اُن کی کوششوں میں شریک بھی ہوتے تھے ہم کو خیال تھا کہ یہ زمانہ صرف پہلی قسم کے لوگوں سے بھرا ہوا اور دوسری قسم کے لوگوں سے خالی ہی - مگر سید احمد خاں کے سفر پنجاب نے اس خیال کو بالکل مٹا دیا گو شمال مغربی اضلاع یا صوبہ اودہ میں جہاں چاہیئے اُن کی کچھ قدر نہ ہو مگر پنجاب کے لوگوں نے ثابت کر دیا کہ وہ قومی بھلائی میں کوشش کرنے والے - قومی ہمدردی کرنے والے - قوم کی ترقی چاہنے والے - اپنے زمانہ کے رفاہی کی کسی قدر کرتے ہیں - میں اس سفر میں سید احمد خاں صاحب کے

ہمراہ تھا جو عورت و قدر و منزلت و تعظیم تواضع دلی جوش سے پلمجاب کے لوگوں نے اُن کی کی مہن لے تو آج تک نہ کسی کی دیکھی اور نہ کسی کی سنی سہد احمد خاں صاحب ایک ضعیف آدمی پلشن پانے والے گوشہ نشین ہیں نہ وہ امیر ہیں نہ کسی ملک کے حاکم نہ صاحب مال و دولت مثل اُن کے اور بہت پلشن یافتہ ہیں اُن سے بہت زیادہ متمول اُن سے بہت زیادہ ذی علم اُن سے بہت زیادہ پرہیزگار ہاں ایک جوش قومی ہمدردی کا جو سہد احمد صاحب کے دل میں ہی وہ کسی میں نہیں اس سے ثابت ہی کہ پلمجاب کے لوگوں نے جو کچھ اُن کی قدر کی صرف اُسی جوہر بے بہا یعنی قومی ہمدردی کے سبب سے کی اور حقیقت میں اس قدر دانی سے پلمجاب کے لوگوں نے دنیا کی آنکھ میں اور غور قوموں کی نگاہ میں اپنی قدر و منزلت کو قائم کیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کی قوموں میں اُنکے آباء و اجداد کے خون کا جوش اب بھی موجود ہی وہ اپنی متعب قوم کی ایسی ہی قدر و منزلت کرتے ہیں جیسے کہ اُنکے آباء و اجداد کرتے تھے شریف اور اعلیٰ خاندان کے ہندو و مسلمان ہندوستان کے اب بھی ویسے ہی شریف ہیں جیسے کہ اُنکے آباء و اجداد تھے اُنکے خون میں حب وطنی قومی ہمدردی کی رمق اب بھی باقی ہی وہ سسکتے ہیں مگر مر نہیں گئے اور یہ سب وہ آثار ہیں جن سے ملک کی قوم کی قوت سے نا اُمیدی نہیں ہی *

اس سفر میں سہد احمد خاں صاحب کا گذر لردھانہ جالندھر امرت سرگودھا سپور لاہور اور آخر کو جناب وزیر الدولہ مدبر الملک خلیفہ سہد محمد حسن خاں بہادر اور جناب مشہور الدولہ ممتاز الملک خلیفہ سہد محمد حسن خاں بہادر کی ملاقات خاص کے لئے پتھالہ میں ہوا اور چند گھنٹہ مراجعت کے وقت مظفر نگر میں قہام کیا ہر مقام پر نہایت قدر و منزلت اور شان و شوکت سے اُنکا استقبال ہوا بہت سی اتریسوں پیش ہوئیں اور سوائے پتھالہ کے ہر ایک مقام میں اُنہوں نے لکچر اور اتریسوں کے جواب دیئے اگرچہ وہ سب لکچر اور اتریسوں کے جواب زبانی تھے مگر میں نے التزام کیا تھا کہ جہاں تک مجھے ہو سکے میں لفظ بلفظ اُنکے 'ملفوظات کو قلمبند کرتا جاؤں میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اُس کام کو پورا کیا ہی اور وہ ذخیرہ اُنکی تمام تقریروں کا اور تمام

یاد داشتیں اُس سفر کے واقعات کی مہرے پاس موجود ہیں اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اُن سب کو اس رسالہ میں جمع کر دوں اور جو لوگ اُن جلسوں میں موجود نہ تھے اُن تک بھی اُن جلسوں کی کوفت بذریعہ اس رسالہ کے پہنچاؤں واللہ المستعان *

حالات مقام لودھیانہ

۲۲ جنوری سنہ ۱۸۸۴ ع کو سید احمد خاں صاحب معہ اپنی پارٹی کے علیگڑہ سے روانہ ہوئے — جناب مولوی حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس اعظم دتاولی ضلع علیگڑہ — اور سید محمد علی صاحب اور مولف رسالہ بندہ اقبال علی اُن کے ہم سفر تھے — رستہ میں جناب محمد اکرام اللہ خاں صاحب رئیس دھلی بھی اُنکے شریک ہو گئے — جس وقت سید صاحب کہلہ کے اسٹیشن پر پہنچے جہاں سے ضلع لودھیانہ کی سرحد شروع ہوتی ہی اور لودھیانہ ۲۷ میل رہتا ہی وہاں مولوی عبداللہ صاحب — منشی عبداللطیف صاحب — منشی نظام الدین صاحب وغیرہ عمائد لودھیانہ سے جو بتقریب استقبال از طرف انجمن اسلامہ رفاہ عام لودھیانہ تشریف لائے تھے ملاقات ہوئی — سانہوال کے اسٹیشن پر حاجی چودھری بنا صاحب نے اور چند دیگر اراکین نے استقبال کیا — ۲۳ تاریخ کو سید صاحب لودھیانہ میں پہنچے اسٹیشن پر اُس وقت عجب لطف تھا جبکہ ریل وہاں پہنچنے والی تھی — باشندوں کا ایک جم غفیر جمع تھا اور جس وقت گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو اُس وقت بشاشت اور اشتہاق جو لوگوں کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا ایسا عجب اور لطف انگیز تھا کہ بغیر دیکھے خیال میں نہیں آ سکتا — پلمٹ فارم پر جناب خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر — جناب منہی حکیم الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر — منشی چتر سنگھ صاحب تحصیلدار — مرزا فتح محمد بیگ صاحب آنریری سکریٹری انجمن قصور — جناب سردار رجبہال سنگھ صاحب منصف — منشی محمد بخش صاحب — مولوی شریف الحسن صاحب رئیس جگراوان خلف جناب مولوی رجب علی خاں بہادر مرحوم — مولوی محمد حسن صاحب — لالہ درگاہ صاحب — مہر گل محمد صاحب — خواجہ خلیل شاہ صاحب — مولوی جہدر علی صاحب — حافظ مصباح الحق صاحب — مولوی فرزند

حسن صاحب - آغا وجیہ حسن صاحب - مولوی غلام محمد صاحب -
 مولوی سعد اللہ صاحب - حکیم ناصر خاں صاحب - مولوی سیف الرحمن
 صاحب - چودھری غلام احمد صاحب - اللہ دیا صاحب واعظ - ریورنڈ
 لوئیس صاحب - راء ماموں خاں صاحب رئیس راء کوت - راء قطب
 خاں صاحب - پورچی جمعیت علی صاحب - مولوی احمد خاں صاحب -
 اور دیگر عمائد لودھیانہ نے استقبال کیا - جسوقت سید صاحب نے ریل گاڑی
 سے اتر کر پلیمت فارم پر قدم رکھا جناب منشی قادر بخش خاں صاحب
 نے سب سے اول سید صاحب پر دونوں ہاتھوں سے پھولوں کا نچھاور کیا اور
 بہت سے لوگ خوبصورت گلدستے لئے کھڑے تھے جو قریب آسکا آسٹے
 گلدستہ نذر کیا جو نہ آسکا آسٹے دور سے ہی پھینک دیا اسقدر ہجوم لوگوں کا
 ہو گیا کہ سید صاحب کہہوا گئے اُنکو اندیشہ ہوا کہ کوئی پلیمت فارم کے
 نیچے نہ گر پڑے اس لئے اُس ہجوم سے علاحدہ ہو کر وہ پلیمت فارم سے باہر
 مہدان میں آ کھڑے ہوئے سارا ہجوم اُن کے گرد جمع ہو گیا اور پھولوں کے
 گلدستے جو باقی رہ گئے تھے لوگوں نے دیئے سید صاحب نے حتی المقدور ہر ایک
 شخص سے مصافحہ کیا اور نہایت اخلاق و فروتنی سے اُنکی عنایت و مہربانی
 کا شکر ادا کرتے گئے مولوی فتح محمد بیگ صاحب نے نہایت عمدگی سے
 گاڑیوں کا انتظام کیا تھا تو بھی اکثر ہجوم سے لوگوں کو گاڑیوں پر سوار ہونا
 مشکل تھا جو گاڑی سید صاحب کی سواری کے لئے تھی وہ اُس پر سوار
 ہوئے اور بقیہ گلدستے جو لوگوں کے پاس رہ گئے تھے وہ انہوں نے گاڑی پر
 نثار کیئے اُس وقت یہ شعر بالکل حسب حال تھا -

ترا بسیر و تماشاے باغ حاجت نیست * کہ گل بشوق فثارت پریدہ می آید
 تخرمینہ کہا گیا ہی کہ آٹھ سو آدمیوں سے زائد پلیمت فارم اور اسٹیشن
 کے مہدان میں سید صاحب کے استقبال کو موجود تھے *

سید صاحب نے نواب علی محمد خاں بہادر چھپرہ والہ رئیس اعظم
 لودھیانہ کی عالیشان کوٹھی میں جو یورپوں اور ایشیائی تہذیبوں سے
 راستہ تھی قہام فرمایا جناب نواب صاحب مدوح نے نہایت مہربانی اور
 عنایت سے مراسم مہمان نوازی ادا کئے اور نواب محمد فاض خان صاحب
 جناب مدوح کے فرزند سے جو نہایت دیدار و پرہیزگار صاحبِ درن
 و وظائف ہیں ملاقات ہوئی تمام حاضرین نے اطمینان لایندہ جو نہایت تکلف

اور خوبی سے تھار کھٹے کھٹے تھے تگوارل کھٹے اور جناب نواب صاحب کا شکریہ ادا کیا *

جناب نواب صاحب ایک نہایت مشہور و معروف خاندان سابق نواب جھجور کے رکن اعظم اور نہایت با اخلاق و متہون اور ذی فہم و فراست ہیں اخبار دیکھنے کا بھی شوق ہی اور صاحب معلومات مفیدہ ہیں اور شان ریاست اُنکے ہر ایک اوضاع سے پائی جاتی ہی *

کھالے کی مہر پر جناب منشی حکوم الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لودھیانہ بھی جو نواح مہرتھہ کے متوطن ہیں تشریف رکھتے تھے اگرچہ منشی صاحب موصوف ان تمام موقوفوں میں شریک تھے مگر بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ وہ سید صاحب کے خیالات سے مختلف ہیں کھالے کے بعد منشی صاحب و سید صاحب برابر کرسڈوں پر آہٹھے اور مدرسۃ العلوم کا اور سید صاحب کی تصانیف کا اور تہذیب الاخلاق کا ذکر ہوتا رہا میں اُن سے دور تھا اور تمام گفتگو میں نے نہیں سنی اخبر گفتگو غالباً یہ تھی کہ سید صاحب نے کہا کہ جو شبہات عام جدیدہ اور انگریزی علوم کی ترویج کے سبب پیدا ہوتے ہیں اور جو مذهب اسلام کے برخلاف معلوم ہوتے ہیں اُنکا حل کرنا اور اُنکو بیان کرنا ضرور ہی - منشی صاحب نے کہا کہ جب اس قسم کے شبہات لوگوں کو ہوں اُسوقت ضرورت اُنکی نسبت لکھنے کی ہوسکتی ہی مگر وہ شبہات خود آپ پیدا کرتے ہیں - سید صاحب نے کہا معاف فرمائیں وہ شبہات میں پیدا نہیں کرتا بلکہ ہزاروں کے دلوں میں وہ شبہات موجود ہیں اور کوئی شخص انگریزی پڑھا ہوا یا علوم جدیدہ کا جاننے والا یا ادھر ادھر سے سنے والا ایسا نہیں ہی کہ جسکے دل میں وہ شبہات نہوں *

تمام دن کثرت سے لوگ سید صاحب کی ملاقات کو آتے رہے نہایت لطف رہا اور ادھر ادھر کی اور کبھی علوم جدیدہ کے مسائل کی جو بظاہر مخالف اسلام معلوم ہوتے ہیں اور کبھی تفسیر و تہذیب الاخلاق کی اور کبھی اُن شبہات کے حل کی جو اسلام کی نسبت لوگوں کے دلوں میں تھے یا سنے تھے باتیں ہوتی رہیں اُسی مجمع میں سید صاحب نے ایک دو نوجوان لڑکوں کو دیکھا جو لال ٹوپی اور پوری ترکش درس پھاٹے ہوئے تھے سید صاحب اُنکو بار بار دیکھتے تھے اور متعجب

ہوتے تھے کہ یہ دونوں نوجوان صاحب کون ہیں جب سہد صاحب کمرے میں سے باہر نکلے تو ان دونوں لڑکوں سے ملے اور بات چیت کی معلوم ہوا کہ وہ دونوں لودھیانہ مشن اسکول میں انگریزی پڑھتے ہیں سہد صاحب نے اُن سے مشن اسکول کی پڑھائی کا اور انجیل کی تعلیم کا اور اسکول میں عیسائی مذہب کے موافق تمام لڑکوں کو جمع کر کے مقدس پریر کا حال پوچھا مگر جب سہد صاحب کو معلوم ہوا کہ ان نوجوانوں میں سے ایک یعنی معین الدین صاحب منشی حکیم الدین صاحب کے فرزند ہیں جن کے خیالات آدم لوگوں کی طرز سے مختلف ہیں تو سہد صاحب کو کمال تعجب ہوا *

کھانے کے بعد چوندری قادر بخش اور شیخ جما کشمیری صاحبان نے جو لودھیانہ میں رہتے ہیں نہایت دلی خلوص سے چاہ کی دعوت کی اور بہت عمدہ کشمیری چاہ اپنے گھر سے بفاکر لائے اور سہد صاحب اور تمام حاضرین کو نہایت محبت سے پلائی حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب ان کشمیری صاحبان کی اس تواضع کو جو نہایت دلی خلوص سے انہوں نے کی نہایت پسند کرتے تھے مجھ کو تو ان میں سے ایک صاحب کا دوسرے صاحب سے نہایت خوشی اور دلی جوش سے یہ کہنا کہ " لاؤ لاؤ حضرت نے چاہ پینا منظور کر لیا اور مانگتے ہیں " نہایت ہی پیارا معلوم ہوا سہد صاحب نے ان کشمیری صاحبان کا بہت بہت شکر ادا کیا *

سہ پہر کے وقت خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب سہد صاحب کو اور ہم سب کو شہر دکھانے لیگئے لودھیانہ بہت بڑا شہر اور غلہ کی بہت بڑی تجارت گاہ ہے اور انگریزی کھڑوں کی نقلیں بھی وہاں خوب بنتی ہیں - عیسائیوں کی بھی وہاں آبادی کثرت سے ہے اور بہت بڑا محلہ ان سے آباد ہے ان کے عبادت خانے ان کے اسکول ان کے زنانے بورڈنگ ہوس ان کے مکانات دیکھ کر اس قدر ضرور معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ آبادی ہمارے ملکی آبادی کا حصہ نہیں ہے ان کی صفائی اور ستھرا پن مکانات کی آراستگی سے ایک قسم کی شایستگی معلوم ہوتی تھی جب وہاں سے پھر کر آئے تو نواب علی محمد خاں صاحب نے سہد صاحب کو اپنے باغ کی سیر دیکھائی جو کوئی کے احاطہ میں واقع ہے اور خوبصورتی سے بنایا

گھا ہی اُسکے پاس ایک احاطہ ہی جس میں نواب صاحب نے مسجد بنائی ہی اور کچھ انتظام چند طالب علموں کے رہنے اور عربی زبان اور دیہات کے علوم پڑھنے کا کھا ہی جزاء اللہ فی الدارين خورا *

شام کو تون ہال میں لکچر دینا قرار پایا تھا وقت معین پر تون ہال میں نہایت کثرت سے لوگ جمع ہو گئے اگرچہ تون ہال کا ہال وسیع ہی مگر لوگ استقدر کثرت سے تھے کہ اُس میں سما نہ سکے دروازوں میں اور ہرآمدوں میں بھی لوگ بھر گئے وہ بھی کافی نہ پڑے سدا ہی کہ بہت سے لوگوں کو ہرآمدوں میں بھی جگہ نہ ملی اور لاچار اُنکو واپس جانا پڑا جس ارمان بہرے دل سے آئے تھے حسرت بہرے دل سے واپس گئے *

اس مجلس کے صدر انجمن جناب نواب علی محمد خاں صاحب تھے انہوں نے ایک مختصر و برجستہ تقریر میں سہد صاحب کی تہذیب آوری کا شکر یہ کھا اور قومی تعلیم اور قومی ہمدردی اور باہمی اتفاق پر لکچر دینے کی درخواست کی *

اُسکے بعد سہد صاحب کھڑے ہوئے اور ایک نہایت پر مغز اور فصیح لکچر دیا جو الفاظ اُس بے اختیاری کی حالت میں سہد صاحب کی زبان سے نکلتے تھے مرزا دیور اور انہیں مرحوم کے مرثیوں کا کام دیتے تھے سامعوں بے خود سے ہو گئے تھے اور قریباً سب کی چشم تر تھی اور بعضے ضبط نہ کر سکے اور بے اختیار چہ خضوں نکل گئیں *

اس لکچر کا کچھ حصہ سہد صاحب نے لکھ لیا تھا اُنکا ارادہ تھا کہ پنجاب میں سب لکچر تحریر کریں وہ تاکہ لوگوں کو اور خصوصاً اُن لوگوں کو جو اُنکی مخالفت کرتے ہوں اور سہد صاحب کی تحریر و تقریر کو غلط طور پر بیان کرتے ہوں (جیسا کہ ایک دفعہ پٹنہ کے لکچر میں ہوا تھا) ایسا کرنے کا موقع نہ رہ مگر وہ ایسا نہیں کر سکے یہ لکچر بھی پورا تحریر نہیں ہو سکا اور پنجاب میں تمام لکچر زبانی ہوئے جو حصہ اس لکچر کا تحریر نہ تھا بروقت لکچر کے میں اُسکو لکھتا گیا تھا اور بعد کو سہد صاحب کو دکھایا گیا ہی اور کسی قدر انہوں نے اُسکے مضمون کو جہاں الٹ پلٹ ہو گیا تھا درست کر دیا ہی اور باقی لکچر بھی اس طرح اُن کے ملاحظہ کے بعد چھاپہ ہوئے - با این ہمہ میں اقرار کرتا ہوں کہ جو الفاظ کی عربی اور الفاظ کی بلذش کی عمدگی جس طرح پر کہ لکچر دیتے

وقت سہد صاحب کی زبان سے نکلتی تھی شاید وہ مجھ سے محفوظ فرہی ہو لغات ہفتہ لکھنے کا طریقہ اب تک اُردو کی تحریر کے لئے نہیں نکلا ہی اسلئے اُمید ہی کہ جر کچھ لغزش مہری تحریر میں ہوگی اُس کو سہد صاحب اور نواز اس رسالہ کے پڑھنے والے معاف فرما دیں گے - بہر حال جو لکچر کہ لودھیانہ میں دیا گیا وہ یہہ ہی *

لکچر مقام لودھیانہ میں

جناب صدر انجمن اور دیگر احباب —

آپ صاحبو نے جو مسافر نوازی کی اور مجھ سے ایک ناچیز شخص سے ملنے کے لئے تکلیف فرمائی میں اُسکا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں - اپنی قوم کے اسقدر بزرگوں کو اپنے ارد گرد دیکھنے سے مہرے دلوں ایک قومی مجمع کی خوشی اور قومی ہمدردی کا جوش بھڑا ہوتا ہی ایک مشہور مقدس مقولہ ہی کہ ید اللہ فوق الجماعۃ یہہ مقولہ مہرے دل کو تسلی دیتا ہی کہ خدا ہماری قوم کو جسکا آفتاب اقبال اُنق زوال کے قریب پہنچ گیا ہی بلکہ اُس میں غروب ہو گیا ہی اور کچھ کچھ شعاعیں اُس کی دکھائی دیتی ہیں برکت دیگا اور از سرنو ہماری قوم کو سرسبز و شاداب کریگا او خد تو ایسا ہی کر آمین *

اے دوستوں مگر قوم کا لفظ ایک ایسا لفظ ہی جسکے معنوں پر کسیقدر غور کرنی لازم ہی - زمانہ دراز سے جس کی ابتدا تاریخی زمانہ سے بھی بالاتر ہی قوموں کا شمار کسی بزرگ کی نسل میں ہوئے یا کسی ملک کے باشندہ ہوئے سے ہوتا تھا متحد رسول اللہ صلعم نے (بابی انت و اُسی ہا رسول اللہ) اس تفرقہ قومی کو جو صرف دنیاوی اعتبار سے تھا مٹا دیا اور ایک روحانی رشتہ قومی قائم کیا جو ایک حبیل المتھن لالہ الالہ متحد رسول اللہ سے مضبوط ہی - تمام قومی سلسلے تمام قومی رشتے سب کے سب اس روحانی رشتہ کے سامنے نیست و نابود ہو گئے اور ایک نیا روحانی بلکہ خدائی قومی رشتہ قائم ہو گیا اسلام کسی سے نہیں پوچھتا کہ وہ ترک ہی یا تاجیک وہ افریقا کا رہنے والا ہی یا عرب کا وہ چھن کا باشندہ ہی یا ماچھن کا وہ پنجاب میں پیدا ہوا ہی یا ہندوستان میں وہ کالے رنگ کا ہی یا گورے رنگ کا بلکہ جس نے اس عروۃ الوثقی کلمہ توحید کو مستحکم پکڑا وہ ایک قوم ہو گیا بلکہ ایک روحانی باپ کا بیٹا کیونکہ

خدا نے فرمایا ہی ” انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخیکم واتقوا اللہ لعلمکم ترحمون “ کون شخص ہی جو دو بھائیوں کو ایک باپ کا بیٹا نہیں جانتا پھر جبکہ خود خدا نے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی فرمایا ہی تو ہم سبکا ایک روحانی باپ کی اولاد ہونے میں کیا شک رہا ہی * اے بھائیوں مگر مجھے اسباب کے دیکھنے سے افسوس ہی کہ ہم سب آپس میں بھائی تو ہیں مگر مثل برادران یوسف علیہ السلام کے ہیں آپس میں دوستی و محبت یکدلی و یک جہتی بہت ہی کم ہی حسد و بغض و عداوت کا ہر جگہ بد اثر پایا جاتا ہی جسکا نتیجہ آپسکی نا اتفاقی ہی - شیطان جس نے خدا سے وعدہ کیا کہ ” لا تعدن لہم صراطک المستقیم “ ایک مقدس اور بظاہر نہایت نورانی حیلہ سے آپس میں بھائیوں کے جنکو خدا نے بیائی بنایا ہی نفاق دالنے میں کامیاب ہوتا ہی اور جس طرح کہ ہمارے باپ آدم اُس کے دھوکہ کو خالص دوستی سمجھ کر دھوکہ میں آگئے اسی طرح ہم بھی اُسکے دھوکہ میں آتے ہیں اور اُس نفاق کو جو ہر حالت میں مردود ہی ایک مقدس لباس پہناتے ہیں یعنی مذہبی مقدس لباس کا خلعت اُسے عنایت کرتے ہیں *

اے بھائیوں کون شخص ہی کہ جو اسباب کو نہیں جانتا کہ من قال لا الہ الا اللہ فهو مسلم - من استقبل قبلتنا فهو مسلم - ومن هو مسلم فهو اخ - امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ” مذہب منصور ہی کہ لا نکفر اہل القبلة با این ہمہ فروع مسائل میں اختلاف ہونے کے سبب کس طرح ہماری قوم نے اُس حبل المتین کی بندش کو توڑا ہی اور اُس رشتہ اخوت کو جسے خدا نے قائم کیا تھا چھوڑا ہی - جس قصبہ و شہر میں جاؤ جس مسجد و امام بارگاہ میں گذرو باہم مسلمانوں کے شیعہ و سنی و ہابی و بدعتی لامذہب و مقلد ہونے کی بنا پر آپس میں نفاق و عداوت پاؤ گے ان نا اتفاقیوں نے ہماری قوم کو نہایت ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہی - جمعیت ” نے برکت ہماری قوم سے جاتی رہی ہی قومی ہمدردی اور قرب سنی اور قومی امور کے انجام میں اس فالاق نا اتفاقی نے بہت کچھ بد اثر پہونچایا ہی - ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہی وہ تعداد میں کم ہیں دولت میں کم ہیں تجارت میں کم ہیں - اور اس باہمی نفاق و عداوت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اصغر التصغیر کا صیغہ یعنی

کم از کم ہو گئے ہیں پس ہماری قوم کی ترقی کا سب سے اول مرحلہ یہ ہے
 ہی کہ ہم آپس کی محبت سے اس عداوت و نفات کو یکنائی اور یک جہتی
 سے تبدیل کریں *

برادران من یکنائی اور یک جہتی سے میرا مقصد یہ ہے نہیں ہی کہ
 سب لوگ اپنے اپنے عقاید کو چھوڑ کر ایک عقیدہ پر ہو جاویں یہ امر تو
 قانون قدرت کے برخلاف ہی جو ہو نہیں سکتا نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ
 آئندہ کبھی ہوگا مگر اس اتفاق کے قائم رکھنے کی جس کی ہم کو ضرورت
 ہی ایک آزر عقلی و نقلی راہ ہی جس کی پیروی قومی اتحاد کا ذریعہ
 ہو سکتی ہے - انسان جب اپنی ہستی پر نظر کریگا تو اپنے میں دو حصے
 پاویگا ایک حصہ خدا کا اور ایک حصہ اپنے ابناء جنس کا - انسان کا
 دل اور اُس کا اعتقاد یا مختصر طور سے یوں کہو کہ اُس کا مذہب خدا
 کا حصہ ہی جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں اُس کے عقاید کی جو
 کچھ بھلائی یا برائی ہو اُس کا معاملہ اُس کے خدا کے ساتھ ہی نہ بھائی
 اُس میں شریک ہی نہ بیٹا نہ دوست نہ آشنا نہ قوم پس ہم کو اُس
 بات سے جس کا اثر ہر ایک کی ذات تک محدود ہی اور ہم سے کچھ
 تعلق نہیں ہی کچھ تعلق رکھنا نہیں چاہئے ہم کو کسی شخص سے
 اس خیال پر کہ وہ شیعہ ہی یا سنی و ہابی ہی یا بدعتی لامذہب ہی
 یا مقلد یا نیچری یا اُس سے بھی کسی بدتر لقب کے ساتھ ملقب ہی
 جبکہ وہ خدا و خدا کے رسول کو برحق جانتا ہی کسی قسم کی عداوت
 و مخالفت نہیں رکھنی چاہئے بلکہ اُس کو بھائی اور کلمہ کا شریک
 سمجھنا اور اُس اخوت کو جس کو خدا نے قائم کیا ہی قائم رکھنا چاہئے
 نہایت افسوس اور نادانی کی بات ہی کہ ہم کسی سے ایسے امر میں
 عداوت رکھیں جس کا اثر خود اسی تک محدود ہی اور ہم کو اُس سے
 کچھ ضرر و نقصان نہیں - جو حصہ کہ انسان میں اُس کے ابناء جنس کا
 ہی اُس سے ہم کو غرض رکھنی چاہئے اور وہ حصہ آپس کی محبت باہمی
 دوستی ایک دوسرے کی اعانت ایک دوسرے کی ہمدردی ہی جس کے
 مجموع کا نام قومی ہمدردی ہی - یہی ایک طریقہ ہی جس سے خدا
 کے حکم کی بھی اطاعت اور آپس میں برادرانہ برتاؤ قومی اتفاق قومی
 ہمدردی قائم ہو سکتی ہی جو قومی ترقی کے لئے پہلی منزل ہی *

مگر ہمکو یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ ان روحانی بھائیوں کے سوا اُور بھی ہمارے وطنی بھائی ہیں گو وہ ہمارے ساتھ اُس کلمہ میں جس نے ہم مختلف قوموں اور مختلف فرقوں کو ایک قوم اور آپس میں روحانی بھائی بنایا ہی شریک نہیں ہیں مگر بہت سے تمدنی امور ہیں جنمیں ہم اور وہ مثل بھائیوں کے شریک ہیں - اسی زمین پر ہندوستان کی ہو یا پنجاب کی دکن کی ہو یا ہمالیہ کی ہم دونوں رہتے ہیں اُسی ملک کی ہوا سے اُسی ملک کے پانی سے اُسی ملک کی پوددار سے دونوں کی زندگی ہی - ہزاروں امور تمدن ایسے ہیں کہ بغیر ہمارے اُنکو اور بغیر اُن کے ہمکو چارہ نہیں ہمسایہ کا ادب ہمارے مذہب کا ایک جزو ہی اور یہی ہمسایگی وسعت پاتے پاتے ہم ملکی و ہموطانی کی وسعت تک پہنچ گئی ہی اُن ہموطن بھائیوں میں بھی دو حصے ہیں ایک خدا کا اور ایک ابنائے جنس کا خدا کا حصہ خدا کے لیئے چھوڑو اور جو حصہ اُن میں ابنائے جنس کا ہی اُس سے غرض رکھو تمام امور انسانیات میں جو تمدن و معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے مددگار رہو آپس میں سچی محبت سچی دوستی دوستانہ بردباری رکھو کہ دونوں قوموں کو ترقی کرنے کا یہی رستہ ہی *

اتفاق کی خوبیاں لوگوں نے بہت کچھ بیان کی ہیں اور وہ ایسی ظاہر ہیں کہ کوئی شخص اتفاق سے بھی اُن کو بھول نہیں سکتا بہت بڑے بڑے واقعات جو دنیا میں گذرے ہیں اور جن کو پرانی تاریخیں یاد دلاتی ہیں اور جن کی یاد سے ایک عجب اثر ہمارے دلوں میں ہوتا ہی وہ سب باہمی اتفاق کا نتیجہ ہی ایک نا چھوڑ ریشہ گیاہ جو تنہا نہایت کمزور ہوتا ہی باہمی اتفاق سے ایسا قوی و زبردست ہو جاتا ہی کہ بڑی سے بڑی قوت کا مقابلہ کرتا ہی اسوقت تعلیم یافتہ دنیا میں جو کچھ ترقی ہی یا نا مذہب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہی وہ سب اتفاق کی بدولت ہی - بعض قابل ادب بزرگوں کا قول ہی کہ جس طرح اصلی دوستی دنیا میں نا پید ہی اسطرح آپس کا اتفاق بھی نا ممکن ہی اُن کی دلیل یہہ ہی کہ تمام انسانوں کی طبائع اور اُن کے اغراض مختلف ہیں اور جبکہ اغراض مختلف ہیں تو ضرور ہی کہ وہ ایک دوسرے کے مخالف ہوں - کوئی قوم مذہب یا نا مذہب ایسی نہیں پائی

جاویگی جسمیں باہم حسد و نفاق عداوت اور باہمی حقارت نہ پائی جاتی ہو۔ ہاں یہ بات سچ ہی مگر جس اتفاق پر ہم بحث کرتے ہیں وہ شخصی اتفاق نہیں ہی بلکہ قومی اتفاق ہی آپس میں ہمارے بمقتضائے بشریت کیسا ہی نفاق ہو جو خدا کے نزدیک ایک سخت گناہ ہی مگر وہ قومی اتحاد اور قومی اتفاق کا مانع نہیں ہی اس دعویٰ کو میں ایک تاریخی واقعے سے ثابت کرونگا۔ جس زمانہ میں کہ حضرت علی مرتضیٰ اور معاویہ ابن ابی سفیان میں منہاجرات ہو رہے تھے اور روم کبیر کا شاہنشاہ ہماری اس باہمی جنگ و جدال کو نہایت غور سے تک رہا تھا روم کے شاہنشاہ نے اُس وقت کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں کے مفتوحہ ملکوں پر فوج کشی کا ارادہ کیا حضرت معاویہ نے باوجود اُس شک و رنجی کے جو حضرت علی مرتضیٰ سے تھی قیصر روم کو خط لکھا کہ اگر تو نے مسلمانوں کے ملک کے کسی حصہ پر فوج کشی کی تو یقیناً جاننا کہ علی مرتضیٰ کی طرف سے جو پہلا شخص فوج لیکر تیرے مقابلہ کو آئے گا وہ میں ہونگا یہ خط اب تک تاریخ کی کتابوں میں بچنے سے موجود ہی — دیکھو باہمی نزاع نے قومی اتفاق میں کچھ خلل نہیں ڈالا تھا — اسی زمانہ کی تازہ نظیر پر خیال کرو کہ جن لوگوں نے البرت بل کی مخالفت کی وہ سب نہ آپس میں دوست تھے اور نہ سب کے اغراض متحد تھے بلکہ صرف قومی اتفاق تھا جس پر سب متفق تھے — قومی بھلائی یا قومی برائی کا اثر تمام قوم کے لوگوں پر پہونچتا ہی اور اسی لئے جلب منفعت یا دفع مضرت میں سب لوگ متفق ہوتے ہیں اور شخصی تنازعات کو اُس وقت کچھ اثر باقی نہیں رہتا — اس زمانہ میں جو سب سے بڑا سبب ہماری قوم کے تفرق کا ہی وہ یہی ہی کہ اُس میں قومی اتفاق کا خیال نسیم منسیم ہو گیا ہی کسیکو بحزب اپنی ذاتی منفعت کے قومی بھلائی اور قومی منفعت کا کبھی خیال بھی نہیں آتا — اگر کوئی کچھ کرتا بھی ہی تو اُسکو پہلے اپنی غرض مدنظر ہوتی ہی اور قومی بھلائی کے پردہ سے اُسکی پردہ پوشی کرنی چاہتا ہی یہی وجہ ہی کہ ہمارے کاموں میں برکت نہیں ہوتی *

یہاں میں میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری قوم میں نیکی کا خیال نہیں ہی — نہیں اُن میں بہت کچھ نیکی ہی اور بہت سے نیک کام اُن سے

ہوتے ہیں کیسی کیسی عالیشان مسجدیں کیسے کیسے عالیشان امام بارے کیسی کیسی نفیس خانقاہیں انکی نیکی کی یاد گاریں موجود ہیں - اب بھی ہر شہر و قصبہ میں دیکھو گے کہ لوگ کس قدر خیر و خیرات کرتے ہیں بھوکوں کو کھلاتے ہیں حج و زیارت میں روپیہ خرچ کرتے ہیں مسجدیں بنواتے ہیں کوئی ایسا کام جس میں اُن کی دانست میں مذہبی نیکی ہو دل و جان سے اُس میں مصروف ہوتے ہیں - مگر اے دوستوں میں تمام لوگوں سے جو اس مجمع میں موجود ہیں نہایت ادب و عاجزی سے سوال کرتا ہوں کہ ہر ایک شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سچے دل سے سوچے کہ وہ یہ سب نیکی کے کام کس لیئے کرتا ہی - سب لوگ قبول کرینگے کہ اس نیت سے یہ کام کیئے جاتے ہیں کہ قیامت میں اُن کو اُس کا بدلا ملیگا اور روزِ حشر میں اُنکو ثواب حاصل ہوگا - اگر یہ میرا خیال صحیح ہی تو اے بھائیوں درحقیقت یہ سب کام خود غرضی اور ذاتی منفعت کے ہیں نہ ابناے جنس کی بھلائی اور قومی ہمدردی کے - جب تک کہ ہمارے دل میں یہ جوش نہ پیدا ہو کہ جو کام ہم کریں وہ قوم کے لیئے کریں نہ اپنے ثوابِ آخرت کے لیئے اُس وقت تک قومی ہمدردی کا جوش پیدا نہیں ہو سکتا - اگر ابھی ایک مسجد بنانے یا قرآن مجید کی تلاوت کے لیئے ایک مکتب قائم کیا جاوے تو ہر شخص کی خواہش ہوگی کہ بقدر اپنی استطاعت کے اُس میں اعانت کرے ایک غریب آدمی جس سے کچھ نہ ہو سکتا ہو وہ بھی کسی نہ کسی دن اُس مکتب کے کسی طالب علم کو دو روٹی اور دال کے پیالہ دینے پر ہمت کریگا ایسا کرنے سے اُس کے دل کا اصلی خیال یہ ہی کہ اُسکو ثواب ہوگا جو عین خود غرضی اور ذاتی منفعت کا نشان ہی برخلاف اس کے اگر کوئی ایسا کام کیا جاوے جو قوم کے لیئے نہایت ضروری ہو اور کیسی ہی کچھ قوم کو اُس کی ضرورت ہو اور اُس کے نہ ہونے سے کتنا ہی کچھ قوم کا نقصان ہوتا ہو اور کیسی ہی کچھ وہ ذلیل ہوتی جاتی ہو مگر لوگوں کے خیال میں اُس سے ثوابِ آخرت کی کچھ توقع نہ تو بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو اُن کی طرف متوجہ ہوں - برادرانِ من اس تقریر سے میرا مطلب یہ نہیں ہی کہ میں اُن ثواب کے کاموں کو برا جانتا ہوں یا اُن کی کچھ حقارت کرتا ہوں بلکہ میرا مقصد اس تقریر سے اور ان

مثالوں سے یہہ ہی کہ میں اصلی قومی ہمدردی کو آپ صاحبوں کے ذہن نشیں کرنے میں کوشش کروں اور قومی ہمدردی کے کاموں میں دوسرے کاموں سے جو امتیاز ہی اُسکو تمثیلوں سے بتلاؤں *

برادرانِ من کوئی قوم اور کوئی ملک اس سے خالی نہیں ہی جو اپنے ذاتی ثواب حاصل کرنیکی نیت سے متعدد قسم کے کاموں میں نہایت سرگرمی سے کوشش نہ کرتا ہو اور بے انتہا رویہ اس میں نہ صرف کرتا ہو۔ بلکہ اس زمانہ میں جو ملک مہذب و تربیت یافتہ کہلاتے ہیں وہ ان کاموں میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اُسکے ساتھ وہ لوگ خالص قومی ہمدردی اور خالص قومی بھلائی کے کاموں میں بھی پیچھے نہیں رہے ہیں اگر وہ دائیں ہاتھ سے آخرت کے کاموں میں کوشش کرتے ہیں تو بائیں ہاتھ سے خالص قومی بھلائی کے کاموں میں بھی بلا خیال ثواب آخرت کوشش کرتے ہیں ہماری قوم میں یہی بات نہیں ہی اگر وہ بھی اپنا داہاں ہاتھ خدا کے کاموں میں اور ہاتھ ہاتھ خالص قومی ہمدردی کے کاموں میں لگاوے تو جو ادبار ہماری قوم پر ہی بہت جلد دور ہو جاوے اور خدا ہماری قوم کے دونوں ہاتھوں میں قوت دے آمین *

اے دوستوں اگرچہ میں نے اپنی پریشان تقریر سے آپکا وقت ضائع کیا مگر مجھکو اجازت دیجیئے کہ قومی ترقی کی نسبت جو میرے خیالات ہیں اُنکو بھی کسقدر بیان کروں۔ نہایت خوشی کی بات ہی کہ ہماری قوم میں اب تک اپنے باپ دادا کا فخر باقی ہی اگلے بزرگوں کی عظمت کو یاد رکھنا قوم کی آئندہ ترقی کی ایک گونہ بشارت ہی۔ ایک مدت دراز سے ہماری قوم کی ترقی مثل ایک ایسی بند جھیل کے ہو گئی تھی جس کا نہ پانی بہتا ہو نہ اُس میں کچھ حرکت ہو اور نہ اُس میں کسی آثر طرف سے پانی آنا ہو۔ تغد ہوا کے جھوکوں اور آفتاب کی گرمی سے اُسکا پانی روز بروز خشک ہوتا جاتا ہو۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ چند سال سے اُس بند پانی میں کچھ حرکت آئی ہی تمام ملک، میں کیا بنگالہ کیا ہندوستان کیا پنجاب اور کیا دکن سب کی زبان پر سب کے قلم پر یہہ بات جاری ہی کہ مسلمانوں کی حالت خراب ہی ہے روز بروز قفل کرتے جاتے ہیں اُنکو کچھ کرنا چاہیئے۔ وہ لوگ صرف

کہنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ کچھ کچھ کرتے بھی جاتے ہیں جابجا انجمنوں قائم ہوتی ہیں اخباروں میں آرٹیکل پر آرٹیکل لکھ جاتے ہیں مدرسے اور اسکول بناتے ہیں یہ نہایت عمدہ نشانیاں ہیں جس قوم کو یہ خیال ہوا کہ ہم تنزل کی حالت میں ہیں اور اُس کے ساتھ اُس میں کچھ تحریک بھی پیدا ہوئی تو یہ پہلی سیڑھی ترقی کی ہی ایسی حالت میں یہ امر بھی لازمی ہی کہ ترقی کرنے والوں کے خیالات مختلف ہوتے ہیں کوئی کچھ کرنے لگتا ہی کوئی کچھ اپنی قوتوں کو بعوض اُس کے کہ ایک جگہ جمع کریں پریشان کردیتے ہیں جو کام اصلی ہی اُسکو چھوڑتے ہیں اور جو اُسکی فرع ہی اُسکو اختیار کرتے ہیں جس کے سبب سے کسی میں بھی کامیابی نہیں ہوتی - اس زمانہ میں یہی حال ہماری قوم کا ہی مگر پانی کا خاصہ ہی کہ جب وہ بہتا ہی تو چاروں طرف پھیلتا ہی پھر رفتہ رفتہ جو تھیک رستہ ہی اُسکو اختیار کر لیتا ہی اسی لئے ہمکو اپنی قوم سے اُمید ہی کہ رفتہ رفتہ وہ بھی تھیک رستہ قومی ترقی کا پالیکی اور تمام مختلف خیالات ایک اصلی مرکز کی طرف جمع ہو جاوینگے *

اے بھائیوں تعلیم کا اور خصوصاً قومی تعلیم کا معاملہ جیسا نازک ہی ویسا ہی مشکل بھی ہی - ہماری قوم نے نہ کبھی اُسپر غور کی ہی اور نہ اُن ملکوں کو جہاں قومی تعلیم کو ترقی ہی دیکھا ہی اور اگر دیکھا ہی تو اُسکی ترقی کے اسباب پر بہت کم غور کی ہی - میرے بال اسی فکر میں سفید ہو گئے ہیں قومی تعلیم پر غور کرتے کرتے پچیس برس سے زیادہ کا زمانہ گزر گیا ہی - یہ زمانہ اب نہیں رہا کہ ہم لوگوں کو مسجدوں اور خانقاہوں میں بٹھا کر اور اُن کو خیرات کی روٹی دیکر یا چھوڑتے ہوئے اسکول و مکتب قائم کر کے قومی تعلیم کو ترقی دے لیینگے - یہ کام اُسوقت مفید ہوتے ہیں جب کہ قوم نے اعلیٰ سے اعلیٰ سامان قومی تعلیم کا مہیا کر لیا ہو مگر ہم نے اُس اعلیٰ تعلیم کا جو درحقیقت قومی ترقی اور قومی افتخار کا باعث ہی کچھ سامان نہیں کیا تو اس پانی کی پوہار سے کھیتی سرسبز نہیں ہوتی ہماری وہی مثل ہی کہ مرجھائے ہوئے درخت کی جڑ میں پانی دینے کی عوض اُس کے پتوں پر پانی چھڑکتے ہیں اور سوکھے ہوئے چشموں میں سے نہریں کھود کر پانی!

لانیکی توقع کرتے ہیں مجھکو اُمید ہی کہ ہماری قوم اس باریک مگر نہایت روشن فنکتہ پر کبھی نہ کبھی غور کریگی اور اُس وقت میری ان باتوں کی جو اس وقت قابل مضحکہ یا شیخ چلی کے خیالات معلوم ہوتے ہیں قدر کریگی مگر مجھکو یہہ دَر ہی کہ وقت جاتا نہ رہے اور ایسے وقت پر ہم کرنا چاہیں جب کچھہ کرنے کے قابل نہ ہوں - اے خدا ایسا وقت ہماری قوم پر نہ آنے دے اور اس سے پہلے کہ ہم کچھہ کرنے کے قابل نہ رہیں ہمکو سنبھال لے آمین *

انہی تمام خیالات کا باعث ہی جو میں نے علیگڑہ میں ایک قومی مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کی ہی اور میرے دوستوں نے جو درحقیقت باقی مدرسہ کے لقب پانے کے وہی مستحق ہیں اُس میں مدد دی ہی آپ کو معلوم ہی کہ علیگڑہ میرا وطن نہیں ہی نہ میری وہاں کوئی چاکر ہی نہ زمینداری صوف قومی تعلیم کے لیئے مناسب مقام خیال کر کے اُس جگہہ مدرسہ کی بنیاد ڈالی ہی - قومی بھلائی کے خیال پر اپنا وطن چھوڑ کر وہاں کی سکونت اختیار کی ہی میں سمجھتا ہوں کہ وہ مدرسۃ العلوم ایسے طور پر قائم ہوا ہی جو ایسی تعلیم و تربیت کے لیئے جو اس زمانہ میں قومی ترقی کے لیئے درکار ہی مناسب و مفید ہی جب تک کہ کوئی خود جاکر اُس کو نہ دیکھے طالب علموں کی طرز معاشرت اُن کی پابندی صوم و صلواۃ کو ملاحظہ نہ کرے اُسکے بورڈنگ ہوسوں کو اور اُن میں طالب علموں کے رہنے کی کیفیت کو اُن کی دینیات کی تعلیم کو اُن کی دنیوی تعلیم کو بچشم خود نہ دیکھے اُس کی حالت بخوبی بیان نہیں ہوسکتی میں نہایت خوش ہوں کہ اِس مجمع میں بعض بزرگ ایسے موجود ہیں جنہوں نے بچشم خون ان سب باتوں کا معائنہ کیا ہی وہ مدرسہ ہماری قوم کے بچوں کے لیئے اُنکی تعلیم کا گھر ہی کہ تمام ہندوستان میں اُسکے سوا دوسرا گھر نہیں ہی - اُسنے بہت کچھہ ترقی کی ہی جو اُمید سے بہت زیادہ ہی بی اے کلاس تک اُس میں پڑھائی ہوتی ہی اور طالب علم کلکتہ یونیورسٹی کے امتحانوں میں کامیاب ہوتے ہیں اُس قدر کثرت سے مسلمان طالب علم اُس میں ہیں کہ میں بظن غالب بلکہ بطور یقین کے کہہ سکتا ہوں کہ اُسقدر مسلمان کسی کالج و اسکول میں نہیں ہوں حال میں وہ کالج انٹرنس و ایف اے امتحانوں

کے لیئے سنٹر ہوگیا ہی پس قومی گھر یا قومی تعلیم دنا ایسے درجہ تک پہنچ گئی ہی کہ اگر قوم دلی کوشش اور بے غلغلہ فیاضی سے مدد کر کے اُسکو تکمیل تک نہ پہنچاوے تو نہایت افسوس کا مقام ہوگا اے دوستوں میں نہایت صداقت سے تمکو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ تدبیر قومی بھلائی کی قومی مدد سے پوری نہوئی تو آئندہ کوئی تدبیر قومی ترقی کی کبھی کامیاب نہوگی اور مجھکو اور قوم کے تمام خیر خواہوں اور ترقی میں کوشش کرنے والوں کو یقین ہوچاہیگا کہ ہماری قوم کی جاں کفنی ایسی حالت پر پہنچ گئی ہی جس سے جانبری ممکن نہیں ہی او خد تو ایسا مت ہونے دے آمین *

برادران من ہماری گورنمنٹ نے اپنی مہربانی سے اپنی رعایا کی تعلیم میں بہت کچھ کھا ہی تمام رعایا ملکہ معظمہ قیصر ہند کو شکر گزار ہونا واجب ہی مگر میں تم سے سچی بات کہتا ہوں کہ قومی تعلیم اور قومی عزت ہمکو اُس وقت تک حاصل نہیں ہونے کی جب تک کہ ہم اپنی تعلیم کا کام خود اپنے ہاتھ میں نہ لیتے گورنمنٹ کی قدرت سے خارج ہی کہ وہ ہمارے تمام مقاصد کی تکمیل کر سکے قومی کاموں میں صرف گورنمنٹ پر بوجھ ڈالنا اور اُسی کے ہاتھ کو تکتے رہنا نہایت بزدلی اور بے عزتی کا کام ہی - ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ہم اپنے قومی کام کو خود اپنی مستعدی سے انجام دیں اور گورنمنٹ سے صرف اُس کی امداد کے متوقع رہیں اگر یہ ہوگا تو قوم اور گورنمنٹ دونوں اپنا اپنا فرض ادا کرینگے *

ہماری قوم کا جو حال ہی وہ غم قومی کی نظروں میں نہایت حقارت سے دیکھا جاتا ہی میں ایک واقعہ بیان کرونگا - اگر مسلمانوں میں کچھ غمورت ہی تو اُسکو سنکر بجز مرجانے کے اور کوئی علاج نہیں - کیمبرج یونیورسٹی لندن کے ایک کالج میں بہت سارے توفیر میں جمع ہوگیا تھا اور اُس کے خوج کرنے کو جگہ نہ تھی وہاں کے منتظموں نے تجویز کی کہ اُس کالج میں جو گرجا ہی بہت عمدہ نہیں ہی اُس کو توڑ کر عمدہ گرجا بنایا جاوے اور دس لاکھ روپہ اُس میں خرچ کرنا تجویز ہوا - اتفاقاً ایک مسلمان بھی وہاں موجود تھا اُس نے کہا کہ اگر یہ روپہ ہمکو مل جاتا تو ہماری قوم کے لیئے ایک عمدہ کالج جسکی ضرورت ہی بن جاتا

اور گرجا کی تعمیر سے بھی زیادہ مفید و ضروری کام میں کام آتا - یہہ سنکر ایک شخص نے جو اُس کالج سے تعلق رکھتا تھا جواب دیا کہ اگر تمہاری قوم ایسی ہی کہ وہ اپنی تعلیم کا انتظام بھی نہیں کر سکتی تو اُسکا جتنے رهنے سے مرجانا بہتر ہی وہ اس لائق نہیں ہی کہ اُس کی کچھہ بھی مدن کی چارے - ہماری قوم کا اب یہہ حال ہو گیا ہی کہ وہ قومی کام کیطرف کچھہ بھی توجہ نہیں کرتی - بڑے انسوس کی بات ہی کہ لوہہاٹے سے شہر میں جو ایک بڑا شہر ہی اور جہاں بہت سے مسلمان آباد ہیں مشنری اسکول بہت کثرت سے ہیں اور مسلمانوں کو یہہ شرم نہیں آتی کہ مشنری تعلیم گاہوں میں وہ اپنے لڑکوں کو بھیجتے ہیں - اُن کو کچھہ جوش پیدا نہیں ہوتا - اُن کو کچھہ غرت نہیں آتی کہ وہ اپنے لڑکوں کا خود کچھہ بندوبست کریں وہ کتنے کی طرح اپنے لڑکوں کو خیراتی روٹی پر جلاتے ہیں اور ایسے خیراتی اسکول میں اپنی اولاد کو تعلیم کے واسطے بھیجتے ہیں اور خود کوئی بندوبست اپنے بچوں کی تعلیم کا نہیں کرتے - مگر اے بھائیوں اس بات کو سمجھو کہ خود تعلیم دینے کا خیال کر کے ایک چھوٹا مدرسہ قائم کرنا اور ایک ہندوستانی سو ڈیڑھ سو روپہہ ماہواری کا ہیڈ ماسٹر مقرر کر کے قومی تعلیم کا بندوبست کرنا بالکل ناممکن ہی - تعلیم اُسوقت تک نہیں ہو سکتی جب تک تعلیم کا پورا سامان اور عمدہ عمدہ مدرس اور ایک عمدہ تعلیم گاہ موجود نہو اے بھائیوں اپنے بچوں کی عمدہ تعلیم کا خیال کرو اور اُن کی زندگی کو خراب مت کرو اس مجمع میں امیر اور غریب سب لوگ جمع ہیں خیال کرو کہ ان سب کے لڑکے کس قسم کی صحبت میں رہتے ہیں اور کن لوگوں کے ساتھ اپنی ابتدائی عمر کا زمانہ بسر کرتے ہیں - اور اسی سبب سے وہ کسے خراب ہوتے ہیں بہت سے لڑکے اپنے مربیوں کے طریقے دیکھ دیکھ کر جو جو باتیں سیکھتے ہیں وہ اُن کی تعلیم اور تربیت پر جو کچھ خراب اثر ڈالتی ہیں اُسکو آپ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں - قومی تعلیم ایک بند مکان میں ہونی چاہیئے جہاں پر کہیں سے بیرونی صحبت کا اثر نہ پہنچتا ہو - قوم کے لڑکے ایک محفوظ دورنگ مدرس میں بلکر رہیں آپس میں برتر ہوئے ہم کالج ہونے کی وجہ سے آپس میں صحبت رکھیں - آپ لوگ ہمارے مسخمدن کالج کو دیکھیں کہ آپس میں طالب علم کیسا دوستانہ اور برادرانہ برتاؤ رکھتے ہیں

ایک دوسرے کی بیماری میں کیسی مدد کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں کیسے شریک ہوتے ہیں۔ اسی ساتھ کی وجہ سے انکے اخلاق باہمی درست ہوتے ہیں۔ آپ اس بات کو خوب یاد رکھئے کہ قومی تعلیم کبھی علیحدہ علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ اپنے اپنے طور پر تعلیم کرنا بچوں کو سوائے غارت کرنے کے اور کچھ نتیجہ نہیں دیتا۔ اے مہری قوم کے لوگوں اپنے عزیز اور پیارے بچوں کو غارت نہ کرو۔ ان کی پرورش کرو ان کی آئندہ زندگی اچھی طرح بسر ہونے کا سامان کرو مجھکو تم کچھ ہی کہو۔ میری بات سنو یا نہ سنو۔ مگر یاد رکھو کہ اگر تم ایک قومی تعلیم کے طور پر ان کو تعلیم ندوگے تو وہ آوارہ اور خراب ہونگے۔ تم انکی ابتر حالت کو دیکھوگے اور بے چین ہوگے۔ رووگے اور کچھ نہ کر سکوگے۔ تم اگر مرجاؤگے تو اپنی اولاد کی خراب زندگی دیکھکر تمہاری روحوں قبروں میں تڑپھنگی اور تم سے کچھ نہوسکیگا۔ ابھی وقت ہی اور تم سب کچھ کر سکتے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ میں یہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اگر اور چند روز تم اسی طرح غافل رہے تو ایک زمانہ ایسا آویگا کہ تم چاہوگے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دو۔ انکی تربیت کرو۔ مگر تم سے کچھ نہوسکیگا (چیزز) مجھکو کچھ کہو۔ کافر۔ ملحد۔ نیچری۔ میں تم سے خدا کے سامنے کچھ سفارش نہیں چاہتا۔ میں تم سے اپنی شفاعت کے واسطے خواستگار نہ ہونگا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں تمہارے بچوں کی بہتری کے لئے کہتا ہوں۔ تم انہیں پر رحم کرو۔ اور ایسا کچھ کرو کہ آئندہ کو پچھتانا نہ پڑے۔ وما توفیتی الا باللہ العلی العظیم (بڑے زور سے چیزز) *

اس مجمع میں ایک بزرگ سن رسیدہ بھی موجود تھے جو سید صاحب کو نہایت ہی برا کہا کرتے تھے انہوں نے حاجی محمد اسمعیل خاں صاحب سے کہا کہ میں نے سید صاحب کو بہت کچھ برا بھلا کہا ہی آپ میری خطا اُن سے معاف کرا دیں اسمعیل خاں صاحب نے اُنکو ٹال دیا مگر وہ اپنا جوش ضبط نہ کر سکے اور خود کھڑے ہوکر آگے بڑھے اور روکر سید صاحب سے معافی چاہنے لگے۔ سید صاحب نے کھڑے ہوکر نہایت فروتنی سے اُنسے مصافحہ کیا اور کہا کہ اِوہ یہہ کوئی ایسی بات نہیں ہی میں آپکی عذابت کا شکر کرتا ہوں آپ تشریف رکھئے مجھے کچھ بھی اسکا خیال نہیں ہی *

اسکے بعد جناب خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب کہتے ہوئے اور مندرجہ ذیل الفاظ سے سید صاحب کا شکریہ ادا کیا *

جناب سید صاحب —

جو جو کوششوں آپ نے ہماری قوم کی بھلائی کے واسطے کیں اسکے شکریہ ادا کرنے کے واسطے ہمکو الفاظ نہیں ملتے اور ناممکن ہی کہ کس طرح سے ہم اسکا صلہ ادا کر دیں بجز اسکے کہ ہم دعا مانگیں کہ خدا اسکا صلہ آپکو دے — سید صاحب نے ابدیدہ ہو کر کہا کہ مجھکو اسکا صلہ نہیں چاہیئے خدا اسکا صلہ بھی قوم ہی کو دے اپنے یہاں تشریف لانے اور تکلیف اٹھانے سے جو کچھ عزت ہمکو دی یہہ بھی اسی قومی بھلائی کا سبب تھا ہم آپ سے کچھ کہہ نہیں سکتے آپ کی دعوت بھی ہم سے نہیں ہوسکتی دعوت کا نام ایذا بھی گویا منہہ چڑانا ہی مگر تاہم ہم لوگوں نے اور انجمن قصور نے تہوڑا تہوڑا کر کے روپیہ جمع کیا ہی جو ابھی موجود ہی یہہ آپ کے پیشکش کیا جاتا ہی کہ آپ قبول فرماویں یہہ متفرق روپیہ جو رئیس اور عہددار غیر عہددار پیش کرتے ہیں درحقیقت قوم کی بھلائی کے لیئے ہی جسکا قوم کی بھلائی میں صرف کرنیکا آپکا ارادہ ہی اور دعوت کا صرف حوصلہ ہی جو لوگ اس میں شریک ہیں میں انکی تفصیل بھی بیان کیا چاہتا ہوں تاکہ لوگ دیکھیں کہ کن لوگوں نے ہمت اور فیاضی کی ہی اور جو لوگ اس میں شریک نہیں ہیں وہ سمجھیں کہ وہ کیسے پست ہمت ہیں *

فہرست جس میں چھوٹی اور بڑی سب قسم کی رقمیں تھیں پڑھی گئی اور جناب خان بہادر نے ایک تھیلی جس میں مبلغ ایکہزار پانسو چوراسی ابیض فرانی اور چار آنہ بھرے ہوئے تھے بتقریب دعوت از جانب احباب لودھانہ و قصور سید صاحب کے پیش کش کی *

سید صاحب اپنی کرسی پر سے اٹھے اور کہا *

تقریر سید صاحب

اے دوستو میں اُن دوستوں کا جنہوں نے قومی بھلائی کے واسطے چندہ دیا بہت شکر گزار ہوں اس چندہ میں بہت بڑی بڑی رقمیں بھی ہیں اور چھوٹی بڑی ہیں مگر میں اُن چھوٹی رقموں کی بہت زیادہ

ندر کرتا ہوں کیونکہ اُن لوگوں نے اپنی بہت سی ضرورتوں کو ملتوی رکھ کر چندہ دیا ہی ایسی رقموں کی قدر بڑی رقموں سے بہت زیادہ ہی اے صاحبو میں جو یہاں آیا تو میرے ساتھ جو مہربانی پریسڈنٹ مجلس نواب صاحب نے کی اُسکا میں عمر بھر ممنون رہونگا میں اپنے دوستوں منشی قادر بخش خاں خان بہادر اور مولوی فتح محمد صاحب کا جنہوں نے اس قومی کام میں کوشش کی شکر ادا کرتا ہوں وہ بھی اُسی قوم میں شامل ہیں جسکے ساتھ اُنہوں نے ہمدردی کی ہی پس اگر وہ خود اپنا آپ شکر کریں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں مگر وہ اپنا شکر خود نہیں کر سکتے اسلیئے میں اُنکا شکر ادا کرتا ہوں *

اس چندہ کی نسبت یہہ قرار پایا کہ اس روپیہ سے مدرسۃ العلوم میں ایک پختہ بورڈنگ ہوس بنایا جاوے اور اُسپر مندرجہ ذیل کتبہ بطور یادگار کے لگایا جاوے *

از زر عطیہ

احباب ضلع لونڈیانا و قصور صوبہ پنجاب

کہ بتاریخ بست و سوم جاوری سنہ ۱۸۸۴ ع بمقام لونڈیانا بتقریب دعوت سید احمد خاں بہادر سی ایس آڈی عطا فرموند —

تعمیر یافت

بعد اسکے حافظ صدر الدین صاحب یاد تخلص نے سید صاحب کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار اپنے تصنیف کیئے ہوئے پڑھے *

آج کیا بحر ہدایت کا وہ گوہر آیا

دستہ بند چمن شرع پیغمبر آیا

ظلمت جہل کو ہی جسفے کیا ہند سے دور

آسمان پر سے وہ خورشید زمیں پر آیا

کیا آمادہ ترقی کا ہمارے سامان

آج لونڈیانا میں وہ صاحب انسر آیا

فیض مقدم سے ہوا جسکے منور پنجاب

آج وہ صاحب اقبال و خوش اختر آیا

یاد خاموش ابھی جاہل و ملاسن کر

تبجھکو کھدینگے کہ یہہ اُمت نیچر آیا

اسپر نہایت زور سے قہقہہ ہوا اور ہرے زور سے چہرہ زنی کٹی اور سید صاحب بھی نہایت خوش ہوئے اور اخیر مصرع کی بہت داد دی *

بعد اسکے محمد معین الدین صاحب خلف منشی حکیم الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر آئے اور نہایت عمدہ تقریر پڑھی - یہہ تحریر اگرچہ میں نے اُن سے لے لی تھی مگر وہ گم ہو گئی لاچار اُسکی نقل اُنسے منگائی گئی جو ذیل میں مندرج ہی *

تقریر محمد معین الدین صاحب

اے حاضرین با تمکین - !

آج ایک خاص خوشی کے سبب سے میں ایک ایسے لائق اور فائق مجمع کے سامنے کچھ تھوڑا سا بیان کرنے کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں - بلند ہمتی اور صدر سے جو کہ ہمیشہ عالموں اور مہذبوں کا شیوہ ہنی آپ براہ مہربانی میرے اس نامکمل اور ٹوٹے بھوٹے فقرات کو سنیئے ! اے حاضرین ! مجھ کو یہ بات بیفائدہ معلوم ہوتی ہی کہ میں آپکے سامنے آپ لوگوں کے یہاں جمع ہونیکا باعث بیان کریں کیونکہ آپ سب صاحبان نے وہ اشتہار جو کہ معاونان مدرسۃ العلوم کی طرف سے تقسیم کیا گیا تھا پڑھا لیا ہوگا *

اے صاحبان - ! آج کا دن اس شہر کے واسطے کیسا مبارک ہی کہ یہاں آج وہ شخص تشویف فرما ہی کہ جسنے اپنی ہم قوموں کے واسطے جان اور مال سے دریغ نہیں کیا *

اے عالی جناب سید صاحب - ! ہم آپکا شکریہ اُس مستقل مزاجی کی بابت ادا کرتے ہیں جسکو آپ نے اپنی قوم کی بہبودی کی بابت برتا ہی *

اے ہمارے معزز سید صاحب - ! ہم آپکی عنایتوں کا شکریہ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ آپکی محنتوں کا نتیجہ جو آپنے ہمارے واسطے کی ہیں ہمیشہ صفحہ روزگار پر قائم رہے *

اے عالی جناب سید صاحب - ! آپنے مدرسۃ العلوم کی نگرانی میں گرمی کی دھوپ اور سرما کی سردی اوتھائی حالت بیماری میں بھی آپ نے قوم ہی کا غم کھایا - ! آپکی قومی محبت کی یہہ یادگار ہمیشہ صفحہ روزگار پر رہیگی *

اے حاضرین — ! ہمکو جناب آنریبل سید صاحب کا شکریہ بدن و جان ادا کرنا چاہیئے — اگر مسلمانوں کے خیر خواہوں اور مدرسۃ العلوم کی تاریخ بنائی جائے تو ہر صفحہ پر بخط جلی جناب آنریبل سید صاحب کا نام پایا جائیگا *

اے حاضرین — ! میں آپکی خدمت میں بکمال خوشی عرض کرنا ہوں کہ وہ دن نزدیک آتا جاتا ہی کہ جناب آنریبل سید صاحب کی ظل عاطفت میں یہ مدرسۃ العلوم ایک یونیورسٹی بن جائیگا اور اُنکے معزز مددگاروں کے نام آب زر سے اُسپر لکھے جائیں گے — ہم دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب کی حیات میں ترقی فرماوے اور اُنکو حوادث روزگار سے مامون رکھے *

اے حاضرین — ! بانہیان مدرسۃ العلوم کی صرف ہم ہی تعریف نہیں کرتے بلکہ آئندہ نسلیں بھی اُنکو اپنے خیر خواہوں کی طرح یاد کریں گی نہ جنکے ذریعہ سے ہماری وہ قوم جو کسی زمانہ میں سب سے زیادہ عالم اور مہذب تھی اور یورپ میں جسکی بدولت علم اور تہذیب کا چرچا پھیلا تھا اور اب جہالت میں پڑی ہی — گرداب ادبار سے نکلتی جاتی ہی اور اے صاحبان آئندہ نسلیں اسکی بدولت فخر کھا کریں گی اور پھر اپنے تئیں اُسی مرتبہ پر پہنچائیں گی *

اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ اس زمانہ میں وہ شخص کون ہی کہ جس نے اپنے تمام اوقات مسلمانوں کی بہبودی میں صرف کیئے ہوں اور وہ کون شخص ہی کہ جس نے اپنی تمام خوشیوں اور اپنے آرام اور تندرستی کو اپنی قوم کی بہبودی کے لئے خرچ کیا ہو ؟ اے صاحبان آپ بے شک دھونڈھیں اور تلاش کریں مگر سوائے آنریبل سید صاحب کے اور کوئی بایں صفت موصوف نہ پاؤ گے *

اگر کوئی اجنبی شخص علیحدہ جاننے اور کالج کے خوشنما مکانات اور باغات کو دیکھے تو بلاشبہ وہ دریافت کریگا کہ اسکا بانی کون ہی اور اپنے دل میں کہیگا کہ بلاشبہ یہ کسی ایسے شخص کی محنتوں کا نتیجہ ہی کہ جس نے اپنے آپ کو فنافی القوم کے مرتبہ تک پہنچایا ہو *

اے صاحبان — ! میں آپکی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ اس عمدہ کام میں شامل ہونے والوں کے نام جنہوں نے اسپر عمل

فرمایا، ”اناللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم“ کہی صفحہ روزگار سے متحد نہونکے - اِسپر جو سوال ہو سکتا ہی اُسکا جواب یہہ ہی کہ گو خدا نخواستہ لاکھوں برسوں کے بعد تبدیلات زمانہ کے سبب سے یہہ عمارت پاکیزہ صفحہ روزگار سے متحد ہو جائے اور جہاں اب باغ ہیں جنگل ہی جنگل نظر آئے تو بھی اے سامعین اُن خیر خواہوں کے نام زبان زدِ خلایق رہینگے اگر کوئی مسافر اُس ویرانہ پر سے گذریگا تو غیب سے اُن عمارات کے باقیوں کے نام سنہنگا جن میں سب سے پہلے خیر خراہ قوم سید صاحب کا نام ہوگا *

اے صاحبان! اگرچہ یہہ بات بے فائدہ ہی مگر میں بیان کرنے سے باز نہیں رہ سکتا اور اس سے پہلے کہ میں ہفتوں بڑے افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ میرا دل بہت بھرا ہوا ہی لیکن میری زبان بہت کمزور ہی (لکنت کرتی ہی) ورنہ میں جناب انریبل سید صاحب کی کوششوں کو اور عنایتوں کو جو اُنہوں نے اہل اسلام یعنی اپنی قوم کی بہبودی کے واسطے کی ہیں وضاحت سے بیان کرتا - ! *

اب میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے معزز خیر خواہوں کی طرح جنہوں نے قومی ہمدردی کو ایسے زور و شور سے اپنے اس بے سرو پا اور زیر و زبر شدہ قوم کو جو کہ علم دولت وغیرہ وغیرہ میں پیچھے سب سے پڑی ہوئی ہی کوشش کی ہمارے اور بھی معزز صاحبان کو ایسی کوشش کرنے کی توفیق حاصل ہو - آمین *

الراقہ ————— م اثم

معین الدین احمد عقی عنہ

اس کے بعد سید صاحب اپنی کرسی پر سے اُٹھ اور اس طرح پر گنگو کی *

تقریر سید صاحب

اے میری قوم کے نوجوان عزیز بچے -

میں نہایت خوش ہوں اپنی اُس عزت سے جو تم نے اپنے ہمارے اور دلچسپ خیال ظاہر کرنے میں میری نسبت ظاہر کی زیادہ خوشی اس بات کی ہی کہ تمہارے دل میں ایسے خیالات پیدا ہوئے - تمہارے بیان

میں کئی جگہ پر قوم کا لفظ آیا ہی - مگر یاد رکھو کہ قوم کوئی چیز نہیں ہی جیتک کہ وہ قوم قوم نہ رہے - ایک ایک شخص جو اسلام کے گروہ میں داخل ہی وہ سب ملکر مسلمانوں کی ایک قوم کہلاتی ہی - جیتک وہ اپنے عزیز مذہب کے پیرو اور پابند ہیں تبھی تک وہ قوم ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام جسپر تمکو جینا ہی اور جسپر تمکو مرنا ہی - اُس کو قائم رکھنے ہی سے ہماری قوم قوم ہی - اے عزیز بچے اگر کوئی آسمان کا تارہ ہو جاوے مگر مسلمان نہ رہے تو ہمکو کھا وہ تو ہماری قوم ہی نہ رہا پس اسلام کو قائم رکھ کر ترقی کرنا قومی بہبود ہی کہ تم ہمیشہ اُس کو قائم رکھو گے اور اُس کے ساتھ تمام باتوں میں ترقی کرتے جاؤ گے کہ یہی قومی ترقی ہوگی جو تمکو بھی فائدہ دیگی اور قوم کو بھی عزت ہوگی اور آئندہ اُنے والی نسلیں بھی اُس سے فائدہ اُٹھاویں گی (چھوڑ نہایت جوش سے) *

جس وقت سید صاحب یہہ تقریر کرتے تھے مجھے تعجب ہوا تھا کہ اُنہوں نے اس طرز سے کیوں تقریر کی بعد کو مجھے خیال آیا کہ سید صاحب کو معلوم ہوچکا تھا کہ وہ لودھیانہ کے مشن اسکول میں تعلیم پاتے ہیں اُس خیال پر سید صاحب نے اس طرز سے گفتگو کی *

بعد اس کے منشی عبداللہ صاحب نے انجمن مفید عام لودھیانہ کی طرف سے ایک آدریس پیش کی اور عمدگی سے پڑھی اور ایک ہیٹل کے خوبصورت گول بکس میں بند کر کے نذر کی *

سید صاحب پھر کرسی پر سے اُٹھے اور آدریس کا جواب دیا وہ آدریس اور سید صاحب کا جواب ذیل میں مندرج ہی *

سپاس نامہ بعالی خدمت جناب انریبل

نجم الہند سید احمد خان بہادر

مفتیانہ انجمن مفید عام لودھیانہ -

انجمن جب اپنے فرایض منصبی پر نظر ڈالتی ہی تو اس سے زیادہ کوئی فرض اُس کو نظر نہیں آتا کہ وہ انڈیا کے رفارمر اور ملک ہند کے نامی حکوم نجم الہند سید احمد خان بہادر بانی مدرسۃ العلوم للمسلمین کا خیر مقدمہ کہے - اور سید موصوف کی خدمت میں خود اُن کے اور اُنکے

رفقاء عالی منصب کی تشریف آوری اور احسانات کا جو انہوں نے قوم پر ملک پر کھٹے ہیں اور جس میں سے انجمن کو بھی اس وجہ سے کہ وہ بھی اسی قوم اور ملک کی ہی جو اُن کی عنایات اور احسانات کا مرہون ہی حصہ ملا ہی شکر یہ ادا کرے *

یہ شکر یہ گو بظاہر سہد صاحب ممدوح کی خدمت میں انجمن کی طرف سے پیش کیا جاتا ہی مگر جب بنظر تعمق دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ شکر یہ شاہ اور مشکور لہ کے اتحاد کے باعث پھر اسی طرف عون کر آتا ہی جدھر سے ادا کیا گیا - کیونکہ سید صاحب نے تو قومی ہمدردی کا کام ترقی کے اس درجہ پر پہنچا دیا ہی کہ بغیر کسی مبالغہ کے یہ کہنا درست ہی کہ انہوں نے فنا فی القوم کا رتبہ اپنی ذات کے لیئے خاص کر لیا ہی - اس کے ثبوت کے لیئے سامعین کے سامنے یہی ایک تازہ واقعہ ظاہر کر دینا کافی ہوگا کہ انہوں نے جناب نواب گورنر جنرل بہادر ویسرے ہند کی کونسل کی ممبری سے بعد عیدیم الفرستی قار پر استعفاء دیکر اس فقرہ کا کوئی بھی مستثنیٰ باقی نہ رکھا کہ ”حضرت کے تمام اوقات صرف قوم کی خدمت اور ہمدردی میں صرف ہوتے ہیں“ *

پس اس سے زیادہ قومی ہمدردی کا خیال کیا ہو سکتا ہی - اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسا کام تھا جس سے ایسی کم فرصتی تھی - کیا کوئی تجارت یا سرکاری خدمت یا اور کوئی ذاتی منفعت؟ ہرگز نہیں - یہ تو ایسے الفاظ ہیں کہ جن کو اسجگہ استفہام انکاری کے طور پر بھی زبان پر لاتے ہوئے شرم آتی ہی ہر شخص کا دل خوب جانتا ہی کہ وہ کام جس میں اسقدر مصروفیت تھی صرف قوم کے کوہتے ہوئے بہترے کو پار لگا دینے کی سعی صادق تھی جو کامیابی کے ساتھ سرسبز ہوئی اور ہوتی جاتی ہی *

آپنے ہمارے بہترے کو ساحل مراد پر پہونچانے کے واسطے ممالک مغربی و شمالی میں نہایت بلند و مستحکم لائٹ ہوس تعمیر کیا ہی جس سے اہل ہند کو سلامتی کا کفارہ سامنے نظر آنے لگا ہی *

بہت سے جہاز علم تہذیب ترقی کی کھپ سے دلدا کر منزل مقصود کو روانہ ہوئے ہیں جنکے ناخدا خدا کے متلائے ہوئے قاعدے و بالنجم ہم بہتدوں کے موافق ہند کے ستارہ کیطرف ہر وقت دیکھتے ہوئے اور اُسکی رفتار سے راستہ کا پتہ لیتے ہوئے سودھے چلے جا رہے ہیں - جو بہت جلد

اُس بندرگاہ پر لنگر انداز ہونگے جو ممالک مغربی و شمالی کے لائنٹ ہوس
کی روشنی سے منور ہی اور عقرب ہم اُس کو بندرگاہ سویز سے زیادہ آباد
دیکھنے کی اُمید کرتے ہیں - کہونکہ ملک ہند کی حالت موجودہ کو جب
ہم پہلی حالت سے موازنہ کرتے ہیں تو باعتبار ترقی تعلیم و تہذیب کے
ایسا نمایاں فرق نظر آتا ہی جسکے خیال کرتے ہی بے ساختہ یہ شعر
منہ سے نکلتا ہی -

سہلے بر اوج عجم تافتہ * ادیم یمن رنگ زو یافتہ

دیکھو اس روشن ستارہ کے پرتو سے اس ملک کے بہت سے مردہ دلوں میں
جان قازہ اُگنی ہی اور وہ حب قومی کی خوشبو سے ادیم یمن کی طرح
مہک رہے ہیں *

سید صاحب ! گو باعتبار لقب آپ کو نجم الہند کہا جاتا ہی لیکن
اپنے اس بر اعظم کے باشندوں کی طبیعتوں کو اپنے نورانی خیالات کے کرنوں
سے روشن کرنے کے سبب نہ ستارہ ہند بلکہ نیو اعظم ہند ہونے کا واقعی
منصب حاصل کیا ہی *

الحق کہ قوم کا جہاز ایسی حالت میں تھا کہ اُس کے پار ہونے کے
لئے آپ جیسے روشن ستارہ اور ایسی جگہمگاتی روشنی اور ایسے ہی ناخدا
اور اُس کے ایسے عزم و استقلال اور ایسے ہی مبارک ہاتھ اور ایسے ہی
سعی صادق اور ایسے ہی ہم درد دل کی ضرورت تھی - اور یہ ساری باتیں
آپ کی ذات مجتمع الصفات کے سوا کسی ہمارے ہم وطن میں فی زمانہ
دکھلائی نہیں دیتیں *

کچھ شبہ نہیں کہ ہمدردی قومی آپ کے لئے موضوع ہوئی ہی اور
آپ ہمدردی کے لئے - آپ اپنی عالی ہمتی سے فراخ حوصلگی سے الہ العزמי
سے اور بلند نظری سے جو ہمارے خیالات کی رسائی سے بہت دور ہی
کچھ ہی خیال فرماویں - مگر زمانہ دیکھتا ہی اور زبان حال و قال سے
کہہ رہا ہی کہ اب اس قوم کا شکستہ جہاز ساحل مراد پر پہنچا مگر
یہ کسی محنت سے کسی دل سوزی سے کسی شفقت بھرے ہاتھوں
اور محبت بھرے دل کی جانفشانی سے ؟ یہ دیکھیئے ! پورے بولنے سے
پہلے ساری مجلس کی آنکھیں بے ساختہ خون بخود بالاتفاق اُس بابوکات
کے مبارک چہرہ پر جا پڑیں جو اُس اسم سامی سے موسوم ہی جو

سوالات کے جواب میں واقع ہوتا ہی - وہ کون ہی ؟ ہمارے نبی احتشام
مہمان جناب سید احمد خاں بہادر نجم الہند جنکی میزبانی کی عزت
سے آج یہہ انجمن خوشی کے مارے پھولی نہیں سمائی *

سود صاحب ! ہند کی انجمنوں نے جو آپ کے ہی مقدس ہاتھ کے
لگائے ہوئے پودے ہیں اپنی اپنی لیاقت کے موافق آب کی خدمت میں
سہاسنامے پیش کیئے ہونگے اور کرتے ہیں مگر حق یہہ ہی کہ نہ آپ کی
عزایت اور اوصاف کا بیان اُن میں ہوا نہ ہوسکتا ہی اور نہ آپ کی ذات
بابرکات اُسکی محتاج ہی مگر اس انجمن نے جسکی عمر ابھی بہت
تھوڑے دنوں کی ہی جسکی طفولیت کا زمانہ ابھی بہت باقی ہی جسکو
آپ کی شفقت پر ابھی بہت دنوں ناز کرنا ہی اپنے نذہ سے منہ سے توڑتے
پھوڑتے الفاظ میں اپنی خوشی کے جوش کا اظہار کرنا چاہا ہی جو اُسکو آپ
کی قدم بوسی سے حاصل ہوئی اور جسکو ظاہر کرنے کی ابھی اُس میں
پوری قوت بھی نہیں آئی - اس بات کا انجمن خود اقرار کرتی ہی کہ
یہہ مختصر نذرانہ آپ کے سامنے پیش ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا - مگر
انجمن اپنے بساط عاجز میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتی جو
بُھش کش ہوئے کی قابلیت رکھتی ہو - پس یہہ خاکا انجمن کے خلوص
عقودت کا ان الفاظ کے ذریعہ سے کھینچکر آپ کی نذر کیا جاتا ہی تاکہ
وقتاً فوقتاً آپ کو اس انجمن اور اس شہر کی یاد دلاتا رہے - اب اس
دعا پر خاتمہ ہی کہ آپ کی نیکیوں کے موافق آپ کے کام میں بروکت ہو
مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۸۴ ع *

خاکسار

قادر بخش خاں محمد عبداللہ خاں عفو عن اللہ علی محمد خاں
ویس پریسیڈنٹ انجمن سکریٹری انجمن مفید عام خادم انجمن
لودھیانہ

جواب سید صاحب کی طرف سے

میں انجمن اسلامی لودھیانہ کے پریسیڈنٹ اور مربیوں کا جنہوں نے
یہہ اَدْرِیس مدجہ دیا ہی شکریہ ادا کرتا ہوں اس بات کے سننے سے کہ
لودھیانہ میں ایک انجمن اسلامیہ قائم ہوئی ہی مدجہ اسقدر خوشی
ہوئی ہی جسکو میں بیان نہیں کرسکتا ہوں میری خواہش اور دعا ہی

کہ مسلمانوں کی یہ مجلس ترقی پائے آدریس میں جو الفاظ میری نسبت
 یہاں کیئے میں اپنے تئیں ان الفاظ کا مستحق نہیں سمجھتا مگر اس
 وجہ سے کہ گو وہ شخص جس کے واسطے یہ آدریس پیش کیا گیا ہی اسکا
 مستحق نہ ہو مگر آئندہ اس کی اُمید پڑتی ہی کہ ہماری قوم میں ایسے
 لوگ پیدا ہو جائیں گے جو الفاظ اسوقت جوش ہمدردی سے میری نسبت
 یہاں کیئے وہ اس کے مستحق ہونگے میں پھر شکر یہ آپ کی عنایتوں کا کرتا
 ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو خوش رکھے اور آپ کی مجلس کو
 برکت دے (چیز) *

اس کے بعد ڈاکٹر عثمان خاں صاحب تخلص غنی کہتے ہوئے اور
 سید صاحب کی تشریف آوری کی مبارک بادی میں یہ شعر پڑھے *

ادائے شکر ہی تشریف کا لانا مبارک ہو
 غریبوں پر ہمیشہ لطف فرمانا مبارک ہو

یہ رونق کروفر اور شان شاہانہ مبارک ہو

مبارک ہو مبارک ہو یہاں آنا مبارک ہو

دعا گو با ادب تسلیم کو یہاں سر جھکائیں ہیں

خوشی سب کو نہایت ہی کہ خود تشریف لائے ہیں

سید صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا اُن کی اس مہربانی پر شکر کیا *

اس کے بعد مولوی مرزا فتح محمد صاحب کھڑے ہوئے اور نہایت

عمدہ اور لطیف طرز سے مندرجہ ذیل گفتگو کی *

تقریر مولوی مرزا فتح محمد صاحب

جناب سید صاحب ! -

آپ کے احسان عام اور عنایتوں اور قومی ہمدردی اور دلسوزی کے
 شکر یہ میں عہدہ برا ہونا ایک ایسے فصیح ہندوستانی کا کام ہی جو آپ
 ہی کی طرح دل و دماغ رکھتا ہو - نہ میرے جیسے عام شخص کا - اس
 بارے میں میں تو اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ " خاموشی از سپاس تو حد سپاس
 تست " دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ جس چیز کا کوئی شکر یہ ادا کیا
 جاتا ہے تو پہلے اُن چیزوں کا تذکرہ کرنا ضروری ہوتا ہے جنکی شکر گزاری
 منظور ہو اور اس تقدیر پر بھی پھر اُنہیں کار ناموں کا تذکرہ کرنا لازم آتا
 ہے جو اپنی قوم کے لیئے کیئے ہیں پس اُن واقعات کا تذکرہ کرنا بھی ایک

قوی دل آدمی کا کام ہی مجھے تو مسلمانوں کی پہلی اور موجودہ حالت پر خیال کر کے کچھ بولنے کی طاقت باقی نہیں رہتی - البتہ ان چند مختصر فقروں سے اُن امور کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ جو احسان عام اور عذائیتیں خواہ ابقاء قوم کے متعلق ہوں خواہ اخلاق و تمدن کے متعلق ہوں آپ کے جد امجد نے اپنی قوم کے لیئے مبذول فرمائیں وہ سبکی سب جغاب نے باتباع اپنے جد امجد کے اپنی تمام قوم سے مرعی رکھیں - اور باطاعت اُن کے پورا کرنے کی کوشش کی - یہہ سپہ ہی کہ اپنے اسلام کو دنیوی اور دینی برکتوں میں جیسا کہ وہ ابتدا میں تھا ویسا ہی دکھانے میں سعی فرمائی - مگر یہہ ایک بندھا ہوا قاعدہ ہے کہ جس طرح تمام مادی چیزیں بہ سبب امتداد مدت کچھ کچھ تغیر پذیر ہوتی ہیں اس طرح ہر ایک مذہب زمانہ کے گزرنے کے باعث سے بیرونی خیالات کے مل جانے سے کچھ اور کا اور ہی ہو جاتا ہے - جب اسلام کا آفتاب روشن ہوا جسکو تدرہ سو برس کا عرصہ گذرا ہی اُس میں بموجب قاعدہ صدر طرح طرح کی بیرونی آمیزشیں ہوئی ہیں - آپ نے صرف اُس روشن آفتاب اسلام سے کالے پیلے بادلوں کو جو بیرونی آمیزش سے عبارت ہے ہٹانا چاہا ہے اور اصلی روشن صورت دکھانے کی کوشش کی ہے - مگر انسانوں کا یہہ ایک فطرتی اصول ہے کہ جس چیز کو وہ ذرا اجنبی حالت میں دیکھتے ہیں یا اپنی سمجھی ہوئی باتوں سے بڑھ کر خیال کرتے ہیں اُس سے عموماً نفرت کیا کرتے ہیں - اپنے اس مشکل سے مشکل تر معاملہ کو اس طرح حل کیا کہ اپنے اُس اجنبی مفہوم کا خود نمونہ بن کر دکھایا - چلوگ قوموں کے سلسلہ تغزل اور ترقی کے اسباب پر غور کرنے پر متوجہ ہوئے ہیں بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے امر کو آسانی انجام دینے کے لیئے جیسا یہہ طریقہ سہل ہے کہ بجائے کہنے کے عمل کر کے دکھایا جاوے اور کوئی طریقہ آسان نہیں ہے - کیونکہ انسان بہ نسبت کانوں کے آنکھوں سے بہت جلد تعلیم پاسکتا ہے - سو اپنے اُن تمام نبوی اخلاق اور طرز طریق پر خود عمل کر کے دکھا دیا اسی لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ -

شجاعت میں کرم میں عدل میں اخلاق حسنہ میں

وہی رستہ ہی تھرا جو کہ رستہ تھا تیرے جد کا

الغرض ان مشکلات کے حل کرنے میں جو محنتیں و ذکورہ بالا برداشت

کئی گڈیں اُن کا شکریہ ادا کرنا بھی آپ ہی جیسے شخص کا کام ہو سکتا ہے۔ میں زبانی شکریہ سے قطع نظر کر کے ایک ضروری بات کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہر ایک چیز کا شکر زبانی ہی نہیں ہوتا بلکہ شکر کبھی اطاعت سے۔ کبھی بعض افعال کے کرنے سے بھی ہوتا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اکثر اوقات شکر علاوہ اپنے فرائض انسانی ادا کرنے کے جسکا شکر کیا جاتا ہے اُس کی خوشنودی کے لیئے بھی ہوتا ہے۔ پس سید صاحب کی خوشنودی کس امر میں ہے۔ صرف اس امر میں کہ مدرسۃ العلوم کا کام ہر طرح سے مکمل ہو جاوے جسکا مکمل ہونا ہماری ہی بہتری کے لیئے ضروری ہے ضروری تر ہے۔ یہہ شکر، بیک کرشمہ دوکار، کا مصداق ہے۔ ایک سید صاحب کی خوشنودی اور پھر اس میں بھی ہماری ہی سراسر بہتری موجود ہے اور وہ یوں ہو سکتا ہے کہ مدرسۃ العلوم کو روپیہ سے مدد دی جاوے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو ابھی مدرسۃ العلوم کی تکمیل کے لیئے قریباً بیس ہزار روپیہ سالانہ کی مستقل آمدنی کا مہیا ہونا ضروری ہے اور اُس کی اس قدر ضرورت ہے کہ علاوہ روحانی برکات کی فضیلت اور بزرگی کے وہ جو ویسے اور گورنر جنرل ہند کی کونسل کا ایک آنریبل ممبر رہ چکا ہے ایک ایک روپیہ اور آٹھ آٹھ آنے کے لیئے ملکوں ملکوں مانگنا پھرتا ہے اور اُسکو بھی اپنی دعوت میں قبول کرنے سے عار نہیں کرتا اور پھر آٹھ آٹھ آنے دینے والوں کا دل سے مشکور ہوتا ہے اس سے سامعین خیال فرما سکتے ہیں کہ اُس ضروری کام کے لیئے روپیہ کی کہاں تک ضرورت ہے پس اس مطالب پر متوجہ ہونا اور اُس کو پورا کرنا سید صاحب کا اصلی شکریہ ہے اور یہہ شکریہ ایسا سہل ہے جس کا ادا کرنا ہمارے قابو میں ہے پس اس شکریہ کے ادا کرنے کی طرف توجہ ضروری اور کار آمد ہے۔ مگر یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کچھ ابھی سید صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر بہت جلد اس طرف توجہ نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر آپ توجہ کرنے کے قابل بھی نہ رہو گے۔ سو میں بھی کہتا ہوں کہ ایسے اسباب ہمارے گرد و پیش موجود ہوتے جاتے ہیں کہ اگر ہم مدعاے مذکور کے انجام میں کچھ بھی تغافل کریں گے تو پھر ہمکو اُسہر متوجہ ہونا ہی نہایت مشکل ہو جائے گا۔ پس اولاً پر رحم کرو۔ علاوہ اس کے یہہ بات نہایت شرم کی ہے کہ قریباً چھ کروڑ مسلمانوں سے تمام ہندوستان میں

ایک تعلیم گاہ یعنی اپنے بچوں کی تعلیم دانے کا ایک گھر بھی نہ بن سکے - اگر دو دو پیسے فی مسلمان لیئے جاویں تو کس قدر روپیہ جمع ہوسکتا ہی - مہں ایک اور ضروری بات بھی جو سید صاحب نے نہیں کہی اور شاید اُن کو کہنی مناسب بھی نہ تھی عرض کرتا ہوں - آپکو معلوم ہی کہ مدرسۃ العلوم کسقدر تعمیر بھی ہوچکا اور بی اے کلاس تک اُس میں تعلیم بھی ہوتی ہی - اور کالج کی حد تک بھی پہونچ گیا ہی اور جس کو خدا کے فضل سے اب یہہ بات بھی حاصل ہوگئی ہی کہ اُس کے طلباء کا امتحان وہیں لیا جایا کرے مگر اس نے ساتھ ہی یہہ بات بھی ہی کہ اُس میں ابھی بہت کچھہ کام باقی ہی -- سید صاحب کی جو کچھہ کہ عمر ہی وہ حد طبعی کے قریب تک پہونچ گئی ہی - خدا نخواستہ اگر وہ ہم میں نہہیں تو پھر ہماری اس قوم سے جس کا اب یہہ حال ہی کہ وہ کہنے سننے سے - ترغیب سے ترہیب سے - چمکار نے سے - پہلوں کے حالات سناتے سے - آئندہ کے خطرات جتانے سے اپنی حالت پر رحم نہیں کھاتی اور اپنا کام نہیں کرتی اُنہوں سے بھی کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو قومی آسودہ حالی کے لیئے ہشمار تکلیفوں کا متحمل ہوسکے - پس سید صاحب کو نہ شکریہ کی نہ تعریف کی نہ دعا کی کوئی خواہش ہی صرف روپیہ کی ضرورت ہی سو ہم سب کو ادھر متوجہہ ہونا چاہیئے اور روپیہ جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے - اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ او خدا - ! تو ہم کو یہہ توفیق دے *

سید صاحب نے اس گفتگو کا نہایت مختصر لفظوں میں شکریہ کیا اور کہا *

تقریر سید صاحب

میں مولوی فتح محمد صاحب کی اسپیک کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو کچھہ کہ اُنہوں نے قوم کو ہمدردی اور قومی کام کی طرف رغبت دلانے میں کی ہی جو کچھہ اُنہوں نے اپنی طویل تقریر میں پہلے بیان کیا اُسکو اسوقت میں یوں ہی دہتے دہتا ہوں مگر جو الفاظ کہ اُنہوں نے اپنی اسپیک کے اخیر میں بیان کیئے ہوں اُسکا شکریہ تمام مسلمانوں کو ادا کرنا چاہیئے اور تمام مسلمانوں کو اُسپر توجہہ اور غور کرکے قومی کام کو جسکا اُنہوں نے ذکر کیا ہی انجام پہونچانا لازم ہی *

اس تقریر پر کارروائی ختم ہوئی اور قریب ۱۲ بجے رات کے جلسہ برخاست ہوا *

میں جب اُن پنجابی رئیسوں کی زبان سے نہایت عمدگی کے ساتھ ہمدردی اور قومی ترقی کے جوش میں بھرے ہوئے الفاظ پنجابی لہجہ میں سنتا تھا تو چونکہ یہ پہلا مرتبہ تھا کہ لائق پنجابی اسپیکروں کی تقریریں سنوں مجھ کو عجب طرح کا لطف اس میں آتا تھا اور جب وہ سید صاحب کی عمر کا حال بیان کرتے تھے اور لوگوں کو جلد اس قومی کام کی طرف توجہ کرنیکی ترغیب دیتے تھے تو لوگوں کے دلوں پر عجب طرح کا اثر ہوا تھا بہتوں کی آنکھیں دَبَدَبائی تھیں بہتوں کے آنسو جاری ہو گئے تھے *

اسی مقام لودھیانہ سے ایک فیض سید صاحب کا شروع ہو چکا تھا بہت سے مسلمانانِ نوجوان تعلیم یافتہ مذہبِ اسلام پر جو شبہات اُنکو تھے سید صاحب کے سامنے بیان کرتے تھے اور سید صاحب اپنی پر اثر تقریر سے اُن شبہوں کو رفع کرتے تھے پنجاب میں علومِ جدیدہ کی روشنی مسلمانوں میں بہ نسبت ہمارے صوبہ کے زیادہ پہونچتی ہی وہاں مشنری اسکول اور مشنریوں کا کاربار بھی بہ نسبت ہمارے صوبہ کے زیادہ معلوم ہوتا ہی مشنریوں کے اخبار بھی وہاں چھپتے ہیں مباحثے اور رد و قدح کی کتابیں بھی زیادہ چھپتی ہیں ہندوستانی عیسائی بھی جو تعلیم یافتہ ہیں وہاں زیادہ ہیں پس یہ ایک امرِ لازمی ہی کہ وہاں کے نوجوان تعلیم پانے والوں کے دلوں میں ہر قسم کے شبہات پیدا ہوں اور کم سے کم یہ کہ جو شبہات وہ سنتے ہیں اُنکے تسلی بخش جوابوں کی اُنکو تلاش ہو پس جس چیز کی وہ تلاش کرتے تھے سید صاحب کی تقریر میں پاتے تھے میں نے سنا ہی کہ ایک نہایت معزز مسلمان پنجابی نے ایک بہت بڑے شہر میں ایک مجمع میں جسمیں بہت معزز لوگ جمع تھے فہایت صفائی اور سچائی سے کہا کہ میرے دل میں مذہبِ اسلام کی طرف سے اسقدر شبہات تھے کہ میں اُسکو سچا مذہب نہیں جانتا تھا اور اُسکے چھوڑنے پر اُمانہ تھا صرف سید صاحب کی تکریرات پڑھ پڑھ کر مجھ کو اسلام کی سچی روشنی ثابت ہوئی اور اب جسقدر مجھ کو اسلام کے برحق ہونے پر یقین ہی شاید کسی کو نہوگا *

سید صاحب ابھی لودھیانہ ہی میں موجود تھے کہ انجمن اسلامیہ جالندھر کی طرف سے ایک ڈپوٹیشن استقبال کے واسطے یہاں پہونچا جس میں بزرگان مندرجہ ذیل شامل تھے منشی نہال الدین خاں صاحب رئیس جالندھر - ضہاء الدین خاں صاحب رئیس جالندھر منشی گل محمد خاں صاحب رئیس و وکیل جالندھر - محمد بیدار خاں صاحب رئیس جالندھر ان سب بزرگوں سے نہایت خوشی سے ملاقات ہوئی اور یہ سب بزرگ لکچر کے جلسہ میں بھی شریک تھے اور جالندھر کی روانگی کے وقت اُنہیں انتظار کر رہے تھے *

لودھیانہ کا سفر نہایت حسن و خوبی سے ختم ہوا اس مقام پر جو کچھ ہوا اسکی مبارکی خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب کے لیئے ہی وہ نہایت عالی خیال اور قومی ترقی کے خواہاں ہیں قومی بھلائی کے کاموں میں ہمیشہ پیش قدمی کرتے رہتے ہیں سید صاحب کے چند یادگار میں بھی انہوں نے بہت کچھ کوشش کی تھی اور علیحدہ میں تشریف لاکر مدرسۃ العلوم کو بھی ملاحظہ کیا تھا - خدا کرے کہ ہماری قوم میں خان بہادر سے اور لوگ بھی پیدا ہوں تاکہ قومی کاموں کے انجام میں مدد ملے خدا تعالیٰ خان بہادر کو زندہ و کامیاب رکھے آمین *

حالات مقام جالندھر

مرتبہ اول

چوبیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۴ ع کو نو بجے صبح کے سید صاحب لودھانہ سے روانہ ہوئے بزرگان لودھانہ نے جس طرح استقبال کیا تھا اسی طرح مشایعت کی ریلوے اسٹیشن پر رؤساء و عمائد اور افسران و عہدداران رخصت کرنے کے لیئے جمع تھے اُن لوگوں کی باتوں سے اور چہروں سے نہایت افسردگی رخصت کے وقت پائی جاتی تھی - سب لوگ کہتے تھے کہ اگر سید صاحب کچھ زیادہ قیام فرماتے تو لوگوں کو بہت خوشی ہوتی *

غرض کہ سید صاحب ہر ایک سے رخصت ہو کر ریل کی گاڑی میں معہ اپنے احباب ہمراہی کے سوار ہوئے اور جو بزرگ کہ جالندھر سے بطریق استقبال تشریف لائے تھے یعنی منشی نہال الدین احمد صاحب و ضیاء الدین خاں صاحب و منشی گل محمد خاں صاحب و محمد بیدار خاں صاحب بھی اسی گاڑی میں بیٹھے جس میں سید صاحب اور ہم سب تھے ریلوے کیٹرج کثرت احباب سے گھنچا پیچ پھر گئی اور نہایت خوشی سے رستہ کٹنا شروع ہوا *

ایسے مجمع احباب میں اور خصوصاً جس میں سید صاحب بھی موجود ہوں بجز نئے اور پرانے خیالات کے اور کیا باتیں ہو سکتی ہیں احباب میں سے کوئی کسی امر کی نسبت جس کا علوم جدیدہ یا فطرت کے برخلاف اسلام میں ہونے کا شبہ ہوتا تھا اور کوئی کسی امر کی نسبت سید صاحب سے سوال کرتا تھا اور سید صاحب اپنی تقریر پر تاثر سے اُس کا بیان اور اُس کی اصلیت اور حقیقت بیان کرتے تھے اور ثابت کرتے تھے کہ اصل اسلام پر جسکو سید صاحب ٹھہرتا اسلام فرمایا کرتے ہیں نہ علوم جدیدہ سے اور نہ قدیمہ سے اور نہ نیچتر سے کچھ بھی شبہ وارد ہو سکتا ہی - جہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سید صاحب کے بیان سے لوگوں کے دلوں کو بہت تسلی اور تسکین ہوتی تھی اور مذہب اسلام جیسا کہ برحق ہی ویسا ہی اُنکو دکھائی دیتا تھا *

جب ہماری ٹرین شہر جالندھر کے اسٹیشن پر پہنچی تو ایک بڑا

مجمع رؤساء و عمائد و افسران سرکاری کا معہ بہت سی دواسپہ گازیوں اور فتنوں کے نظر آیا۔ جب سید صاحب گازی پر سے اترے تو نہایت زور سے لوگوں نے چہرہ زی سید صاحب نے گازی پر سے اترتے ہی خان بہادر سردار یار محمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر - سید محمد علی خان صاحب تحصیلدار - سید دالور علی صاحب منصف - فقیر سید ظفر الدین صاحب کوتوال - منشی عزیز الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ - بابو لچھمن داس صاحب منصف - مولوی سید مراد علی صاحب مدرس ہائی اسکول - پنڈت شیو نرائین صاحب پلیڈر - بابو سلامت رائے صاحب پلیڈر - شاہ محمد خان صاحب پلیڈر - منشی عمر بخش صاحب پلیڈر - عبدالرحمن خان صاحب مختار - محمد یوسف خان صاحب خلیف سردار محمد یار خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر - شیخ ظہیر خان صاحب - شمس الدین خان صاحب - فضل کریم خان صاحب - میر نظام الدین خان صاحب - اصغر علی خان صاحب رؤساء جالندھر سے ملاقات کی اور اور تمام حاضرین سے جہاں تک ممکن ہو سکا باظہار شکر گذاری ملاقات کرتے تھے - اس مقام پر بھی اکثر لوگوں کے ہاتھوں میں خوبصورت خوبصورت گلدستے رنگین پتھروں کے تھے اور سید صاحب اور اُن کے ہمراہی مسافروں کو خوب گلدستے دیئے گئے *

سفر کے پروگرام میں جالندھر کے قیام کا وقت بہت تھوڑا تجویز ہوا تھا اس لئے بزرگان جالندھر نے یہ تجویز کی تھی کہ جب سید صاحب اسٹیشن سے روانہ ہوں تو رستہ میں جالندھر کا ٹون ہال ملاحظہ کرتے جاویں جو گازیاں سید صاحب اور اُن کے ہمراہیوں کے لئے تجویز ہوئیں تھیں اُن میں وہ سوار ہوئے اور اور لوگ بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہوئے مجموعہ اُنہیں گازیاں تھیں جو ریلوے ٹرین کی مانند آگے پیچھے چلی جاتی تھیں *

ہم سب لوگ ٹون ہال میں پہنچے اور اُس کو دیکھا جالندھر کا ٹون ہال نہایت عمدہ ہی ہال بھی خوبصورت اور معتدل درجہ کا وسیع ہی مگر اُسکا احاطہ نہایت ہی خوبصورت ہی بہت عمدگی سے روشیں بنی ہوئی تھیں اور چمنوں میں نہایت خوبصورت ہری کھانسی لکائی ہوئی ہی جو مثل فرش زمردین کے معلوم ہوتی ہی بلکہ زمرد کے فرش

میں بھی ایسی شادی نہیں ہو سکتی جا بجا یورپیوں حکام اور انکے ساتھیوں کے لائنٹنس کھیلنے کے لیئے نشان بنے ہوئے ہیں اور ان کے لیئے ہر طرح کی فرحت کے سامان موجود ہیں مگر اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ ہندوستانی جن کے روپیہ سے یہ سب کرشمہ ہی اُس سے بہت ہی کم فائدہ اُٹھا سکتے ہیں - سید صاحب نے بھی اس بات سے افسوس کیا اور کہا کہ یہ ہمارا ہی تصور ہی کیونکہ ہم خود اس لائق نہیں ہیں کہ اس سے فائدہ اُٹھاویں *

بورگان جالندھر نے اول چاہا تھا کہ سید صاحب کا لکچر تون ہال میں ہو مگر معلوم نہیں کہ اُنکی یہ خواہش کیوں پوری نہیں ہوئی اور کیوں اُنکی راے بدل گئی اور بعوض تون ہال کے اُس کوٹھی کے احاطہ میں لکچر دینا قرار پایا جہاں سید صاحب کا تہرنا تجویز ہوا تھا *

تون ہال کے دیکھنے کے بعد سید صاحب اور ہم سب کنور ہرنام سنگھ بہادر اہلو والہ کی کوٹھی میں پہنچے جو سید صاحب کے قیام کے لیئے تجویز ہوئی تھی - ہم نے دیکھا کہ اُس کوٹھی کے احاطہ میں ایک بڑا شامیانہ تنہا ہوا ہے اور شطرنجیوں کا فرش بچھا ہوا ہے اور بہت سی بینچیں اور کرسیاں لگی ہوئی ہیں اور یہ مقام لکچر کے لیئے تجویز ہوا ہے - کچھ شبہ نہیں کہ منتظموں نے اُس مقام کی آراستگی اور فرش فروش اور بینچیں و کرسیاں جمع کرنے میں نہایت محنت و تکلیف گوارا کی ہوگی اور اُسکو نہایت عمدگی سے آراستہ بھی کیا تھا مگر افسوس ہے کہ لکچر کے لیئے وہ جگہ مناسب نہ تھی *

خیر ہم سب نہایت آرام سے اُس کوٹھی میں تہرے نہائے دھوئے کپڑے بدلے کھانے کے کمرہ میں گئے جہاں نہایت عمدگی و لیاقت سے میز پر کھانا چننا ہوا تھا جناب سردار یار محمد خان صاحب نہایت شفقت و عنایت سے مراسم میزبانی ادا فرماتے تھے ہم سب نے کھانا کھایا اور پھر ڈرینک روم میں آہٹے اور لکچر کے وقت کا جو چار بجے قرار پایا تھا انتظار کر رہے تھے *

لکچر کے وقت معین سے پہلے جناب کرنیل ینگ صاحب بہادر کمشنر اور سردار بکرماس سنگھ بہادر سی ایس آئی اور ہرون صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور پادری واٹی کاف صاحب اور پادری گولک ناتھ صاحب

سید صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے اور ادھر ادھر کی بات چیت ہوتی رہی - شامیانہ کے نیچے بہت سے لوگوں کا جمع ہونا شروع ہو گیا تھا منتظموں نے جسقدر لوگوں کے جمع ہونیکا خیال کیا تھا اُس سے بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے تھے *

جالندھر کی مجلس اسلامی کی جانب سے سید صاحب کی خدمت میں ادریس پیش ہونے اور لکچر دینے کا ایک ہی وقت بزرگان جالندھر نے مقرر کیا تھا جو مناسب نہ تھا اور آخر کار اسی سبب سے جالندھر میں اور نیز لاہور میں دونوں جگہ خرابی ہو گئی *

جبکہ ٹبیک چار بجے سردار یار محمد خاں صاحب کمرہ میں تشریف لائے اور سید صاحب سے مقام لکچر میں چلنے کو کہا ہم سب وہاں گئے سب حاضرین نے نہایت دلی جوش سے چہرہ زنی اول سید صاحب کی ممبران میونسپل کمیٹی جالندھر و دیگر روساء و عمائد سے ملاقات ہوئی اور سب لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے صاحب کمشنر بہادر سید صاحب کے پاس تشریف فرما ہوئے مگر خلقت کے ہجوم کا یہ حال تھا کہ دم بدم بڑھتا جاتا تھا ہر کس و ناکس کا ایک مجمع کثیر اکھٹا ہو گیا جسکی تعداد کئی ہزار آدمی لوگ خیال کرتے ہیں انتظام میں کسقدر بے لطفی ہوئی بہر حال چوں توں کر کے ادریس پیش ہوئی اور منشی سید دلاور علی صاحب نے نہایت بلند آواز اور فصاحت سے اُسکو پڑھا - اُسکے بعد فقیر ظفر الدین صاحب نے اُس ادریس کا انگریزی ترجمہ پڑھا اُسوقت لوگوں کی کثرت اور زیادہ ہو گئی تھی اور لوگوں کی آواز بھی بند نہوتی تھی اُس غل میں انگریزی ادریس اُن لوگوں میں سے بھی بہت کم نے سنی جو قریب تر بیٹھے ہوئے تھے *

اسکے بعد ہائی اسکول جالندھر کے طالب علموں کی جانب سے ایک ادریس پیش ہوئی اور راے بہمت رام صاحب خلف راے سالگرام صاحب آفریدی مجسٹریٹ و رئیس جالندھر طالب علم ہائی اسکول نے اُسکو پڑھا سید صاحب بھی نہایت مشکل سے اُس ادریس کو سن سکے - وہ ادریسوں جو پیش ہوئیں ذیل میں مندرج ہیں *

ایکریس انجمن اسلامیہ

بخدمت عالی جناب جواد الدواہ عارف جنگ آنریبل

مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

ہمارے آنریبل سید !

ہم ممبران انجمن اسلامیہ جالندھر اس ضلع کے مسلمانوں کی طرف سے خصوصاً اور دیگر باشندوں کی جانب سے عموماً آپ کی اس توجہ کا شکریہ تل دل سے ادا کرتے ہیں - کہ اپنے ہماری درخواست کو قبول فرمایا اور آج ہمکو اپنی تشریف آوری سے اس سپاسنامہ کے ذریعہ سے اپنی محبت اور اخلاص دلی ظاہر کرنے کا موقع دیا *

اسوقت ہم آپ کو اس جلسہ میں رونق افروز دیکھکر نہایت مسرت اور خوشی سے اپنے آپ کو اور اپنے شہر و ضلع کو مبارکباد دیتے ہیں - اور کہتے ہیں، " مبارک ہی گورنمنٹ اور قوم کا خیر خواہ " *

آپکی ذات با برکات سے جو کارہائے نمایاں اور نیک کارروائیاں گورنمنٹ انگلشیہ دام اقبالہ کی خیر خواہی اور قوم و ملک کی بہتری کے لئے وقوع میں آئی ہیں اس موقع پر ان سب کا شمار کرنا ہمارا کام نہیں - لیکن اگر ہم ان سب کے لحاظ سے آپ کی ذات پر فخر کریں تو نا زیبا نہوگا *

ہندوستان میں قومی ہمدردی کا لفظ گذشتہ صدی میں پہلے پہل آپ ہی کی زبان مبارک پر آیا اور آپ نے اسی نہایت عمدہ اسلوب سے علمی اور عملی طور پر اس وقت تک نبھایا - وقتاً فوقتاً - ہر ایک موقع پر مسلمان فرماں پذیر قوم کو گورنمنٹ کی منشاء مبارک سے مطلع کرنا اور گورنمنٹ کو قوم کی حالت زار پر توجہ دلانا اور انکے ضروری مطالب و مقاصد کو نہایت عجز کے ساتھ پیش کرنا آپ کا معمولی کام رہا ہی جو خیر خواہ ملک کا بھاری فرض ہی *

جب اپنے مسلمانوں کو علمی ترقی کے لحاظ سے بہت پست حالت میں دیکھا تو انہیں گورنمنٹ کی اس فیضان عام سے مستفہض ہونے کی پوری رغبت دلائی پھر جب اپنے بعض بعض مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ اسلامی کالج قائم کرنے کی ضرورت دیکھی تو لندن میں جاکر وہاں

کی یونیورسٹیوں کو دیکھا اور اُنکے نمونہ پر علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم للمسلمین کی بنیاد ڈالی *

اگرچہ اسلامی سلطنتوں کے مختلف عہدوں میں بغداد اور اندلس وغیرہ میں بڑے بڑے اسلامی بیت العلوم قائم تھے لیکن مفلس قوم سے بھیک مانگ کر بیت العلوم قائم کرنا آپ ہی کا کام ہی - جو غالباً دیر تک صفحہ تاریخ پر آپ کے نام زمینی کے ساتھ یاد گار رہیگا *

ہم اس سے بھی غافل نہیں ہیں کہ کمال قومی ہمدردی نے آپ کو اس امر پر آمادہ کیا ہی کہ جس طرح معزز اور تونگر لڑکوں کے لئے لندن میں جا کر امتحان سول سروس کے بعد معزز عہدوں پر ممتاز ہوتے ہیں اسی طرح سے مفلس اور غریب مسلمانوں کے بچے بھی گورنمنٹ کے اس فیض سے محروم نہ رہیں - یہہ بھی آپ ہی کی ہمت کا مقتضی ہی *

آپ نے ممبر کونسل ہونے کے زمانہ میں بھی قوم کو فراموش نہیں کیا - تھیکے اور قاضیوں کا ایکٹ اس امر پر کافی دلیل ہی *

اہل ہندو اور عیسائی صاحبوں کو بھی اپنے ہمیشہ نظر مساوات سے دیکھا ہی اور ہم قوم سمجھا ہی - چنانچہ مدرسۃ العلوم میں ہندو اور عیسائی طالب العلموں کے سب حقوق مسلمانوں کے برابر رکھے گئے ہیں - اسلیئے اہل ہندو اور عیسائی صاحبان بھی آپ کی بے تعصبی کے شکر گزار ہیں *

ممبر کونسل ہونے کے زمانہ میں جو رائیں ملکی معاملات میں آپ ظاہر فرماتے رہے ہیں اکثر اہل ہندو اُنکی قدر کرتے رہے ہیں - بلکہ بعض ہندو اہل الرائہ اپنے بعض ہم مذہب ممبروں پر آپ کو ترجیح دیتے ہیں *

اب جو آپ نے محض قومی ہمدردی کے لیئے پنجاب کا سفر فرمایا اور ہم لوگوں کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیا - اسلیئے ہم لوگ اس سپاسنامہ کے ذریعہ سے اپنی خوشنودی اور شکرگزاری ظاہر کر کے آپ کو اطمینان دلانا چاہتے ہیں - کہ عموماً قوم کے اہل الرائہ آپ کے کارناموں کو غور کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اور اُنکے حسن و قبح کو سوچتے ہیں اور یہی امر کامیابی کی دلیل ہی *

ہم لوگ اُمید رکھتے ہیں کہ قوم کی کم توجہی کے وہم سے آپ کی عالی ہمتی اور قومی خیرخواہی میں کسی طرح کا فرق نہیں آئیگا -

اور اس انجمن پر آپ ہمیشہ بزرگانہ توجہات مبذول فرماتے رہینگے *
 اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آزادی بخشنے والی
 گورنمنٹ کا سایہ ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رکھے - اور اُسکے زہر
 سایہ ہماری قوم اور گورنمنٹ کے خیر خواہ کی کارروائیوں میں برکت
 دے - ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد *

آپکا متخلص انجمن کا خیر اندیش
 یار محمد خاں عفی عنہ
 اکسٹرا اسسٹنٹ

To

THE HON'BLE

MAULVI SAIYAD AHMED KHAN,

BAHADUR, C. S. I.

SIR,

We, the members of the Anjuman-i-Islamia of Jullundur, desire on this occasion to express on behalf of the Mahomedan residents of this District especially and on behalf of others generally, the sincere gratitude we owe you, for permitting us to offer this address to you, and to evince the high regard and esteem we cherish for you.

We cannot help congratulating ourselves and the residents of this city and District generally, in as much as we have the good fortune of having you in the midst of us now, and we would give vent to our feelings by exclaiming blessed is he who is loyal to the crown and who is a well-wisher of the nation to which he belongs.

It is not within our province to recount the numerous deeds by which you have, during your career in life, eminently evinced your loyalty to Government, and your desire to promote the welfare of your country; but it would not be inappropriate in us to feel proud of you with reference to them, as we cannot refrain from doing.

It was in the latter part of the last century of our era that we learnt from you what it is to be patriotic, and you have by your example shewn us what it is to be really patriotic in practice as well as in theory. Your main object has invariably been, on the one hand to make known to the loyal Mahomedan subjects of this country the benevolent intentions of Government with regard to them, and on the other to bring to the notice of Government, with prudence and ability, their condition and wants which is eminently the prerogative of all who love their country.

When you found the Mahomedans of this country sunk in ignorance, you endeavoured to instil in them the desire of availing themselves of the liberality of Government as regards the diffusion of knowledge among the masses, and when you felt convinced on several grounds that a separate College should be established for Mahomedans, you undertook to visit England and to inspect the Colleges and Universities of the country; and on your return thence laid the foundation of a grand Mahomedan Institution at Aligarh on the model of English Schools.

There were great Educational establishments in Turkey and Spain when the Mahomedans were in power, but they were maintained at State expense. In these days we know of no instance among our countrymen, of any one attempting to establish an institution by the charitable contributions of the public, and this you only have succeeded in doing, and (for this great deed your name "will run down in history and posterity will turn to you a reverential eye."

We are fully aware that purely patriotic feelings impelled you to wish that just as the sons of the rich and respectable people of this country obtain high Government appointments by prosecuting their studies and passing the Civil Service Ex-

amination in England, the sons of the comparatively poorer classes should have similar advantages in this country by being brought up in the institution you have established.

When a member of the Legislative Council (you were not unmindful of the interests of the Mahomedans,) as is evinced by your endeavours to have the Qazees and Vaccination Acts passed.

You have been equally mindful of the interests of Hindus and Christians, who are not debarred from reaping the benefits of the Institution you have established. They too are therefore grateful to you for your unprejudicial feeling of benevolence towards them. The opinions, you expressed on questions affecting the rights of people of this country, while a member of the Legislative Council, were considered weighty and sound by the Hindus, and they gave you preference to the Hindu Members of the Council as a representative of their interests.

We now wish to express our sincere gratitude and thankfulness to you for your visit to the Panjab, which is purely owing to your disinterested and patriotic feeling and for giving us the opportunity of expressing the high regard and esteem we cherish for you by means of this address, and we would humbly assure you that the wise and prudent throughout the nation, appreciate highly all that you have done for your country and have begun to ponder on it seriously. This, we would venture to say, is sufficient evidence of your eminent success.

We sincerely trust that if ever you find that your actions are not appreciated in the light they ought to be, you will impute the circumstance to the ignorance which prevails among the people and not consider it as one calculated to thwart your noble aspirations for promoting the welfare of your country, and that you will continue to be kind and considerate to this humble Community of Mahomedans.

We shall conclude with the prayer that the protection of our benign Government, which always emboldens us to act independently, will rest on us and crown with success the efforts of the well-wisher of our country and nation.

We remain

Sir

Your Obedient Servants

the Members of the Anjumani

Islamiyah of Jullundur.

Jullundur,

24th January, 1884.

آدریس از جانب طالبائے گورنمنٹ اسکول جالندھر

جناب سہد صاحب نجم الہند —

میں کل طلباء گورنمنٹ اسکول کی طرف سے جناب سہد صاحب بہادر نجم الہند کا اُن تکالیف کی عرض جو اُنہوں نے جالندھر تعریف لانے میں برداشت کی ہیں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ہم جناب سہد صاحب بہادر کو اُن اُمید بھری آنکھوں سے دیکھتے ہیں جس طرح عرب میں دھوپ سے جلا ہوا قافلہ ایک سرسبز اور شاداب نخلستان کی طرف نگاہ کرتا ہی *

جناب سہد صاحب صرف ایک قوم یا ایک خاص فرقہ کے ہی مددگار نہیں ہیں بلکہ وہ جناب بادو کھشب چندر سہن اور سری سوامی دیانند سرستی کے پیروں کو بھی اُسی نظر عنایت سے دیکھتے ہیں کہونکہ وہ خاص مسلمانوں کے ہی معاون نہیں ہیں بلکہ وہ کل ملک کے مددگار کل ہندوستان کے جان نثار ہیں — آج کا دن جالندھر کے واسطے عموماً اور ہم طلباء کے واسطے خصوصاً ایک مبارک دن ہی جس میں ہم کو ایک حامی قوم اور معاون ملک بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی *

بندہ بھگت رام طالب علم گورنمنٹ اسکول

جالندھر جماعت پنجم

ان ادریسوں کے ختم ہونے پر شور و غل زیادہ ہو گیا ہر چند لوگ چپ کرنا چاہتے تھے مگر غل بند نہ ہوتا تھا آخر کار سید صاحب ادریسوں کا جواب دینے کو کہڑے ہوئے اُنکو دو ادریسوں کا جواب دینا تھا اور اُنکا ارادہ تھا کہ ان ادریسوں کا اور خصوصاً طالب علموں کی ادریس کا جواب کسقدر طویل دیا جاوے اُنہوں نے ادریسوں کا جواب اسطرح پر شروع کیا *

تقریر سیدی صاحب اُن ادریسوں کے جواب میں

پریسڈنٹ و دیگر بزرگان —

بزرگان و رئیسان جالندھر نے جو کچھ مجھے ناچیز کی قدر و منزلت کی ہے اور جس مہربانی و محبت سے مجھے ساتھ پیش آئے ہیں میں اُسکا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اے دوستو جو کچھ آپ نے مہربانی خدشات قومی کا ذکر کیا ہے اور آپ نے براۓ قدر دانی اُسکی تعریف کی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اپنے صرف براۓ محبت و عنایت فرمایا ہے اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ ایسے شخص کی نسبت کہا گیا ہے جو اُسکا استحقاق نہیں رکھتا مجھکو آپ لوگوں کا یہ جوش و ہمدردی دیکھ کر خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس ملک کے ہندو و مسلمانوں کو اس بات کا خیال اور جوش پیدا ہوا ہے کہ جس شخص کی نسبت وہ صحیح یا غلط طور پر خیال کرتے ہیں کہ وہ کچھ قومی خدمت کرتا ہے اُسکو تعریف کا مستحق سمجھتے ہیں میں تو کسی طرح سے اس تعریف کا سزاوار نہیں ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگلے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو واقعی اس تعریف کے مستحق ہوں گے جو آپ نے آج ایک ایسے شخص کی نسبت کی ہے جو حقیقت میں اُسکا مستحق نہیں ہے — اے حضرات آپ نے جو کچھ مہربانی اس عزت کا ذکر کیا ہے جو برٹش گورنمنٹ سے مجھکو عنایت ہوئی ہے اُسکی بابت مجھکو چند الفاظ کہنے ضروری ہیں میں اپنی عالی قدر گورنمنٹ کا شکر گزار ہوں جس نے مہربانی ناچیز خدمتوں کی عزت کی مجھے بہت سے خطاب دیئے تینٹل دیئے عزت دی مگر آپ یقین سمجھئے کہ میں اپنے اس قومی خطاب کو جو قوم براۓ مہربانی مجھے دیتی ہے اُس سے بہت زیادہ معزز سمجھتا ہوں — چہرے جو کچھ

مہری ناچہز خدمات کا جو بکتہ نشیت ملازم یا رعایا گورنمنٹ ہونے کے آپ نے ذکر کیا ہی اُس میں آپ مجھے معاف کیجیئے گا کہ کچھ غلطی ہوئی ہی مہنے گورنمنٹ کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ جو کچھ مہنے کیا ہی وہ مہنے اپنے پاک مذہب اور سچے ہادی کے حکم کی تعمیل کی ہی ہمارے سچے ہادی نے ہمکو ہدایت کی ہی کہ تم جس گورنمنٹ کے امن میں ہو اُسکی اطاعت کرو اُسکے خیر خواہ اور وفادار ہو پس جو کچھ کہ گورنمنٹ کی خدمت مجھ سے ہوئی ہو وہ حقیقت میں میرے مذہب کی خدمت تھی - آپ نے سنا ہوگا کہ ہمارے پیشوا نے کیا کہا تھا اُسٹے ہمکو ہدایت کی ہی کہ حاکم وقت بادشاہ وقت کی اطاعت کرو "و لوکان عبدا حبشہا" پس آپ خیال کیجیئے کہ جب ہمکو ایک کالے منہ کے غلام بادشاہ کی اطاعت کی ہدایت کی گئی ہی تو ہم ان گورے منہ والے حاکموں کی اطاعت سے کیوں منہ پھریں *

جسوقت ان گورے منہ والے حاکموں کا لفظ سہد صاحب کی زبان سے نکلا تو انہوں نے مسٹر یفگ کمشنر کی طرف اشارہ کیا - اُسوقت مسٹر یفگ نے نہایت اخلاق سے بطور اشارہ شکریہ کے اپنی ٹوپی سر پر سے کسقدر اوتار لی *

اس فقرہ پر اور لوگوں نے بھی نہایت زور سے چہرے دی اور تالیاں بجائیں جو لوگ پیچھے کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اس شوق میں کہہ دیا ہو رہا ہی آگے بڑھ آؤ ہمارا قصد کیا اور دھکا پھل سے تمام انتظام میں ابتری پڑ گئی اور غل اسقدر ہو گیا کہ کہنے والے کی بات بھی سنائی نہ دیتی تھی تھوڑی دیر سید صاحب کھڑے رہے کہ اگر غل موقوف ہو تو وہ اور کچھ کہیں مگر غل موقوف نہوا جناب صاحب کمشنر بہادر خود اوٹھے اور غل بند ہونے اور لوگوں کے ہتھ جانہ کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہوا - تھوڑی دیر اور انتظار کر کے سید صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اُس انتظار میں کہ اگر انتظام ہو جاوے تو وہ پھر کھڑے ہوں - حقیقت میں وہاں عام لوگ نہیں بلکہ عوام کثرت سے گھس آئے تھے جنکو لکچر سننے سے کچھ بھی تعلق نہ تھا - صاحب کمشنر نے سہد صاحب سے کہا کہ یہہ عوام لوگ جاہل محتض کیوں چلے آئے ہیں - سید صاحب نے کہا کہ یہہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ریچھ کے ناچنے کا تماشا ہی اسیلئے گھس

آئے ہیں اور ہر شخص اُگے ہڑہ کر اُسکو دیکھنا چاہتا ہی *
جب دیر ہوگئی اور انتظام کے ہونے کی توقع نہ رہی تو سید صاحب
اور صاحب کمشنر بہادر اُٹھ گئے اور مجلس کا خاتمہ ہوگیا سید صاحب
جناب صاحب کمشنر کے ساتھ ہوا کھانے چلے گئے اور صاحب کمشنر بہادر
کی کوٹہی میں جا کر چاء پی قریب مغرب کے جناب صاحب کمشنر بہادر
اُن کو کوٹہی قہام گاہ میں پہنچا گئے *

صاحب کمشنر بہادر کو اس بے انتظامی کا افسوس ہوا اُن کے نزدیک
لکچر ٹون ہال میں ہونا چاہئے تھا جس میں ہر طرح کی خوبی تھی
اور ہر طرح کا انتظام ہو سکتا تھا اُن کو اس بات کا نہایت افسوس تھا کہ
منتظموں نے اُن سے کہوں نہ کہا تاکہ وہ خود ٹون ہال میں بخوبی لکچر
ہونیکا انتظام کر دیتے *

اس لکچر کے نہ ہونے کا درحقیقت نہایت افسوس ہی انجمن اسلامہ
جالندھر کی طرف سے سید صاحب کو لکھا گیا تھا کہ وہ اپنے لکچر میں
اسلام کی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ حالت کی نسبت بھی کچھ بیان
کریں اس لئے سید صاحب نے جالندھر کے لکچر میں مندرجہ مضامین
پر لکچر کا دینا قرار دیا تھا *

۱ — اسلام کی گذشتہ اور موجودہ حالت اور ترقی آئندہ کی سبیل *

۲ — قومی تعلیم اور یہ کہ وہ کونکر ہو سکتی ہی *

۳ — اتفاق باہمی کی ضرورت مسلمانوں میں آپس میں اور ہندوؤں

اور مسلمانوں دونوں میں *

۴ — مسلمانوں کی سوشل حالت آپس میں اور اُسکے برتاؤ کی

موجودہ حالت مسلمانوں اور انگریزوں میں اور اُسکی ترقی کی ضرورت *

سید صاحب کا ارادہ تھا کہ اس لکچر کو بھی پورا پورا لکھ لیں

چنانچہ پہلا مضمون اُنہوں نے لکھ لیا تھا اور دوسرے مضمون کا بھی

کچھ حصہ لکھا گیا تھا باقی لکچر ناتمام تھا جسکو وہ زبانی بیان کرتے *

سید صاحب کا ارادہ تھا کہ اس ناتمام لکچر کو چاک کر دیں مگر

اُنکے دوستوں نے اصرار کیا کہ جسقدر لکھا ہوا ہی یہ بھی نہایت عمدہ

ہی اسقدر کو اس مقام پر چھاپ دیا جاوے چنانچہ وہ ناتمام مسودہ

اُنہوں نے عیادت کیا جسکو ہم بجنسہ اس مقام پر ثبت کرتے ہیں -

بزرگان جالندھر بقیہ مہرے مسنون ہونے کے اگرچہ اتفاق سے نہایت ضروری مضامین پر سعد صاحب کا لکچر اُنکے شہر میں نہوا مگر میں اُسکا ایک حصہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اُن تک پہنچاتا ہوں *

نا تمام مجوزہ اور غیر متلو لکچر مقام جالندھر کا

صدر انجمن و دیگر بزرگان -

آج مجھکو آپ صاحبوں کی خدمت میں کہتے رہنے سے نہایت خوشی ہی میں آپ صاحبوں کی اُس عنایت و محبت کا شکر کرتا ہوں جس سے اپنے مجھکو یہاں بلایا ہی اور آپ صاحبوں کے ارشاد کی تعمیل سے جو افتخار مجھکو حاصل ہوا ہی وہ ہمیشہ مہرے لئے عزت کا باعث ہوا - مسلمانوں کا مجمع مہرے دل کو نہایت خوش کرنے والا اور اُن کی ترقی کے خہالات مہرے روح کو نہ صرف اس زندگی میں بلکہ آئندہ زندگی میں بھی تروتازہ رکھنے والے ہیں الحمد للہ کہ میں یہ دونوں باتیں یہاں پاتا ہوں *

بزرگان میں - اکثر بزرگوں کو اسلام کی گذشتہ اور موجودہ حالت اور ترقی آبادہ کی سبیل کی تفتیش رہتی ہی اسلام کا لفظ اور اُسکی گذشتہ اور موجودہ حالت اور ترقی آبادہ کی سبیل کی تفتیش سنکر مجھکو تعجب ہوتا ہی - اسلام ایک لازوال نور ہی جو ہمیشہ سے روشن ہی اور ہمیشہ روشن رہیگا - اسلام خون خدا کا نور ہی جو مثل اُسکی ذات کے ازلی و ابدی ہی - یہی نور اسلام آدم کے سہقہ میں تھا - اسی نور اسلام نے نوح اور شہٹ اور یعقوب و ابراہیم موسیٰ و یحییٰ و عیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کے دلوں کو منور کیا تھا - یہی نور اسلام ہی جو فاران کے پہاڑ پر چمکا اور اسمعیل کے دل میں اوترا اور اُس کذریلی ریتیلی زمیں کو منور کیا جسکو ہم عرب یا حجاز کہتے ہیں وہیں اُس نے اپنا گھر بنایا اور ابراہیم نے کہا جبکہ وہ اور اسمعیل اُس گھر کی دیواروں کو اُٹھا رہے تھے "ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم" خدا نے اُس کو قبول کیا پس وہ مقبول ہی اور ہمیشہ مقبول رہیگا - اسی نور نے آخر کار سینہ مبارک محمد رسول اللہ صلعم سے ظہور کیا وہ نور نہ کسی خاص قوم کے لئے مخصوص

تھا نہ کسی خاص ملک کے لیئے وہ تمام دنیا کے لیئے روشنی تھا اور روشنی ہی اور روشنی رہیگا ہر ایک مسلمان کے سینہ میں دھبی نور ہی اُس میں نہ کبھی تغیر ہوا ہی نہ ہوگا - اختلاف فرق سے جو مذہب اسلام میں دکھائی دیتے ہیں اُس نور میں کچھ نقصان نہیں آتا - تووڑی دیر کے لیئے اسلام کے تمام مختلف فرقوں کا تصور کرو اور تمام مختلف باتوں یا مسئلوں کو حذف کرتے جاؤ حذف کرتے کرتے بہت کچھ باقی رہ جاویگا جس پر سب فرقے متحد ہونگے پس وہی نور اسلام ہی جو با وصف اختلافات کے سب میں بلا نقصان کے منور ہی *

مختلف فرقوں کے باہمی مباحثے اور ایک کو دوسرے کی تکفیر اُس پاک نور میں کچھ نقصان نہیں آتی بلکہ اُس کو اور زیادہ منور کرتی ہی - ایک مسلمان فلاسفر یا یوں کہو کہ ایک بدبخت نہچری یہ سمجھتا ہی کہ اسلام کو اگر دلائل عقلی اور مسایل علمی سے تطبیق دیکر استحکام دیا جاوے تو اُن کے دلوں میں جو علمی تحقیقاتوں پر وثوق رکھتے ہیں زیادہ تر موثر ہوگا - ایک مقدس عابد و زاہد خدا پرست سیدھا سادا مولوی اُس کی تکفیر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خدائی باتوں تک انسان کی ناقص عقل نہیں پہونچتی مذہبی باتوں کو بغیر عقل کی مداخلت کے ماننا چاہیئے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو پہلے شخص کی باتوں سے تسکین ہرتی ہی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے مقدس بزرگ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں مگر باوجود اس اختلاف کے نور اسلام کو برابر ترقی ہوتی رہتی ہی لوگ سمجھتے ہیں کہ اُن دونوں کے دو مختلف رستے ہیں مگر درحقیقت یہ ایک غلطی ہی وہ دونوں اُسی ایک نور کے حامی ہیں اور اُن دونوں کی کوششیں ایک ہی مقصد اور ایک ہی منزل کو پہونچتی ہیں ابوذر غناری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پکڑا انا اور حضرت ابو ذر کا کہنا لا واللہ صاحب المال کافر اور حضرت عمر کا فرمانا لولا رجعت من ہذا لا جلدنک ثم قول ابی ذر افعل ماشئت انی سمعت عن حبیبی محمد رسول اللہ صاحب المال کافر و انا علیہ مادمیت حیفا فاخرجه عمر رضی اللہ عنہ عن بلد حبیبہ صلعم فہذہ کلہا فی الظاہر متناقضۃ لکن من کلیمہما بضی نور الاسلام اعلیٰ من ضیاء الشمس فی نصف النہار پس اے بھائیوں تم اسلام کی گذشتہ

اور موجودہ حالت کیا پوچھتے ہو اور اُس کی آئندہ ترقی کی سبیل کیا سوچتے ہو وہ خدا کا نور ہی وہ جیسا تھا ویسا ہی ہی اور ویسا ہی رہیگا وہ پورا ہی اور پورا ہوگا واللہ متہم نذرہ ولو کرۃ الکافرون *

ہاں اگر تمہاری مروت اسلام سے اہل اسلام ہی تو بلاشبہ اُن کی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ حالت نہایت دل خراش ہی - اسلام مٹی کی یا چینی کی کوئی مورت نہیں ہی جو سب کو دکھائی دے اسلام کی حالت مسلمانوں کی حالت سے دکھائی دیتی ہی اگر اُن کی حالت اچھی ہی تو اسلام کی حالت بھی اچھی ہی اگر اُن کی حالت بری ہی تو اسلام کی حالت بھی بری ہی - انسان کی اچھی اور بری حالت کا ہونا دو امر سے متعلق ہی ایک اخلاقی دوسرے تمدنی یعنی دنیاوی *

اخلاقی حالت کے بھی دو حصے ہیں ایک وہ ہی جس پر نجات عقبی منحصر ہی دوسرا وہ ہی جو دنیا میں لوگوں پر نیک اثر ڈالنے والا اور نیکی کا نمونہ بنکر لوگوں کو نیکی کی راہ بتانے والا ہی اور عقبی میں اعلیٰ درجات پر پہنچانے والا *

میں یقین کرتا ہوں کہ پہلا حصہ تمام مسلمانوں کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین کرتے ہیں حاصل ہی اسباب میں تمام اہل اسلام جو سابق میں گذرے اور جو اب موجود ہیں اور جو آئندہ ہونگے سب برابر ہیں - دوسرے حصہ میں البتہ نہایت تفاوت درجات ہیں اگلے زمانہ میں نہایت بزرگ اور مقدس با خدا ولی اللہ گذرے ہیں جن کے انفس کی برکت سے لوگوں نے بہت کچھ ہدایت پائی ہی اُنکی برکت سے ہزاروں انسانوں کے دلوں میں نور خدا کی روشنی پیدا ہوئی ہی اُنہوں نے اپنے تئیں مجسم نیکی بنکر اسلام کو اور اُس کی خوبیوں کو مجسم کر دکھایا ہی وہ ہمارے سرتاج تھے اُن سے ہمیشہ ہمکو اور ہماری قوم کو افتخار کا باعث ہوگا انفس ہی کہ بظاہر ایسے بزرگوں سے ہمارا زمانہ خالی ہی یا شاید ہماری آنکھیں اس قابل نہیں ہیں کہ ہم ایسے بزرگوں کو دیکھیں اسباب میں میں آئندہ کے لیئے پیشین گوئی نہیں کر سکتا کہ ہماری قوم میں ایسے مقدس و بزرگ لوگ پیدا ہونگے یا نہیں مگر میں خدا کی رحمت سے نا اُمید بھی نہیں ہوں - اے دوستوں جبکہ ہمکو یقین کامل ہی کہ ہم نجات پاویں گے پھر ہمکو اور کیا چاہیئے فرض

درو کہ ہمکو اعلیٰ درجات عقبی کے نہ ملینگے لیکن ایک ذرا سا ہی کرمہ بہشت کا مل جاویگا تو وہ کیا کچھ کم ہوگا - مجھے سے تو اقرار نامہ لکھوالو کہ مجھے تو بہشت میں بھونس کی ایک چھونپڑیا کافی ہوگی *

عقبی سے تو ہمکو بالکل طمانیت اور دلی تسلی ہی جو کچھ فکر و تردد ہی وہ تمدنی حالت کا ہی اگر ہماری دنیاوی حالت ذلیل ہوگی تو اُسکے ساتھ اسلام کی بھی ذلت ہی ہمکو اپنی دنیاوی حالت کے درست کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے نہ دنیا کے لیئے بلکہ دین کے لیئے - نہ اپنے لیئے بلکہ خدا کے لیئے *

ہمارے بزرگوں نے اس دنیا میں کیا علم میں اور کیا عمل میں کیا دولت میں اور کیا حکومت میں کیا شان میں اور کیا شوکت میں کیا رزم میں اور کیا بزم میں کیسا کچھ اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا جس کے سبب تمام قوموں میں معزز تھے اور اسلام کی شان اُن سے دیکھائی دیتی تھی اب ایک ہم ہیں کہ اپنے اسلاف کو بتد لگاتے ہیں نہ ہمارے پاس دولت ہی نہ حکومت نہ علم ہی نہ فضیلت نہ زر ہی نہ زور ہی سب سے ذلیل اور تمام قوموں سے بدتر ہیں - ہر ایک ہمکو تہکرات چلتا ہی ہمارا سر ہر ایک کے پاؤں کے تلے اور ہر ایک کا پاؤں ہمارے سر پر ہی - اے دوستوں تم یقین جان لو کہ جو شخص خدا کی خوشنودی چاہتا ہی جو شخص ثواب آخرت کا طالب ہی جو شخص بہشت میں اپنے لیئے ایک موتی کا محفل بنانا چاہتا ہی جو شخص قوم کے ساتھ ہمدردی کرنا چاہتا ہی اُسکا فرض ہی کہ اپنی قوم کو اس ذلیل حالت سے نکالنے میں کوشش کرے تم مسجدیں بناتے ہو بغیر اس کوشش کے کہ اُس میں نماز پڑھنے والے بھی قائم رہیں - تم خانقاہیں بناتے ہو اور اُن میں عبادت کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں کی سلامتی کی فکر نہیں کرتے - تم خدا کا گھر اینٹ مٹی سے بناتے پر رغبت رکھتے ہو اور زندہ خانہ زندہ خدا کی زندگی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہوشیار ہو خبردار ہو جان لو کوئی عبادت کرٹی خیرات کرٹی خیر جاری قومی ہمدردی سے بہتر نہیں ہی *

اے بھائیوں قوم کی موجودہ حالت تو ہمارے سامنے ہی اُس کی آئندہ حالت ہمارے ہاتھ ہی اگر تم فیاضی کروگے قوم کے ساتھ ہمدردی کروگے اُس کی آئندہ حالت درست ہو جاویگی اگر بے پرواہی کروگے نفسا نفسی میں پڑوگے قوم کی حالت روز بروز ذلیل و خوار و ابتور ہوتی جاویگی

مگر اے دوستوں میری بات سن لو میں سچ کہتا ہوں سچی بات کروں
 لگتی ہی میں نہایت دل سوزی سے تمکو سخت لفظوں میں سمجھاتا
 ہوں کہ اگر تم قوم کی بھلائی میں کوشش نہ کرو گے تو تمہاری آئندہ نسلیں
 اپنے اسلاف کو کوسینگی اور خود تمہاری روحوں اپنی اولاد کو ذات کی
 حالت میں دیکھ کر قبروں میں نرپینگے پھر وہ عذاب اُن کو دوزخ کے
 عذاب سے بھی زیادہ تر سخت معلوم ہوگا - برائے خدا سمجھو اپنی جان
 پر اپنی اولاد کی جان پر اپنی ارواح پر رحم کرو اور قوم کی بھلائی پر
 متوجہ ہو *

دوستان من - قوم کی بھلائی اور ترقی اُس وقت ہوسکتی ہی جبکہ زمانہ
 کے مناسب اُن کی ترقی کے اسباب جمع کیئے جاویں اس زمانہ میں قومی
 ترقی صرف زمانہ کی حاجتوں کے موافق تعلیم پر منحصر ہی ہمکودینیات
 کی تعلیم اپنے عقائد اپنا مذہب درست رکھنے کے لیئے کافی ہی سو وہ کتنی
 ہی تم میری بات نہ سگو اُسکی سگو جسکی بات سننی سب پر فرض
 ہی رسول مقبول صلعم نے اُس اعزابی سے کیا فرمایا جس نے کہا یا
 نبی اللہ دلفی علی عمل اذا عملتہ دخالت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به
 شيئاً و تقم الصلوة المکبوتہ وتودي الزکوة المفروضة وتصوم رمضان قال والذي
 نفسي بيده لا ازيد علي هذا شيئاً ولا انتقص فلما ولي قال الذي صلعم من سره
 ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا دینیات کی تعلیم تو تمام
 ہوئی اب آگے اس پر جتنی چاہو بحثیں بڑھاؤ اور جس قدر چاہو حاشیہ
 لگاؤ - دنیاوی ترقی کے لیئے جو تعلیم درکار ہی وہ بلاشبہ پینچ در پینچ
 ہی مگر میں کہے دیتا ہوں جو تم چاہو سو کرو مگر جب تک تم اعلیٰ
 سے اعلیٰ تعلیم کا سامان مہیا نہ کرلو گے اور اپنی اولاد کی تعلیم کے لیئے ایک
 عالیشان گھر نہ بنائو گے جس میں بھیج کر تم اپنے بچوں کی تعلیم اُن کی
 صحت کی حفاظت اور اُن کے اخلاق اور عادات کی درستی اُن کے چال
 چلن کی نگہبانی سے بے فکر نہوجاؤ اُس وقت تک یہ مطلب حاصل نہوگا
 بھائیوں میں نے اُنہی خیالات سے توکل علی اللہ علیکدہ میں ایک ایسا ہی
 عالیشان گھر تمہارے بچوں کے لیئے بنائے کی بنیاد ڈالی ہی بہت کچھ
 اُس میں ہوچکا ہی اور بہت کچھ ہونا باقی ہی - قومی گھر قوم کی
 امداد بغیر قائم نہیں ہوسکتا میں اپنی قوم کے اُن بزرگوں کا جنہوں نے

اُس میں مدد کی اور اپنی غیر قوم کے وطنی بھائیوں کا جنہوں نے فیاضی کی اور درماندہ قوم کو خیرات دی اور حق انسانیت ادا کیا دل سے شکوہ گذار ہوں لیکن اگر وہ اپنی پوری مراد تک نہ پہنچے تو کیا کرایا سب اکارت ہی اے بھائیوں اگر تم کو خدا نے پلاؤ کی رکابی دی ہی تو ایک جھوٹی ہدی اپنی قوم کے آگے بی بی ڈالو اگر خدا نے تمکو سوکھی روٹی دی ہی تو ایک تکرڑا اُسکا اپنی قوم کے بھوکے بچوں کو بھی دو سب لوگ ملکر مدد کرو اور اُس قومی گھر کو پورا کرو اور درو اُس دن سے جب خدا تم سے کہیگا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھکو کھانا ندیا میں پیسا تھا تم نے مجھکو پانی ندیا میں حاجت مند تھا تم نے میری حاجت روائی نہیں کی - خدا ان سب باتوں سے پاک ہی مگر وہ اس پیرایہ میں تمکو سکھاتا ہی کہ قوم کی خبر لو قوم کی مدد کرو قوم کی حاجت روائی کرو - تم ان باتوں کو بخوبی سمجھتے ہو اگر نہیں سمجھتے تو اب سمجھ لو آگے تمکو اختیار ہی چاہو کرو چاہو مگر وہ توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین *

اے دوستوں اب میں تمکو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قومی تعلیم اور جس تعلیم سے قومی عزت حاصل ہو کیونکر ہوسکتی ہی -
(واضح ہو کہ اسقدر لکچر تحریر ہوا تھا)

رات کے وقت کھانا کھانے کے بعد بہت دوستوں سے ملاقات رہی سب کو لکچر کے ملتوی ہونیکا اور بالتخصیص خان بہادر سردار یار محمد خاں صاحب اور مولوی شیخ مراد علی صاحب کو نہایت افسوس تھا *
مولوی شیخ مراد علی صاحب ضلع اسکول جالندھر میں اول مدرس ہیں اور نہایت نیک با اخلاق ہیں انکو بھی مسلمانوں کی ترقی کا دل سے خیال ہی جہاں جہاں وہ رہے ہیں کچھ کچھ مسلمانوں کی بہتری کے لیئے انہوں نے کیا ہی - جالندھر میں انہی کے باعث سے انجمن اسلامیہ قائم ہوئی ہی جہاں تک کہ انکا مقدور ہی قومی بھلائی میں کوشش کرتے ہیں سید صاحب کے جالندھر آنے کے ابتداء سلسلہ جنماتی انہوں نے ہی کی تھی - دعوت کا زر چندہ جمع کرنے میں وہ بہت سعی رہے اور جمہور روپیہ ملا وہ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا *

احباب جالندھر ہر موقع پر اس فکر میں تھے کہ جو افسوس لکچر کے ملتوی ہو جانے سے ہی وہ کسی طرح رفع ہو امرتسر پہنچنے کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی اور سید صاحب زیادہ قیام جالندھر میں نہیں کر سکتے تھے آخر کار سید صاحب نے لاہور سے مراجعت کرتے وقت جالندھر تھولے کا وعدہ کیا - یہہ ترار پایا کہ سید صاحب مراجعت کے وقت سردار بکرماں سنگھ بہادر سی ایس آئی کی کوٹھی میں قیام کریں گے اور اُنہی کی کوٹھی میں لکچر دیا جاوے گا *

اب ہم جالندھر کو چھوڑتے ہیں اور امرتسر کو جاتے ہیں امرتسر اور گورداسپور اور لاہور ہوتے ہوئے پھر جالندھر آئیں گے اور اُس وقت کے حالات اُس وقت لکھیں گے *

حالات مقام امرتسر

۲۵ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء کو سید صاحب معہ اپنے ہمراہی دوستوں کے جالندھر سے روانہ امرتسر ہوئے احباب امرتسر نے جن میں خان بہادر سردار یار محمد خاں صاحب اور مواہی شیخ مران علی صاحب بھی شامل تھے ریلوے پلیٹ فارم تک مشایعت کی رخصت کے وقت دوبارہ جالندھر میں قیام کرنے کا مکور وعدہ لیا ریل روانہ ہوئی اور سب دوست رخصت ہوئے۔ جب ریل کرتار پور کے اسٹیشن پر پہونچتی تو لالہ رامچندر صاحب زمیندار کرتار پور اور وہاں کے اسکول کے طالب علم اور چند اور لوگ جو براہ مہربانی سید صاحب کے دیکھنے کو آئے تھے اسٹیشن پر موجود تھے۔ سید صاحب سب سے ملے اور اُن کی تشریف آوری کا شکریہ کیا لالہ رامچندر صاحب نے ۹ جولاءِ بطریق چندہ جمع کیئے تھے سید صاحب کو نذر کیئے۔ اس چندہ میں مواہی سید غلام محی الدین صاحب مدرس اور طلباء اسکول کا چندہ بھی شامل تھا جو ایسے چھوٹے اسکول کے غریب طالبعلموں نے ایک ایک ایک دو دو آنہ کر کے جمع کیا تھا۔ سید صاحب نے اس چندہ کو نہایت خوشی اور افتخار کے ساتھ قبول کیا اور کہا کہ مجھ کو اس چندہ سے جو افتخار ہوا ہی بڑے بڑے نوابوں کے چندہ سے بھی ایسا نہیں ہوا *

جب ہم بوتھاری کے اسٹیشن پر پہونچے جہاں سے امرتسر دو اسٹیشن باقی رہتا ہی تو خواجہ یوسف شاہ صاحب رئیس امرتسر و ممبر میونسپل کمیٹی سے جو مجلس اسلامیہ امرتسر کی طرف سے بطریق استقبال آئے تھے ملاقات ہوئی۔ اُن کو ہم سے ملکر اور ہم کو اُن سے ملکر نہایت خوشی ہوئی خواجہ یوسف شاہ صاحب دو دفعہ علیحدہ ہی آچکے تھے مدرسۃ العلوم کے فونڈیشن اور افتتاح عمارت جدید مدرسۃ العلوم کے دونوں جلسوں میں شریک تھے پورانی ملاقات نے اس تازہ ملاقات کو زیادہ تر مزیدار کر دیا تھا خواجہ یوسف شاہ صاحب بھی ہماری گازی میں آبیٹھے ہم سب دوستانہ باتوں میں مصروف ہوئے اور ریل چل کھڑی ہوئی *

اٹلے راہ میں خواجہ یوسف شاہ صاحب نے سید صاحب سے کہا کہ امرتسر کے نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں نے یہہ ارادہ کیا تھا کہ آپ کی گازی کو

اسٹیشن سے فرودگاہ تک بعض گھوڑوں کے وہ نوجوان گھسیت کر لیجاویں
سید صاحب نے کہا کہ نہایت بیجا اور نا مناسب اور ہر ایک پہلو سے
محض نا واجب اور خلاف مصلحت ہی اگر یہہ ارادہ فسخ نہیں ہوا
تو میں ہرگز پسند نہیں کرونگا بلکہ امرتسر میں نہ تھرونگا *

جب ہماری گاڑی امرتسر اسٹیشن کے قریب پہونچی تو بزرگان امرتسر کا
ایک بڑا مجمع جو سید صاحب کے استقبال کو آیا تھا دکھائی دیا پلیٹ فارم
پر حاجی غلام حسن صاحب جو ایجوکیشن کمیشن میں ممبر بھی تھے اور
شیخ غلام حسن صاحب انریری مجسٹریٹ - منشی محکم الدین صاحب -
میاں اسد اللہ صاحب وکیل - خواجہ احمد حسن صاحب - میر غلام قادر
صاحب بھی موجود تھے - سید صاحب نے تمام لوگوں سے نہایت احسانمندی
بھرے دل سے ملاقات کی - ایک پوری ہوٹل سید صاحب کے اور اُن کے
ہمراہوں کے تھرنے کو تجویز کی گئی تھی اُس ہوٹل میں سید صاحب
بمعیت خواجہ یوسف شاہ صاحب اور حسن اول و حسن مثنیٰ یعنی
حاجی غلام حسن صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب کے تشریف لے گئے
اور نہایت آرام سے اُترے - مجلس اسلامیہ امرتسر نے سید صاحب کی
تشریف آوری کے انتظام کا اور جو جو کچھ اُن کے لیئے کرنا تھا اُس کا
پروگرام چھاپ کر مشتہر کیا تھا سید صاحب نے اُسکو دیکھکر تعجب کیا
کہ ان بزرگوں نے ایک غریب آدمی کے آنے کے لیئے جو بغرض گداگری
آیا ہی کیسا کچھ اہتمام کیا ہی *

سید صاحب نے جو یہہ ارادہ کیا تھا کہ وہ کسیکی دعوت نہیں کھانے
کے اور صرف نقد روپیہ ہی لینگے یہہ قاعدہ اول ہی منزل لودھیانہ سے
ثوت گیا تھا خان بہادر منشی قادر بخش خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ
لودھیانہ اور خان بہادر سردار محمد حیات خان بہادر سی ایس آئی
جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور نے قبل شروع سفر بذریعہ خط و کتابت
اس میں بہت تکرار کی تھی قادر بخش خاں صاحب نے دو سخت
اعتراض پیش کیئے تھے ایک یہہ کہ ہم لوگ بھی علیحدہ آتے ہیں اور
کثر آہنگے پھر ہم کو یہی ضرور ہوگا کہ نہ ہم آپکے ہاں تھریں نہ کھاویں
خیر یہہ بات تو ایک حجت الزامی تھی، مگر جس دلیل نے کہ سید
صاحب کو لاجواب کر دیا وہ یہہ تھی کہ قادر بخش خاں صاحب نے لکھا

کہ آپ اپنی دعوت کا نقد روپیہ اول لے لیں اُس کے بعد آپکو ہم لوگوں کے ہاں تہر نہ اور کھانا کھانے میں کیا عذر ہی - مستند حیثیات خال صاحب نے ایک لطیف بات یہہ لکھی کہ گورداسپور میں کوئی ہوٹل یا کوئی مقام تہرنے کے لیئے نہیں ہی ڈاک بنگلہ نہایت چھوٹا سب لوگوں کی سمائی کے قابل نہیں ہی معہذا چوبیس گھنٹہ کے بعد سب کو وہاں سے نکال دیا جاویگا پس اگر سورے گھر پر نہ تہروگے تو بجز سایہ درختان و میدان کے آپکو تہرنے کے لیئے نہ کوئی جگہ ملیگی نہ کھانیکو کچھہ ملیگا اتفاق سے جب گورداسپور پہونچے تو مینہ برسا تھا اور خوب ہی سردی ہوگئی تھی اگر خان بہادر کے گھر میں نہوتے تو وہاں سے زندہ نہ پھرتے - بہر حال سید صاحب کا مقصد پورا ہوگیا بلکہ بمصدق مثل مشہور کہ دوہری اور چپڑی ہوگئی ہر جگہ دعوتیں اور مہمانیاں بھی خوب اڑائیں اور دعوت کے نقد روپیہ بھی خوب لیئے *

امرتسر کے مسلمانوں نے جنکے سرگروہ خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب رئیس اعظم امرتسر تھے رات کے وقت تون ہال میں سید صاحب کے لیئے ایک ایوننگ پارٹی دی جس میں اسٹیشن کے یورپین اور ہندوستانی عمائد اور روساء سب مدعو تھے نہایت عمدگی اور خوش سلیمگی اور آرایش سے یہہ جلسہ ہوا تون ہال نہایت عمدہ تھا اور روشنی بھی نہایت خوب تھی ایک کمرے میں انواع اقسام کے مہوجات اور طرح بطرح کی مٹھائیوں سے اور پھولوں کے گلدستوں سے میز سجی ہوئی تھی اور ایک کمرہ میں چاء اور کافی کا کافی سامان مہیا تھا سب لوگ بے تکلف کھاتے پیتے تھے اور آپس میں دوستانہ ملاقات اور ہنسی خوشی کی باتیں کرتے تھے *

ہم سب کو زیادہ خوشی ڈاکٹر سید حسن صاحب بلگرامی کی ملاقات سے ہوئی جو ایک مشہور خاندان بلگرام کے رکن اور جناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی بی اے پریوٹ سکریٹری ہز ہائنس نظام حیدرآباد کے بھائی ہوں - ان پر مسلمانوں کی قوم کو نہایت افتخار ہی مسلمانوں میں یہی ایک صاحب ہوں جنہوں نے ولایت میں جاکر ڈاکٹری کا علم سیکھا اور نہایت عمدہ طور سے امتحانوں میں کامیاب ہوئے اور جس طرح یورپین ڈاکٹر عہدہ پا کر آتے ہوں اسی طرح عہدہ پا کر وہ

ہندوستان میں تشریف لائے وہیں اور جو فوج کہ امرتسر میں مقیم ہی
اُس میں ڈاکٹر ہیں *

غرضکہ یہہ جلسہ نہایت حسن و خوبی سے انجام کو پہونچا بہت
بڑی رات گئے سید صاحب خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب و
دیگر احباب کا شکر ادا کرنے کے بعد رخصت ہوئے اور اپنی فرونگاہ پر
تشریف لائے *

چھبیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو سید صاحب معہ اپنے دوستوں کے
خان بہادر آغا کلب عابد صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب اور
خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب والد ماجد حاجی غلام حسن
صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے کلب عابد خان صاحب نے نہایت
زور کٹھڑ صرف کر کے امرتسر میں ایک مکان طیار کرنا شروع کیا ہی
معلوم نہیں کہ کیا مکان بنیگا لوگ کہتے ہیں کہ سرائے کے نام سے موسوم
ہوگا سب سے اول اُسکا نہایت عالیشان دروازہ بالکل ایشیائی قطع کا نہایت
پختہ اور مضبوط بنا ہی اُسکے پہلوؤں میں متعدد کمرے ہیں بجڑ کواڑوں
کے کسی جگہ اُس میں لکڑی نہیں لگائی گئی ہی جب وہ مکان طیار
ہو جاویگا جسکا ابھی پورا نقشہ بھی مکمل نہیں ہی تو نہایت عجیب
مکان ہوگا *

امرتسر کی جدید عمارتوں میں دو مسجدیں اور ایک سرائے بھی
ڈکر کے قابل ہی *

پہلی مسجد

خان بہادر مہاش محمد جان صاحب مرحوم نے بنائی ہی جو
امرتسر کے رئیس اور آنریری مجسٹریٹ بھی تھے مسجد عمدہ اور پختہ
ہی بیس بیس ہزار روپیہ کے خرچ میں بنی ہوئی سنہ ۱۲۸۹ ہجری
میں تعمیر ہوئی ہی اور اُسکے بننے کی تاریخ یہہ ہی —

عبادت خانہ دین محمد

دوسری مسجد

شیخ خورالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر نے بنائی ہی
پہلی مسجد سے بھی عمدہ ہی سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں طیار ہوئی ہی

اور چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم اس پر صرف نہوا ہوا اُسکی تاریخ
یہ ہی *

جزاک اللہ فی الدارین خیرا

سرائے جدید

امرتسر میں مسافروں کے ٹہرنے اور آرام پانیکے لئے کوئی سرائے نہیں
تھی خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب نے اپنی فیاضی سے سنہ
۱۲۹۴ ہجری میں شیخ خیرالدین صاحب کی مسجد کے قریب ایک
عمدہ اور پختہ سرائے بنائی ہی جس پر پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا ہی
یہ تینوں عمارتوں سو لاکھ تیرہ لاکھ روپیہ کے خرچ سے بنی ہیں جنکے
تین شخص بنائی ہیں - اس تذکرہ سے مقصد یہ ہی کہ مسلمان اب
بھی بہت کچھ فیاضی کرتے ہیں مگر اس بات پر کم خیال کرتے ہیں
کہ مسلمانوں کو درحقیقت کس امر کی ضرورت ہی *

سود صاحب نے جب ان عمارتوں کو دیکھا تو کہا کہ اگر یہ عمارتوں
مسلمانوں کے مدرسے ہوتے تو کیا عمدہ بات ہوتی اُس وقت مجھکو
بے اختیار کسی شاعر کا یہ شعر یاد آیا —
در طوف حرم دیدم دی پور مغاں میگفت

ایں خانہ باین خوبی آتشکدہ با یستے

تیسرے پھر کو سود صاحب حسب درخواست ممبران مجلس
اسلامیہ، امرتسر کے مدرسہ اسلامیہ میں تشریف لے گئے جسکے سالانہ
انعام کی تقسیم سود صاحب کی تشریف آوری پر ملتوی تھی - جس
وقت سود صاحب اُس محلہ کی حد پر پہونچے جہاں وہ مدرسہ تھا تو
حاجی غلام حسن صاحب - منشی حکیم الدین صاحب - مولانا اسد اللہ
صاحب - شیخ شاہ محمد صاحب - خواجہ احمد حسن صاحب نے استقبال
کیا - جسوقت سود صاحب نے مدرسہ کے اندر قدم رکھا تو تمام طلباء نے
نہایت بلند آواز اور دلی جوش سے چہرز دی - مدرسہ نمونجات دستکاری
سے اور فرش و فرش میز و کرسی سے آراستہ تھا اس مدرسہ میں پنجاب
کے مڈل اسکول تک بالفعل پڑھائی ہوتی ہی اور ایک جماعت مذہبی
علوم کے پڑھنے کی بھی ہی - لوآر پرایمری کلاس میں ایک سو نو لڑکے اور

اپر پرائمری میں اُننچاس اور مڈل میں بتیس اور مذہبی کلاس میں پچیس کل دوسو پندرہ لڑے حاضر تھے اور رجسٹر میں دوسو پچاس لڑکوں کے نام درج تھے - ہیلتھ میں لڑکے بوجھات مختلف غیر حاضر تھے - سید صاحب کو اسبات کے معلوم ہونے سے کہ اس اسکول میں صرف اٹھارہ لڑکے مشنری اسکول کو چھوڑ کر آئے ہیں اور چھپاسٹھ لڑکے گورنمنٹ اسکول کو چھوڑ کر آئے ہیں کسیقدر دل تانگی ہوئی اُنکا خیال تھا کہ مشنری اسکول سے بہت کم لڑکے آئے اور گورنمنٹ اسکول سے جو لڑکے آئے اُن کی نسبت سید صاحب کو یہہ تردد تھا کہ اسکول کے ماسٹر گورنمنٹ اسکول کے ماسٹروں سے عمدہ ہیں یا نہیں مگر اُنہوں نے اُسوقت اپنے اس خیال کو کچھ ظاہر نہیں کیا - سید صاحب کو اسبات کے دریافت ہونے سے کہ اس مدرسہ میں سنی اور شیعہ اور ہندو سب داخل ہیں نہایت خوشی ہوئی - مجھکو اسبات کا افسوس ہوا کہ مڈل کلاس میں صرف چودہ مسلمان تھے اور چوبیس ہندو اور اپر پرائمری کلاس میں اُننچاس مسلمان تھے اور چھپاس ہندو اور لوآر پرائمری کلاس میں ایکسو اکیس مسلمان تھے اور بارہ ہندو جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ہر جگہ مسلمانوں کی تعلیم کیستدر گھٹی ہوئی ہی ہر جگہ اعلیٰ کلاس میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم دکھائی دیتی ہی *

خان بہادر خان محمد شاہ خان صاحب بھی اس مجلس میں بطور سرپرست مدرسہ موجود تھے - جب سید صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے کئے تو خواجہ یوسف شاہ صاحب نے اسطرح پر تقریر کی :-

تقریر خواجہ یوسف شاہ صاحب منجانب

ممبران مدرسہ اسلامیہ امرتسر

جناب انریبل سید صاحب بہادر -

مجھکو ممبروں نے ہدایت کی ہی کہ کچھ مختصر سا حال اس مدرسہ کا آپکی خدمت میں عرض کروں دس بارہ برس ہوئے کہ امرتسر کے بعض معزز لوگوں کو یہہ خیال ہوا کہ دنیوی تعلیم کے سوا دینی تعلیم میں بھی ضعف آتا جاتا ہی اسلئے ایک سرمایہ ایسا جمع کیا جاوے

جس سے ایک مدرسہ یہاں اس غرض سے قائم ہو کہ بچوں کو دونوں طرح کی تعلیم دیجائے مگر سرمایہ کافی نہ ہونیکے سبب سے کوئی قاعدہ یا ضابطہ تعلیم کا جاری نہ ہوسکا لیکن مسجد میں ایک مدرسہ قائم کیا گیا جس میں سرورجہ علوم دینی و دنیوی جاری کئے گئے اس میں کوئی شک نہیں ہی کہ دنیوی ترقی بغیر انگریزی دانی کے نہیں ہوسکتی مگر ہملوگوں سے کچھ بن نہیں پڑتا تھا خوش قسمتی سے جناب نواب صاحب بہاول پور یہاں تشریف لائے اور ہم لوگوں نے انکی خدمت میں مدرسہ کا حال ظاہر کیا اور انہوں نے براہ مہربانی سو روپیہ مہاروی اُسکے صرف کے واسطے منظور فرمایا وہ مدد ہملوگوں کو ملنے لگی اور اُمید ہی کہ جاری رہیگی آمدنی کی ترقی ہونے کے سبب سے انگریزی کی تعلیم بھی جاری کر دی گئی اسوقت یہاں پر منجملہ دو سو پچاس طلبہ درج رجسٹر کے دو سو پندرہ حاضر ہیں کل طلبہ میں سے ایک سو اٹھتر سنی گیارہ شیعہ اور اکتھہ ہندو ہیں ہملوگوں نے گورنمنٹ سے بھی مدد کی درخواست کی ہی جناب سرچارلس ایچیسن صاحب اس ملک کے لفٹننٹ گورنر جنکو تعلیم کا بہت خیال ہی یقیناً براہ مہربانی مدد کریں گے اور اس خیال سے ایک سال میں اس مدرسہ میں انٹرنس تک کی تعلیم جاری ہونے کا خیال ہی محتاج مسلمان طالب علموں کے لیئے جو صرف دینی تعلیم چاہتے ہیں انتظام کرنا ضروری تھا اس سے انجمن اسلامیہ امرتسر نے ایک مذہبی تعلیم کی جماعت قائم کرنیکی تجویز کی ہی اس ملک میں دینی تعلیم میں ترقی کرنے سے ایک نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ وہ پنجاب دینی ورستی میں امتحان دیکر مولوی یا مولوی عالم کا درجہ حاصل کرسکتا ہی اس مدرسہ میں جو طلبہ کے واسطے سالیانہ انعام تجویز ہوا تھا وہ اب تک اُنکو دیا نہیں گیا اور آرزو تھی کہ وہ انعام آپ کے ہاتھ سے تقسیم کیا جائے میں ممبروں کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی اپنے ہاتھ سے طالب علموں کو تقسیم فرمائیں - سید صاحب نے بسم اللہ کرکے جو لوگ انعام پانے والے تھے اور اُن میں سے مندرجہ ذیل حاضر تھے اُنکو انعام تقسیم کیا - شاہ ہدایت - حافظ رحمان - اللہ دین - غلام حیدر - گوپی رام - احمد اللہ - مولا بخش - رحمت اللہ - فراین داس - رام سنگھ - حسین بخش - مہر بخش -

رحمت اللہ ثانی - غلام مصطفیٰ - یوسف شاہ - مہر دین *
بعد تقسیم انعام کے سید صاحب کھڑے ہوئے اور یہہ تقریر فرمائی *

تقریر سید صاحب

جناب پریسہڈنٹ اور ارکان مجلس —

میں انجمن اسلامیہ کے ممبروں کا جو اس مدرسہ کے بانی ہیں اور جو وہ ابھی چھوٹا دکھلائی دیتا ہی مگر جسکی نسبت خدا سے اُمید ہی کہ اُسکے فضل سے کسوقت بڑا مدرسہ ہو جائیگا نہایت شکر کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے عاجز آدمی سے درخواست کی کہ میں یہاں حاضر ہو کر انعام تقسیم کروں گو میرے ہاتھ اس انعام کے تقسیم کرنے کے لائق نہیں مگر انجمن اسلامیہ کے ممبروں کے ارشاد کی تعمیل سے میں نے اُسکو تقسیم کیا ہی خدا کرے یہہ تقسیم اس اسکول کو اور اسکول کے لڑکوں کو مبارک ہو (چھوڑ) میرے دوست خواجه یوسف شاہ صاحب نے اس اسکول کا کچھ حال اور اُسکی بنا اور قیام کا کچھ تاریخی حال بیان کیا ہی مجھے اُسکے سننے سے خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا میں خیال کرتا ہوں کہ خوشی کے اظہار سے پہلے افسوس کا بیان کروں تاکہ آپ کو منتظر نہ رہنا پڑے معلوم ہوا کہ مدت سے یہاں کے بزرگوں کو ایک ایسے اسکول کے قائم کرنے کا خیال تھا — جیسے روشن ضمیر ممبر اور اپنی قوم کے لئے دین و دنیا کی ترقی چاہنے والے اس شہر میں ہیں جو شہر کہ چھوٹا ہی نہیں ہی اور مسلمانوں کی آبادی کے لحاظ سے تجارت گاہ ہونے کے سبب سے بمقابلہ اور مقاموں کے کم آباد اور کم دولت مند بھی نہیں ہی کسی اور شہر میں کم تر ہونگے مگر افسوس ہی کہ انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکی اُمید آگے چلکر کچھ زیادہ ہو مسلمانوں کا شہر مسلمان نیک لوگوں کی آبادی مسلمانوں کی تجارت گاہ ہونے کے لحاظ سے یہہ امر بڑے افسوس کا ہی کہ یہہ مدرسہ ریاست بہاول پور کی مدد پر چل رہا ہو اور پھر اُس پر گورنمنٹ کی مدد کی بھی حاجت ہو اگر میں سنتا کہ شہر کے مسلمانوں نے فیاضی سے اسقدر مدد دی کہ اخراجات سے بھی زیادہ روپیہ ہو گیا تو میں بہت خوش ہوتا آپ مجھکو معاف کیجئے گا میں اپنے اس خیال کے اظہار

سے باز نہیں رہ سکتا کہ مجھے اُمید ہی کہ آپ لوگ کسی دن اسطرف متوجہ ہو کر اپنے معمولی اور خصوصاً غیر ضروری اخراجات اور اپنے آرام کے مصارف اپنی رسومات کی فضول خرچہوں کو کم کر کے اپنے بچوں کے حال پر رحم کر کے آپس کی امداد سے اس مدرسہ کو غنی کرینگے اور اعلیٰ درجہ تک پہنچا دینگے اے میری قوم کے لوگوں کھا ہماری قوم ایسی بھی نہیں رہی کہ اپنے بچوں کی ابتدائی تعلیم کا بھی بغور بہاول پور کی ریاست اور گورنمنٹ کی مدد کے بندوبست نہ کر سکے کھا اب ہماری قوم کے لوگ اپنے بچوں کی روٹی اور کپڑے کے واسطے بھی گورنمنٹ کو تکلیف دینگے اور اُس سے مدد مانگینگے آپ خوب خیال رکھیئے کہ گورنمنٹ کی مدد ہمارے آزادانہ انتظام میں کچھ نہ کچھ متخل ہوتی ہی جو ہم کرنا چاہتے ہیں اُس میں بہت سی پابندیاں کرنی پڑتی ہیں تمہاری ذاتی مدد میں تمکو کسی کی پروا نہ ہوگی جب تم اپنی مدد سے اپنا مدرسہ جاری کرو گے تمکو اختیار ہوگا چاہو قرآن پڑھاؤ چاہو مذهب کی تعلیم کرو چاہو فارسی کا درس دو غرضکہ جو چاہو سو کرو یہ باتیں ہرگز تمکو اُسوقت تک حاصل نہیں ہو سکیں گی جب تک تم گورنمنٹ کے اید پر اپنا مدرسہ چلانا چاہو کچھ شک نہیں ہی کہ تم اس لایق ہو اور ضرور ہو کہ یہ کھا ایک اسکول ہی تم بہت بڑا اسکول قائم کر سکتے ہو قوم کے حال پر بھی امر بڑا افسوس دلانے والا ہی کہ ہم لوگ قوم کے سوا گورنمنٹ کی مدد دھونڈتے ہیں مگر یہ افسوس اسی اسکول پر نہیں ہی بلکہ ہر جگہ یہی افسوس ہی ہم خود بھی اسی افسوس میں شامل ہیں صرف اتنا فرق ہی کہ جب ہماری قوم چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیئے بھی بیرونی امداد پر بھروسہ کرتی ہی تو یہ افسوس زیادہ ہو جاتا ہی - مجھے جس بات کی خوشی ہوئی رہ یہ ہی کہ ہماری قوم جو بالکل غفلت میں پڑی تھی اور اُسکو ذرا بھی خیال نہ تھا کہ اپنی اولاد کے واسطے اپنے بچوں کے لیئے کھا کرنا چاہیئے اُسپر اب لوگ متوجہ ہوئے ہیں زیادہ خوشی اسباب سے ہی کہ یہ امر کچھ امترسر ہی میں نہیں ہی بلکہ اور مقاموں میں بھی اسی قسم کی کارروائی ہو رہی ہی بڑی خوشی کی بات ہی کہ امترسر نے بھی اس معزز کام کو اختیار کھا ہی اور آپ لوگوں کی کوشش امترسر میں ایک اسکول قائم کرنے کی طرف مایل ہوئی ہی اور اُس میں

مذہبی تعلیم کی بھی بنیاد پڑی ہی یہ وہ خیال ہی جو بارہ برس پہلے میرے خیال میں آیا تھا میں نے خیال کیا تھا کہ ہر مسلمان جو خدا پر یقین رکھتا ہی اور جو اسلامی مذہب رکھتا ہی اُس پر فرض ہی کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم سے بھی غافل نہ ہو مینے جو انعام آپ کے کہنے سے تقسیم کیا اور شاید یہ پہلی عزت ہی جو آپ نے مجھ کو دی ہی تو اس بات کے دیکھنے سے مجھے زیادہ خوشی ہوئی کہ چھوٹی عمر کے لڑکے بھی انعام پانے والوں میں شامل تھے جسقدر ایسے لڑکے اس قسم کے انعام پانے والوں میں شامل ہوں اُسقدر قوم کو ملک کو اسکول کو مبارک باد دینا چاہیئے اسی سے آئندہ ملک کی بہبودی اور ترقی کی اُمید ہی مجھے اُمید ہی کہ یہ جماعت روز بروز ترقی کریگی - آپ مجھے معاف کریں گے اگر میں کچھ اپنا خیال بچوں کی مذہبی تعلیم کی نسبت بیان کروں کتب مذہب اسلامیہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ مسائل عقاید اور ادنیٰ سی ادنیٰ باتیں بھی بیان ہوئی ہوں بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جو اس لئے کتابوں میں مندرج ہوں کہ اگر اتنا قیہ ضرورت پیش آوے تو جسکو ضرورت ہو دیکھ لے یا پوچھ لے جب اسقدر جزئیات اُن کتابوں میں مندرج ہوں تو ضرور ہی کہ اُن میں بہت سے مسائل ایسے بھی ہوں جن کو بھائی بہن سے باپ بیٹے سے صاف صاف بیان نہیں کر سکتا مذہب اسلام میں جہاں اور بہت بڑے بڑے اصول ہوں وہاں یہ بھی بہت بڑا اصول ہی کہ الحقاء من الایمان اسلئے میں مذہبی کتابوں کے معلموں سے نہایت عاجزی سے کہتا ہوں کہ اُن مسائل کی تعلیم اسطرح پر ہونی چاہیئے کہ لڑکوں کی جہاں باقی رہے اور یہ نوبت نہ آجائے کہ لڑکوں میں بے غیرتی آوے اور اُن کے ساتھ کے غمزدگی کے لڑکے بلکہ خود اسی مذہب کے لڑکے باہر جاکر دل لگی کی طرح ہنسنا اور اڑاویں حتجاب اور شرم جس چیز سے باقی رہے اُس طرح پر تعلیم ہونی چاہیئے اور اسکا خیال رکھنا نہایت ضرور ہی *

اب میں اسکول کے مسلمان طلبہ کی نسبت چند لفظ کہنا چاہتا ہوں اگرچہ اکثر لڑکے بہت چھوٹی عمر کے ہوں جو شاید اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھ سکیں لیکن کچھ لڑکے زیادہ عمر کے بھی ہیں اس لئے میرا یہ کہنا شاید بیجا نہ ہوگا - ہماری قوم کے لڑکے اس بات کو یاد رکھیں

کہ ہمارا باعث نجات طریقہ اسلام کا ہی اُسکو ہم قائم رکھیں اسلام نے ہمکو یہ بھی سکھایا ہی کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوستاں اور برادرانہ سلوک رکھیں میں اس اسکول کو مبارک بان دیتا ہوں کہ اس میں ہندو اور مسلمان دونوں قوم کے لڑکے شامل ہیں ہندو ہمارے ہموطن بھائی ہو گئے ہیں جس نے جامعہ انسانیت پہنا ہی اُس کی یہ خواہش ہو گئی کہ ہندوستان میں دونوں قومیں برابر ترقی کریں ہندو ہوں یا مسلمان یا ہندوستان کی کوئی قوم ہو ملک کی بہتری کے لیئے سب کو ایک ہونا چاہئے اسکول کے طالب علموں میں علاوہ ہموطن بھائی ہونے کے اسکول بھائی ہونے کی بھی صفت ہوتی ہی اُمید ہی کہ یہ طالب علم پبلک لائف کے زمانہ کو پہنچ کر باہم محبت رکھیں گے جس سے ملک کی ترقی ہوگی اب میں دوبارہ شکریہ کرتا ہوں اُس عزت کا جو ممبروں نے مجھے دی ہی اور جس سے مجھکو ان چند الفاظ کے کہنے کا موقع ملا (چیزز) * اُس کارروائی کے ختم ہونے پر اُسی جلسہ میں جلسہ مدرسین مدرسہ کی جانب سے مندرجہ ذیل ایڈریس بطور شکریہ سید صاحب کی خدمت میں پیش ہوئی *

شکریہ

جو مدرسہ مدرسین مدرسۃ المسلمین امرتسر نے جناب آنرہیل

سید احمد خان صاحب خان بہادر سی ایس آئی

کی خدمت میں پیش کیا

عالی جناب -

ہم جلسہ مدرسین مدرسۃ المسلمین امرتسر ہندو و مسلمان آپ کی تشریف آوری سے جس کے لیئے ہم کہا بلکہ ہر شخص بہت دنوں سے اور دل سے مشتاق و منتظر تھا — اپنی اُمیدوں کے حسب منشاء پورا ہونے پر اعلیٰ درجہ کی خوشی اور مؤدبانہ شکریہ کا اظہار کرتے ہیں *

جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے وہ بزرگ آج ہمارے سامنے موجود ہیں جو تہوڑا عرصہ گذرا کہ مقام پختہ میں ایک جم غفیر کے سامنے باراز بلند

ہندو اور مسلمانوں کو ہندوستان کی دہلیوں کی دو رسہلی آنکھیں قرار دیکر
 اُسکی خوبی اور قدر و منزلت کے لئے یہ ضروری تصور فرماتے تھے کہ برابر
 دونوں کی غور و پرداخت ہو برابر دونوں کو فروغ ہو۔ جب ہم یہ دیکھتے
 ہیں کہ ہمارے غریب اور کس مہرس ملک کی ترقی کے وہ سچے خیر
 خواہ ہمارے سامنے موجود ہیں جو اپنے قلم جانو رقم سے لڑتے مکالمی کی روح
 میں جان ڈالتے ہیں اور اپنی تحریروں سے اُن لوگوں کی تحریروں اور
 تقریروں کو رد کرتے ہیں جو اہل ہند کی تعلیم کو مشرقی علوم کی متعدد
 کتابوں اور پرانے اور نامکمل خیالات پر متحدوں رکھنا چاہتے ہیں جب ہم
 یہ دیکھتے ہیں کہ آج ہمارے مدرسہ میں ہمارے اور ہماری آئندہ نسلوں
 کی علمی اور عقلی اور اخلاقی ترقی کے وہ سچے مربی رونق افروز ہیں
 جنہوں نے اپنی کبھی جنبش نہ کھائے والی ہمت اور استقلال اور اپنی
 تحریروں و تقریر کے پر زور اثر سے ہندو مسلمان بلکہ بڑے بڑے مقتدر فاتح قوم
 کے آراکھوں سے بھی بلا قہد و مذہب چندہ لیکر مقام علیحدہ میں وہ عالیشان
 اور مشہور و معروف کالج قائم کیا جس میں ابتدائی تعلیم سے لیکر
 یونیورسٹی کی انتہائی تعلیم تک کا بندوبست ہی اور جو اپنی ہمت
 انگیز ترقی سے اس ملک کے تمام پرانے کالجوں سے سر برآوردہ ہوتا جاتا
 ہی اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پچیس کروڑ ہندوستانیوں کے
 وہ فصیح البیان خیر خواہ آج یہاں تشریف فرما ہیں جو اپنے ملک کے
 وکیل ہو کر کلکتہ کونسل ہال میں کھڑے ہو کر بڑھڑک اپنے بے زبان موکلوں
 کی وکالت کرتے تھے۔ اُنکے حقوق کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلاتے تھے۔
 اُن کی شکایات سے گورنمنٹ کو مطلع کرتے تھے۔ اُن کی امن و آسائش کے
 لئے نیک قوانین بنانے میں صلاح دیا کرتے تھے۔ تو ہمارے دل اُس حقیقی
 خوشی اور احسانمندی سے لبریز ہو جاتے ہیں جو ہر شخص کے دل میں
 اپنے مربی اور محسن کی تشریف آوری سے ایک زبردست اثر پیدا کیا
 کرتی ہی جس کے روکنے سے وہ قدرناً عاجز ہوتا ہی۔ کیا ممکن ہی
 کہ جس وقت ہم یہ خیال کریں کہ وہ سب کار نمایاں جس کا گنا بھی
 اس وقت بہت مشکل معلوم ہوتا ہی ہمارے ملک ہی کے ایک عالی
 دماغ اور بلند ہمت عالی وقار کی ہیں تو ہمارے دلمیں خوشی اور فخر نہ۔

کہا ممکن ہی کہ وہ مرد خدا جس کا نام اُن سب کارناموں کے سبب سے ہر خاص و عام کی زبان پر چڑھا ہوا ہی ہمارے شہر میں تشریف فرما ہو اور ہمارے مدرسہ تک قدم رنجہ فرمادے اور ہم اس میں اپنا اعزاز و امتیاز سمجھ کر اُس کا شکریہ نہ بجا لویں — نہیں ہرگز نہیں — بلکہ ہم اسے اپنی خوش قسمتی و فخر سمجھ کر بڑے ادب سے یہ دعا کر کر ختم کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ آپ کی عمر کو درازی بخشے اور آپ کے قوائے جسمانی اور دماغی کو جو اپنی قوم و ملک کی بہتری کو اپنا اعلیٰ فرض جان کر اُس کی ترقی و بہبودی میں مصروف رہنا اپنا فخر جانتے ہیں تقویٰ دے — اور جس قدر خیر خواہی اور ہمدردی آپ کے دل میں ہی اُس کو اور بھی زیادہ کرے — اور اس کے اظہار و تکمیل کا پورا پورا سامان آپ کے در دولت پر ہمیشہ مہیا رکھے — آمین ثم آمین *

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پنجاس ہزار

تقریر سید صاحب بجواب ایڈریس مدرسہ

اسلامیہ امتیاز

حضرات مدرسان مدرسہ اسلامیہ —

میں آپ کا دلی شکریہ اس ایڈریس کے پیش کرنے کا خصوصاً اُن الفاظ کا جو اپنے براہ عنایت مہربانی نسبت ظاہر کئے ادا کرتا ہوں اپنے اپنی ایڈریس میں مدرسۃ العلوم کا کچھ ذکر کیا ہی اور مہربانی کوششوں کا کچھ بیان کر کے مجھ کو اُسکا بانی قرار دیا ہی مگر حقیقت میں میں اُسکا مستحق نہیں ہوں کوونکہ وہ نے تنہا کچھ نہیں کیا اور نہ کرسکتا تھا اس تعریف کے مستحق اور بانی ہونے کے لقب پانے کے اور بہت سے لوگ مستحق ہیں جنہوں نے اس میں کوشش کی اور مدد دی ہی جن میں سے دوستوں نے اُس میں مدد کی اور جو بانی ہونے کے لقب کے سزاوار ہیں اُن میں سے دو دوست وہ ہیں (حاجی محمد اسماعیل خان صاحب

مؤسس دتارلی اور راقم ائم اقبال علی کیطرف اشارہ کیا) جو یہاں بیٹھے
 ہیں اور وہی بشمول اور دوستوں کے اس تعریف کے مستحق ہیں اپنے
 ہندوؤں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا جو بیان کیا ہی اُس کے متعلق میں
 اپنا خیال چند مختصر لفظوں میں ادا کرنا چاہتا ہوں میرا خیال یہ ہے
 ہی کہ مذہب اسلام کا سب سے بڑا اصول خدا کو ایک جاننا اور انسانوں
 کو بھائی سمجھنا ہی آپ خیال کیجئے کہ انسان کی زندگی دو حصوں
 میں بسر ہوتی ہی ایک مذہب کے متعلق دوسرا دنیوی امور کے متعلق
 مذہب کی رو سے نہ میں کسی ہمدرد کی چتا پر جلوںگا نہ کوئی ہمدرد
 مہر کی قبر میں دفن ہوگا مگر جو مخلوق کہ ایسی پیدا ہوئی ہی جیسی کہ
 ہم - جیسی صورت خدا نے ہماری بنائی ہی ویسی ہی اُنکی بھی بنائی
 ہی - جس طرح کہ ہم اُنکے ناک کان رکھتے ہیں اسی طرح وہ بھی اُنکے
 ناک کان رکھتے ہیں - پس جو مخلوق اس صورت کی ہو اُن کے آپس
 میں بھائی ہونے میں کچھ شک نہیں اور یہی سبب ہی کہ ایک کا
 دوسرے سے دنیوی امور میں بہت کچھ تعلق ہی پس اُن سب کے ساتھ
 اُس طرح سے ملنا لازم ہی جس طرح اپنے بھائی سے اور اُنکو بھی ایسا پھار کرنا
 انسانیت کا مقتضی ہی جیسا اپنے بیٹے کو (چورز) *

خواجہ یوسف شاہ صاحب نے تحریک کی کہ سید صاحب کی
 تشریف آوری کی تقریب میں مدرسہ میں دن کی تعطیل کیجئے
 حاجی غلام حسن صاحب نے تائید کی اور تعطیل منظور ہوئی *
 اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور جس طرح پر لوگوں نے سید صاحب
 کا استقبال کیا تھا اسی طرح پر مشایعت کی *

اس جلسہ کے ختم ہونے کے بعد خواجہ یوسف شاہ صاحب اور حاجی
 غلام حسن صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب سید صاحب اور اُن کے
 ساتھی دوستوں کو امرتسر کے سرکاری باغ کی سیر دکھانے کو لے گئے - باغ
 نہایت ہی خوبی اور عمدگی سے آراستہ ہی اور نہایت پر فضا اور دلکشا
 ہی - سکھوں کے زمانہ حکومت کے اکثر مکانات جو اُن کی حکومت کو
 یاد دلاتے ہیں وہاں موجود ہیں اور تصرفات جدیدہ سے ایسے ہی زیادہ
 پر مفید ہو گئے ہیں جیسے کہ حکومت کی تبدیلی پنجاب کو ملید ہوئی

ہی - وہاں ایک - دوحاشہ مکان بنا ہوا ہی اُسکے ایک طرف اوپر کے درجہ میں کتب خانہ ہی باقی درجے آرام و آسائش کے لئے مہیا ہیں *

ایک امر جو قابل غور اور لائق عبرت ہی اور جس سے ایک جھلک اسبات کی دکھائی دیتی ہی کہ قومی ترقی کس طرح ہوتی ہی اس مکان میں مشاہدہ ہوتی تھی یعنی اُس کے نیچے کی منزل کا بڑا ہال ایک یورپین گرانڈ افسر کی تجویز سے بطور تھیٹر کے آراستہ کیا گیا ہی - جب کسی کار خیر یا قومی رفاہ عام کے کام کی ضرورت ہوتی ہی تو لائق انگریز اور عالی خاندان قابل لیدیاں اس میں تماشا کرتی ہیں اور گاتی ہیں اور تماشا دیکھنے والوں کو جن میں یقین ہی کہ بجز گورے منہ والوں کے کالے منہ والا کوئی نہیں ہوتا دام دیکر ٹکٹ خریدنا ہوتا ہی اور اس طرح جس قدر روپیہ جمع ہوتا ہی اُس کام میں صرف کیا جاتا ہی *

سید صاحب ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ہم نے مدرسۃ العلوم کے لئے روپیہ جمع کرنے کی ہر طرح پر کوشش کی امیروں سے التجا کی والیان ملک سے درخواست کی قوم سے بھیک مانگی غیرت کو طاق پر رکھا اور غر قوموں کے سامنے گداگری کے لئے ہاتھ پھیلا لائے کاجوا کھیلا مگر پوری کامیابی نہیں ہوئی قوم کی اور ملک کی حالت یہ ہی کہ کھل تماشے ناچ رنگ مسخرا پن سے روپیہ وہ دیتے ہیں پس اگر کالج کمیٹی کے ممبر بھی ملکر ایک تھیٹر بنائیں اور خود مقدس مقدس ممبر اُس میں گانے والے اور تماشا کرنے والے ہوں تو صرف تین چار شہروں میں تماشا کرنے سے کافی روپیہ ہاتھ آجائے - انہوں نے فرمایا کہ خیال کرو کہ جب ہماری یہ قومی تھیٹر کی پارٹی کسی شہر میں پہنچے اور اشتہار دیا جائے کہ مولوی سمیع اللہ خاں بہادر سب جج علیحدہ اس طرح کا سوانک بھرینگے اور مولوی سید فرید الدین احمد خاں بہادر سب جج کانپور یوں یوں روپ بدلیں گے - مولوی سید زین العابدین خاں بہادر سب جج آگرہ اس طرح ٹھٹھول کرینگے - مولوی سید مہدی علی خاں منیر نواز جنگ بہادر ریونیو سکریٹری گورنمنٹ نظام حیدر آباد یہ غزل گارینگے - مولوی مشتاق حسین صاحب ممبر صدر بورڈ ریونیو حیدر آباد کے ہاتھ میں ڈبہ ہوگا اور محتسب کا سوانک دکھارینگے اور لوگ تکرار کرینگے کہ "محتسب را درون خانہ چکار" منشی محمد ذکا اللہ صاحب پروفیسر مہر سمنڈل کالج الہ آباد "چہ غم" کا

تماشا دکھائینگے — مولوی سید اقبال علی اسطرح سے ہنس مکھ جوان
 رعنا کا سرانگ بھرینگے — مولوی سید مہدی حسن صاحب یاد فراموش
 کی نقل کرینگے اور سید میر تراب علی صاحب دہشتی کلکٹر بہادر ایتھ پھواز
 بڑھول کے روٹھ بیٹھنے کا تماشا کرینگے — مولوی خواجہ محمد یوسف
 صاحب وکیل علیگڑہ کفایت شعاری کے ساتھ سوداگروں کی دوکانوں اور
 فیلاموں کے مجمع میں اسباب خریدنے کی نقل کرینگے — نواب ضیاء الدین
 احمد خاں بہادر پرستان کے بادشاہ بنکر آویں گے — وزیر الدولہ مدبرالملک
 خلیفہ سید محمد حسن خاں بہادر پرنس بسمارک کی نقل اوتارینگے —
 مولوی الطاف حسین صاحب حالی اپنا مسدس گویں گے اور فلاں صاحب
 یہہ نقل کرینگے اور فلاں صاحب وہ نقل کرینگے اُن صاحب کے گلے میں
 ڈھولک ہوگی اور وہ صاحب سارنگی بجاویں گے اُن کے ہاتھ میں مجھڑے
 ہونگے اور اُن کے پاس دوتارا اور آنریبل سید احمد خاں بہادر سی اس
 آئی بمصداق اس شعر کسی شاعر تجربہ کار کے کہ —

رو مستخرجی پیشہ کن د مطربی آموز

تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی

ہر ایک مجلس کے مستخرے ہونگے — تو کس قدر لوگ تماشا دیکھنے
 کو آویں گے اور کس قدر روپیہ ہاتھ آجائیگا — اگر ہم لوگ ایسا کریں اور اسطرح
 پر اپنی قوم کی بھلائی کے لیئے روپیہ جمع کریں تو دنیا میں کوئی قومی
 عزت ایسی نہیں ہے جو اس پارٹی کو نصیب نہو اور عقبی میں کوئی
 اعلیٰ سے اعلیٰ رتبہ ثواب کا ایسا بانی نہو جو یہہ پارٹی حاصل نہ کرے *
 اگرچہ میں نے اس تحریر میں بہت گستاخی کی ہے مگر مجھکو
 معاف کیا جاویگا کیونکہ — سید صاحب ہی کے یہہ الفاظ ہیں جو میں
 نے لکھے ہیں *

اس مقام پر امرتسر کی ایک خاص بات کا بیان کرنا بے موقع نہوگا —
 امرتسر میں مسلمانوں نے بھی مثل پارسیوں کے تھٹر بنایا ہے — سنا ہے
 کہ وہاں عمدہ نقلیں ہوتی ہیں اور گانا بھی اچھا ہوتا ہے — تھٹر بنانا
 اور مردوں کو عورتوں کے کپڑے پہناکر عورت بنانا جیسے کہ پارسی تھٹر والے
 کرتے ہیں نہایت حماقت کی بات ہے — مثل مشہور ہے کہ ”جب
 ناچنے نکلے تو گھونگٹ کاھیکا“ یا تو کوئی ایسی نقل نہو جس میں عورتوں

کی نقل بنانے کی ضرورت ہو ورنہ تھپتھر میں عورتوں کی جگہ عورتوں ہی کا ہونا چاہیئے۔ میں نے سنا ہی کہ امپرسر کے تھپتھر میں درحقیقت عورتوں کو بھی شامل کیا ہی *

لوگوں نے بیان کیا کہ اُس تھپتھر میں مسلمانوں کے قومی تنزل کی بھی نقل ہوتی ہی اور مسدس حالی کے بند گائے جاتے ہیں۔ اُس نقل میں ایک مقام نہایت موثر آتا ہی اور لوگوں کے دل پر بہت اثر کرتا ہی۔ ایک پردہ کھولا جاتا ہی جس میں سمندر لہریں مارتا ہوا اور ایک جہاز جس میں لوگ سوار ہیں طوفان میں آیا ہوا اور توبہ دوا دکھائی دیتا ہی۔ اُس وقت مسدس حالی کا یہہ بند گایا جاتا ہی *

جہاز ایک گرد اب میں پھنس رہا ہی

پڑا جس سے جو کہوں میں چھوٹا بڑا ہی

نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہی

کوئی اُن میں سوتا کڑی جاگتا ہی

جو سوتے ہیں وہ مست خراب گراں ہیں

جو بیدار ہیں اُن پہ خندہ زناں ہیں

کوئی اُن سے پوچھو کہ اے ہوش والو

کس اُمید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو

ہر وقت بیڑے پر آنے کو ہی جو

نچھوڑیگا سرتوں کو اور جاگتوں کو

بچو گے کہ تم اور نہ ساتھی تمہارے

اگر نال تو بی تو توبہ دیکے سارے

گائے والا یا گائے والی ان بندوں کے گائے میں موقع بہ موقع اُس جہاز

کی طرف جو توبہ کو ہو رہا ہی اشارہ کرتی جاتی ہی۔ اس کا ایسا

سما بندہ جاتا ہی کہ لوگوں کی آنکھوں میں سے آنسو نکل پڑتے ہیں *

مجھ کو اس تھپتھر کے دیکھنے کا نہایت شوق تھا مگر سید صاحب نے

ایسی باتیں کہیں جن سے میرا دل تھنڈا ہو گیا۔ سید صاحب نے کہا کہ

ہر ملک میں کچھہ تفریح کا بھی سامان ہونا چاہیئے جس سے وہ لوگ جو

اپنے دماغ کی توت مفہد اور عمدہ کاموں میں صرف کرتے ہیں کسی وقت

تفریح بھی حاصل کریں۔ تھپتھر میں ایک لازمی امر یہہ ہی کہ

نصیحت آمیز باتوں اور بد اخلاقی کے عیوب دکھانے کے ساتھ ایسی باتوں بھی ہوتی تھیں جو بد اخلاقی یا بدنفسی کی باتوں کو بھی یاد دلاتی تھیں یا سکھاتی تھیں پس تھیٹر ایسے ملک میں ہونا چاہیئے کہ جہاں تعلیم نے اور سوسائٹی نے لوگوں کے دل پر ایسا اثر کر دیا ہو کہ اُن کے دل پہلی قسم کی باتوں سے موثر اور دوسری قسم کی باتوں سے ڈھول کرنے کے قابل ہوں - ہندوستان کی حالت ایسی نہیں ہے - یہاں مفید کام تو کوئی نہیں کرتا پھر اگر تفریح ہی تفریح ہو تو کیا ہوگا - علاوہ اس کے دل میں نہایت مختلف اثر پیدا ہوتا ہے بجائے اس کے کہ پہلی قسم کی باتوں سے وہ موثر اور دوسری قسم کی باتوں سے ڈھول کریں وہ دوسری قسم کی باتوں سے موثر ہوتے ہیں اور پہلی قسم کی باتوں سے ڈھول کرتے ہیں - سید صاحب نے فرمایا کہ جب میں قاہرہ دارالسلطنت مصر میں تھا تو ایک دن وہاں کے عجائب خانہ کو جس میں قدیم مصریوں کی نہایت قدیم چھڑیاں اور مسمیاں موجود تھیں دیکھنے گیا تھا اتفاقاً وہاں مصر کے ایک پاشا بھی جن کا نام مصطفیٰ تھا یا اور کچھ تشریف لائے - اسماعیل پاشا خدیو سابق مصر نے جو تھیٹر قائم کیا تھا اور اُس کے لئے نہایت عمدہ عمارت بنائی تھی اُس کا ذکر ہوا سید صاحب نے نہایت مختصر لفظوں میں کہا کہ پہلے ملک کی حالت درست کرلو تب تھیٹر بناؤ *

اسی رات تین ہال میں بزرگان امرتسر کی جانب سے ایک ادریس سید صاحب کو دیا گیا یہ ادریس نہایت عمدہ و خوشخط لکھا ہوا تھا اور بہت خوبی سے اُسپر طلائی کام بنایا گیا تھا دوسو پچاس عمائد امرتسر جنکے سرگروہ جناب خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب تھے اس ادریس کے پیش کرنا تین ہال میں جمع ہوئے تھے - حاجی غلام حسن صاحب رئیس امرتسر نے نہایت دلی جوش سے اور بہت خوبی سے اُسکو پڑھا جو لفظ اُنکے منہ سے نکلتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ دل سے نکلتا ہے اور لوگوں کے دلوں پر اثر کرتا ہے وہ ادریس پڑھ جانے کے بعد خریطہ زنگار میں رکھ کر سید صاحب کی نذر کی گئی سید صاحب نے دونوں ہاتھوں سے لیکر اُسکو سر پر رکھا اور ایک مختصر مگر پر مطلب اُسکا جواب دیا چنانچہ وہ ادریس اور سید صاحب کا جواب دونوں دلیل میں مندرج ہیں *

ایڈریس انجمن اسلامیہ امرتسر

بہ مقام تون ہال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بہ عالی خدمت جناب آنریبل سید احمد خاں صاحب بہادر

سی - ایس - آئی

یہا کہ منتظر مقدم تو یار اند

نہادہ چشم براہ تو دوستدار اند

کنوں کہ گرم شدہ بزم ہم نرائیہا

بہر طرف کہ روی بلبلاں ہزار اند

عالم جناب —

آراکھن انجمن اسلامیہ امرتسر آج کسی ایسے شخص کے سامنے
ایڈریس دینے کو حاضر نہیں ہوئے — جو بےاعت گورنمنٹ کے اشفاق کے
کسی اعلیٰ عہدہ پر مامور ہو — یا صرف بلحاظ اپنی خاندانی عظمت
کے زمانہ کی آنکھوں میں ممتاز ہو — بلکہ انجمن اپنا ایڈریس اُس
شخص کے سامنے پیش کرنیکو ہی — کہ جس نے علاوہ اعزاز سرکاری اور
شرف خاندانی و لیاقت ذاتی کے اپنے اعلیٰ درجہ کی ہمدردی اور
جانفشانی سے فنا فی القوم کا رتبہ حاصل کیا — آپ کے کارنامے اپنی عالمگیر
شہرت کے سبب محتاج بیان نہیں — وہ قیام عالم تک سنہری حروف
میں تاریخ کے صفحات پر روشنی رھینگے مسلمانوں کو اس موجودہ تباہ
حالت میں آپ جیسے بےدار مغز سر پرست کی بہت ضرورت تھی
جسکو مسبب السباب نے انکی خوش قسمتی سے پیدا کیا — قوم کی
مصلحت اندیشی و خیر طلبی جو آپ کے وجود باجود میں پائی جاتی
ہی کوئی نئی بات نہیں — بلکہ یہ اُس اعلیٰ خاندان کا جسکے آپ
ذریعہ سے ہیں جبلی خاصہ اور آپکا جدی ورثہ ہی آپنے جو اس مسلمانوں
کی ستھم حالت میں انکی درستی اور اصلاح پر کمر باندھی یہ آپکی

شان کے بہت ہی مناسب اور موزوں ہی — یہہ روز افزوں ترقی اور آپکے مساعی جملہ کا اس جلدی سے بارور ہونا جو نظر آ رہا ہی محتض آپکی حسن نیت اور خالصہ لئہ کوششوں کا نتیجہ ہی — ورنہ کسکا حوصلہ تھا کہ ایسہ اہم کام کے انجام دہی کا کفیل ہوسکے اور پھر اُسکو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے کر دکھائے جہسا کہ آپ سے ظہور مہوں آیا — غرض کہ ہر طرح اس قوم کی فائدہ سالاری آپ ہی کے لہئے زیبا ہی —

ایں کار از تو آید و مرداں چنوں کفند

مدرسۃ العلوم مسلمانان جسکے بانی مہابی آپ ہیں اُن لائقہا جان کا ہوں اور عرق ریزیوں کا ثمرہ ہی جسکو آپے اپنی درمائدہ قوم کی بہبودی کی غرض سے رفیق حجبہ و جلسہ انجمن بنا رکھا تھا — یہہ ممکن نہ تھا کہ اسکو یہہ شادابی اور سرسبزی نصیب ہوتی جو آج اسکو حاصل ہی — اگر آپ کے اعلیٰ دماغ کو جسے دست قدرت نے اسی اور ایسے ہی کاموں کے واسطے موضوع کیا تھا اس میں دخل نہ ہوتا — اس کالج کی بنیادوں کے استھکام کے ساتھ جو خیر جاری ہی آپ کی یادگار دائمی قائم رہیگی اور صلہ گرانمایہ اسکا کہ جزائے خیر ہی حق تعالیٰ آپکو بخشیدگا — آپ کی ایجاد پسند طبع نے اسی خیر جاری پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مہمدن سول سروس فنڈ کی فراہمی کا نیا قاعدہ آپکی عمدہ تجاویز کا ایک ادنیٰ نمونہ ہی — جس میں اگر حسب مراد کامیابی ہوگئی تو اہل اسلام بہت کچھہ اُمیدیں اپنی فلاح کی رکھ سکتے ہوں — انجمن اسلامیہ امرتسر نے بھی اس فنڈ کی تائید میں کوشش کی ہی اور کسقدر کامیابی بھی ہوگئی ہی — اُمید ہی کہ عنقریب اطلاع مفصل اسکی آپکی خدمت میں کی جائیگی — آپ کی اسقدر کوشش اور عرق ریزیوں کا اتنا فائدہ تو ضرور ہوا ہی کہ قوم نے خواب غفلت سے کووت لی ہی — جابجا تعلیم مغربی کی اشاعت پیش نظر ہی — چنانچہ اس جگہہ بھی ایک مدرسہ موسومہ بہ مدرسۃ المسلمون یہاں کے مسلمانوں نے قائم کیا ہی — جسکی وسعت بتحالت خاطر خواہ ہوئے کے مسلمانوں کے حق میں فائدہ سے خالی نہوگی — حق تو یوں ہی کہ ہندوستان مہوں مسلمانوں کی تعلیم کے لہئے جو کچھہ ہوچکا ہی یا ہو رہا ہی یا جسکی آئندہ ہونے کی اُمید ہی یہہ صرف آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہی —

مختصر یہ ہے کہ شاعرانہ مبالغے بھی آپ کے محامد کثیرہ کو بتفصیل
 بیان کرنے سے قاصر ہیں - اب ہم اراکین انجمن اس ادریس کو اس
 دعا پر ختم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے -
 از طرف انجمن اسلامیہ امرتسر بالتاریخ ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱
 مطابق ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء *

آنریری سکریٹری انجمن اسلامیہ
 شیخ غلام حسن

پریسڈنٹ انجمن اسلامیہ
 حاجی خان محمد شاہ خاں بہادر

سید صاحب کا جواب ادریس

صدر انجمن و ممبران مجلس اسلامیہ و دیگر برادران و دوستان -
 آج یہ دوسری عزت ہی جو امرتسر میں میری عزیز اور پیاری قوم
 نے مجھکو دی ہے گو میں اُس عزت کا مستحق نہیں ہوں مگر جو ہمدردی
 اور مسافر نوازی میرے موطن اور میری قوم کے بزرگوں نے امرتسر میں
 مجھے ناچیز کے ساتھ کی اُس سے مجھے اُمید ہے کہ ہماری قوم میں اب
 یہ بات پیدا ہو چلی ہے کہ وہ جس شخص کو اپنے خیال میں ملک
 کی بھلائی یا قوم کی خیر خواہی کرنے والا سمجھتے ہیں اُس کی قدر
 کرتے ہیں میں قبول کرتا ہوں کہ یہ ادریس جو مجھے دی گئی ہے
 اُسکا مستحق نہیں ہوں مگر اس جوش سے جو اس وقت ظاہر کیا گیا
 ہے میں خدا سے اُمید رکھتا ہوں کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ پیدا
 کریں جو اس عزت کے مستحق ہونگے (چیزز) میں سب سے زیادہ اپنے
 حالات جانتا ہوں میں ایک گنہگار شخص ہوں میرے اعمال اچھے نہیں
 ہوں مگر میرا دل خدا کی رحمت اور اُسکی بخشش سے مایوس نہیں
 ہے ایسے گنہگار کو مجلس اسلامیہ سے جسکا نام ہمیشہ مقدس ہے اور
 ہمیشہ مقدس رہیگا ادریس کا دیا جانا اُس کی بڑی اُمیدوں کا باعث
 ہے مجھکو اُمید پڑتی ہے کہ جس طرح بندوں نے میرے گناہوں سے چشم
 پوشی کر کے مجھکو عزت دی ہے خدا بھی میرے ساتھ اُسی طرح پیش
 آئیگا اور میرے گناہوں کو معاف کریگا آپ نے اس ادریس میں کچھ
 قومی ہمدردی کا ذکر کیا ہے اسکا دعویٰ کرنا یا اسکا مستحق ہونا

بہت مشکل اور اہم امر ہی میں اپنے تئوں نہ اُس کے لایق سمجھنا
ہوں نہ اسکا مستحق نہ اپنے میں ایسا مقدور دیکھتا ہوں کہ میں ایسا
کام کروں جس سے میں اُسکا مستحق ہوں لیکن بیشک میرے دلمیں
ایک جوش اور ایک آرزو ہی کہ میری قوم جو ذلت میں پڑتی جاتی ہی
دولت سے محروم ہو تی جاتی ہی شان و شوکت کو جو باپ دادا کی
کمائی تھی غارت کرتی جاتی ہی اُس کو پھر حاصل کرے جہاں تک
میں سے ہو سکتا ہی میں اُس میں کوشش کرتا ہوں - مدرستہ العلوم
بے شک ایک ذریعہ ترقی قومی کا ہی یہاں پر قوم سے میری مراد صرف
مسلمانوں ہی سے نہیں ہی بلکہ ہندو اور مسلمان دونوں سے ہی - مدرستہ العلوم
بلاشبہ مسلمانوں کی ابتر حالت کے درست کرنے کے لیئے اور جو افسوسناک
محرومی اُنکو یورپین سینر اور لٹریچر کے حاصل کرنے میں تھی اُس کے
رفع کرنے کو قائم کیا گیا مگر اُس میں ہندو مسلمان دونوں پڑتے ہوں
اور تربیت جو ہندوستان میں مقصود ہی دونوں کو دی جاتی ہی ہملوگ
آپس میں کسی کو ہندو کسی کو مسلمان کہیں مگر غیر ملک میں
ہم سب نیٹو یعنی ہندوستانی کہلائے جاتے ہوں غیر ملک والے خدا
بخش اور گنگا رام دونوں کو ہندوستانی کہتے ہوں غیر ملکوں میں جب
ہم لوگ جاتے ہیں تو ہندو اور مسلمان کے نام سے نہیں پکارے جاتے ہوں
بلکہ نیک دل لوگوں سے نیٹو یعنی ہندوستانی کا اور تنگ دل لوگوں سے
نیگرو یعنی کالے مذہب یا وحشی ہندوستانی کا لقب دونوں کو برابر ملتا
ہی اور یہی سبب ہی کہ ہندوؤں کی ذلت سے مسلمانوں کی اور مسلمانوں
کی ذلت سے ہندوؤں کی ذلت ہی پھر ایسی حالت میں جیتک
یہہ دونوں بھائی ایک ساتھ پرورش نیاویں ساتھ ساتھ یہہ دونوں دودہ
نہ پیمیں ایک ہی ساتھ تعلیم نیاویں ایک ہی طرح کے و سایل ترقی
دونوں کے لیئے موجود نہ کیئے جاویں ہماری عزت نہیں ہو سکتی مدرستہ العلوم
کے قائم کرنے میں میرا یہی مطلب تھا مگر میرا کیا مقدور تھا کہ میں
اُس کو انجام دے سکتا میں اُن لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اُس
میں مدد کی اس مدد میں، میں مسلمانوں کا استدر مشکور نہیں ہوں
جسقدر ہندوؤں کا ہوں جنہوں نے بطور خیرات کے اپنے بھائیوں کی مدد
کی مدرستہ کی عمارت کی دیواروں اور محتراہوں پر بہت سے ہندوؤں کے

نام کندہ ہیں جس سے ہمیشہ کو یہ یادگار قائم رہیگی کہ ہندوؤں نے اپنے درمندانہ مسلمان بھائیوں کی کس فداہی سے مدد کی تھی *

سرکاری نوکری کی بھی نسبت سمجھو کہ یہ کہنا چاہیئے کہ کوئی وقار اور کوئی عزت کسی قوم کو اسوقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک وہ حکمران قوم کے ساتھ درجہ حاصل نہ کرے اور اپنے ملک کی حکومت میں حصہ نہ دوسری قومیں مسلمانوں یا ہندوؤں کو مستحری یا ادنیٰ عہدوں پر دیکھ کر عزت نہیں کرتیں اور نہ کرسکتی ہیں بلکہ جو گورنمنٹ اپنی رعایا کو اس قسم کے اعزاز سے محروم رکھے وہ بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھی جاسکتی عزت تبھی حاصل ہوگی جب ہمارے ملکی بھائی حکمران قوم کے ساتھ برابر کے عہدے رکھتے ہوں گورنمنٹ نے صداقت اور نیک نیتی نیک دلی اور انصاف سے اپنے ہر ملک کی رعایا کو اُن عہدوں کے پانے کے لیئے برابر کا حق دیا ہی البتہ ہندوستانوں کے لیئے بہت سی مشکلات اور بے انتہا موانع ہیں مگر ہم کو استقلال کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے کسی تکلیف کے کسی مشکل کے کسی مصیبت کے خوف سے پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے ہمارے ہندوستان کے بھائی بنگالیوں نے جو اس زمانہ میں ہندوستان کی تمام قوموں کے فخر اور سرتاج ہیں کوشش کر کے ایک درجن بنگالی سوبیلوں بنا لیئے ہیں مگر اُن کے بھائیوں کو کسی ملک کے ہوں خواہ پنجاب کے یا ہندوستان کے مسلمان ہوں یا ہندو اُنکو شرم نہیں آتی کہ وہ پیچھے رہے جاتے ہیں اور اپنی قوم کی آنکھوں میں غبر قوم کی آنکھوں میں ذلیل ہوتے ہیں بنگالیوں کے بعد میں اور ہندو بھائیوں کی بھی قدر کرتا ہوں کہ اُنہوں نے بہت کچھ کیا ہی گو میں اس کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اُنہوں نے ابھی کام پورا نہیں کیا ابھی اُن کو بہت کچھ کرنا چاہیئے ہم مسلمانوں کو سب سے زیادہ غیرت کرنی چاہیئے کہ وہ سب سے پیچھے ہیں اگر اُن کو یہ خیال ہی کہ اُن کے بزرگ بڑے معزز اور ممتاز تھے تو اُن کو اور بھی زیادہ غیرت کرنی لازم ہی مسلمانوں کا فرض ہی کہ کوشش کر کے اپنے ملک میں ایسے عہدے حاصل کریں جن کے حاصل کرنے کا حق گورنمنٹ نے اُن کو بخشا ہی گو میں نے یہ جملہ خاص مسلمانوں کی نسبت کہا لیکن اگر میں لال بہاری گنگارام خدا بخش میں سے کسی کو مجسٹریٹ یا کمشنر یا اسی طرح کے کسی

عہدہ کی کرسی پر بیٹھا دیکھوں تو مجھکو برابر خوشی ہوگئی کیونکہ اُسی وقت ہمارے ملک کے لوگوں کی دوسری قوم کی نظروں میں کسیقدر عزت ہوگئی اسیلئے میں کہتا ہوں کہ تعلیم کے ساتھ کچھ اس طرف بھی رغبت ہو کہ ہمارے ملک کے لوگ مقابلہ کا امتحان دیکر سول سروس میں داخل ہوں *

اپنے براہ مہربانی میرے اُس ذریت میں سے ہونے کا جو مقدس اور پاک ہی اس اقدیس میں ذکر کیا ہی میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میں اُس پاک شخص کی ذریت میں ہوں جس کے لب مبارک جو آخری وقت پر ہلتے تھے تو اُمتی اُمتی کہتے تھے میں اُس ذریت میں ہونے کا نہ اسوقت بلکہ جب تک میں اس دنیا میں ہوں فخر کرونگا اور مرنے کے بعد بھی مجھکو اس کا فخر ہوگا مگر میں تھیک اُس ذریت میں ہونے کا اور اپنے فخر عالم دادا کے پوتے ہونے کا حق اُسوقت ادا کرونگا جب میں بھی مرتے وقت ایسی حالت میں کہ سانس کو سینہ میں گنجائش نہ رہی ہو اور ہونٹ بھی نہایت آہستہ اور خفیف حرکت کرتے ہوں قومی قومی کہتا ہوا مروں - میں دعا کرتا ہوں کہ خدا ایسا ہی کرے آمین (بہت زور سے چہرے) *

باوجودیکہ بزرگان امرتسر نے سید صاحب کی مہمانی کا خرب انتظام کیا تھا اور نہایت عمدہ اور لطیف کھانے ہر وقت کھلاتے تھے اور شہخ غلام حسن صاحب - خواجہ یوسف شاہ صاحب - حاجی غلام حسن صاحب نہایت اخلاق و محبت سے ہر وقت بذات خود سید صاحب کی مہمانداری میں مصروف رہتے تھے مگر سید صاحب " نقدہ حرمتہ " ہی کے مشتاق تھے بزرگان امرتسر نے اُسکو بھی پورا کیا اور ایدریس کے بعد چمکتے ہوئے سفید سفید مبلغ ایک ہزار پچاس روپہ بہ تقریب دعوت اُسوقت پیش کیئے اور ساڑھے چار سو روپہ کے اور عطا فرمانے کا وعدہ کیا جو وفا بھی ہوا - سید صاحب اُس پیشکش کو جسے وہ ایض نورانی کہا کرتے ہیں لیکر نہایت خوش ہوئے اور شکر یہ ادا کیا اور یہ تجویز کی کہ اس روپہ سے مدرسۃ العلوم علیحدہ میں ایک پختہ دورقنگ ہوس بنایا جاوے جسپر مندرجہ ذیل کتبہ لکے *

از زر عطیہ

ممبران انجمن اسلامی و دیگر احباب امرتسر صوبہ پنجاب
کہ بتاریخ بست و ششم جنوری سنہ ۱۸۸۴ء بمقام امرتسر بتقریب دعوت
سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی عطا فرمودند —

تعمید یافت

ستائیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۴ء تاریخ روانگی گورداسپور قرار پاچکی
تھی اور وہاں سے پھر امرتسر میں واپس آنے پر ایک لکچر دینا ٹہرا تھا
چنانچہ سید صاحب اسی تاریخ امرتسر سے گورداسپور روانہ ہوئے اکثر
احباب اسٹیشن پر رخصت کرنے کو تشریف لائے حاجی غلام حسنی صاحب
خواجہ یوسف شاہ صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب نے سید صاحب
کو نہیں چھوڑا وہ بھی ہم سب کے ساتھ گورداسپور کو راہی ہوئے اب ہم
گورداسپور کو جاتے ہیں اور وہاں سے واپس آنے کے بعد پھر امرتسر کے
حالات لکھینگے *

حالات مقام گورداسپور

ہم سب امرتسر ہی میں تھے کہ سردار شیر سنگھ صاحب منصف گورداسپور نجم الہند سردار محمد حیات خاں بہادر کا خط لیکر گورداسپور سے امرتسر میں تشریف لائے اور تاریخ وقت بھونچنے گورداسپور کا دریافت فرما کر گورداسپور چلے گئے ہم سب لوگ بھی سٹائیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۲ء کو روانہ گورداسپور ہوئے - جب سید صاحب بتالہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو رائے رام داس صاحب تحصیلدار اور منشی ٹیک چند صاحب نایب تحصیلدار اور شیخ ناصر الدین صاحب اور شیخ محمد بخش صاحب اور شیخ برکت علی صاحب رئیسان بتالہ سید صاحب کی ملاقات کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے رئیسان ممدوح نے مبلغ پندرہ روپیہ بطریق دعوت سید صاحب کو عزایت کیئے سید صاحب نے اُس کو شکون بخششی سمجھا اور نہایت احسانمندی سے اُن کو لیا اور مختصر مگر دلچسپ لفظوں میں اُن کا شکریہ کیا *

الفاظ شکریہ جو سیدی صاحب نے کہے

حضرات -

شاید ریل کی روانگی میں بہت تھوڑا عرصہ باقی ہی اس سبب سے میں کچھ زیادہ شکریہ اُن کی عزایت کا ادا نہیں کر سکتا لیکن آپ صاحبوں کا نہایت ممنون ہوں کہ اپنے مہربانی کر کے میرے واسطے تکلیف فرمائی اور ایک قومی کام کی غرض سے چندہ بھی عطا کیا آپ صاحبوں کو خیال کرنا چاہیئے کہ ہماری قوم کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے اور ہر قسم کی ترقی میں وہ سب سے پیچھے ہی آپ صاحبوں کو کوشش کر کے اس کو آگے بڑھانا چاہیئے آپ صاحب بہت سے مشہور کام کرتے ہیں مسجدیں بنواتے ہیں اور اور بھی نیک کام کرتے ہیں لیکن وہ سب اس لئے کیئے جاتے ہیں کہ اُن کاموں کی وجہ سے آپ کو بہشت میں جگہ ملیگی وہ سب کام آپ کے دین کے ہیں جبکہ آپ دنیا میں بھی ہیں اور اُس سے آپ کو کسی طرح چھٹکارہ نہیں تو اس کے فائدہ کے واسطے بھی آپ کو کچھ کرنا چاہیئے دنیا میں عزت ایک بڑی چیز ہے مگر وہ ہر شخص کو فردا فردا کسی طرح سے نہیں مل سکتی جب تک کہ اُس قوم کو جس

میں کا وہ شخص ہی عزت حاصل نہو اگر ایسی قوم میں سے جو ذلیل ہی کسی خاص شخص کو عزت حاصل ہو تو اُس سے قوم کو تو کیا عزت ہوگی وہ خود اس وجہ سے کہ وہ اُسی ذلیل قوم میں کا شخص ہی ہمیشہ ذلیل ہی رہیگا پس جو لوگ اپنی عزت چاہتے ہیں اُن کا یہی فرض ہی کہ قوم کی عزت بڑھانے میں کوشش کریں جب قوم ذلت سے نکل جاوے گی اور پھر اُس میں سے کوئی شخص کسی قسم کی عزت حاصل کریگا تو اُس کی اصلی عزت ہوگی اور وہ بھی کل قوم کی عزت کا باعث ہوگا اُمید ہی کہ مجھے مسافر کی اس صدا کا آپ ہمیشہ خیال رکھیں گے *

بتالہ کے رئیسوں کی بہت خواہش تھی کہ سید صاحب وہاں چلےں مگر فرصت اور وقت نہ تھا *

گورداسپور کے سول اسٹیشن پر منشی گورچنداس صاحب پلہتر چھف کورٹ پنجاب اور شیخ احمد علی صاحب پلہتر سے جو بتقریب استقبالی تشریف لائے تھے ملاقات ہوئی - تھوڑی دیر نگہری تھی کہ گورداسپور کا اسٹیشن جہاں ہم کو اوتارنا تھا آگیا پلہٹ فارم پر کثرت سے لوگ جمع تھے جن میں نجم الہند سردار محمد حیات خاں بہادر مثل کوکب اقبال دور سے نمایاں اور درخشاں تھے *

گازی کے پہونچتے ہی گورداسپور کے اسکول کے تمام طلباء نے جو کثرت سے پلہٹ فارم پر ایک طرف جمع تھے اور ہر تمام لوگوں نے جو وہاں موجود تھے نہایت جوش دلی سے چیخوڑ دیے اور ہرے ہرے کا غل مچایا - سید صاحب نے گازی پر سے اترتے ہی اپنے قدیم دوست مکرم خان بہادر سردار محمد حیات خاں صاحب سی ایس آئی سے ملاقات کی - میں نے کہا خوب قرآن السعدین ہوا نجم الہند سے نجم الہند ملے اگر گھٹا کر کہو تو یوں کہو کہ نجم ہندوستان کا نجم پنجاب سے خوب اقتران ہوا اور اگر سچ سچ کہو تو یوں کہو کہ ہندوستان کا آفتاب پنجاب کے آفتاب سے مل گیا *

نجم الہند نے نجم الہند سے سردار محمد حیات خاں صاحب پوہلڑی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور سردار پرتاب سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور رائے بوتا مل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر - منشی منو لال صاحب تحصیلدار - مولوی محمد شفیع صاحب صدر منصف - سید

عزیز علی صاحب منصف - لالہ بشن داس صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
 بابو من موہن سرکار صاحب ہیڈ ماسٹر - شوخ نبی بخش صاحب پلیڈر -
 شوخ سبھان علی صاحب رئیس - بابو نرنجن لال صاحب اسسٹنٹ
 انجنیر - ڈاکٹر لوری خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن - سردار شہر سنگھ
 صاحب منصف - مولوی محمد علی صاحب منصف - بارا کرم سنگھ
 صاحب سپرنٹنڈنٹ - لالہ نراین داس صاحب دسترکت انجنیر - بابو
 گھوسن صاحب سکریٹری ماسٹر - تھے خاں صاحب رئیس - منشی صاحب
 مرزا صاحب مسلخوواں - پنڈت نگر رام صاحب پلیڈر - بابو شوق
 محمد صاحب مسلخوواں - بارا لچھمن سنگھ صاحب شرف - منشی
 نبی علی صاحب نایب تحصیلدار - مہنت بشمب ناتھ صاحب گدی
 نشین گوردوارہ گورداسپور - منشی فضل داد خاں صاحب انسپکٹر پولس -
 مہاں فیض محمد صاحب - بارا پرتاب سنگھ صاحب ہیڈ کلرک دفتر
 انگریزی - نراین سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر کی اور اور صاحبوں کی جو
 وہاں موجود تھے ملاقات کرائی خوب مصافحے ہوئے نجم الہند نے نعم الہند
 اور ان کے ساتھی احباب کو پھولوں کے گلدستے عنایت کئے *

مہینہ برس چکا تھا پلہٹ فارم پر کسیقدر کیچڑ ہوگئی تھی سب
 صاحبوں نے ایسی حالت میں کہ ابر محیط تھا اور ترشح کے بھی آثار باقی
 تھے اور سردی بھی خوب چمک رہی تھی نہایت گرمی سے اسٹیشن
 پر تشریف لائے جہاں کچھ سایہ بھی نہ تھا تکلیف گوارا کی تھی بزرگان
 گورداسپور نے پلہٹ فارم ہی پر آدریس کا پیش کرنا قرار دیا تھا چنانچہ
 وہ آدریس نہایت مٹلا و مذہب خوشخط و خوشنما خرطہ اطلسموں
 زمین میں پیش کی گئی نجم الہند خان بہادر سردار محمد حیات خاں
 صاحب نے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اُس آدریس کو پڑھا سہد
 صاحب نجم الہند ان کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور جو لوگ نہچر کے
 برخلاف اسرار کے واقع ہوئے کے منکر ہیں وہ در آفتابوں کو گورداسپور کے
 پلہٹ فارم پر چمکتے ہوئے دیکھ کر تعجب کرتے تھے آدریس پڑھے جانے کے
 بعد سہد صاحب کو نذر کی گئی اور سہد صاحب نے لطف آمیز اسکا
 جواب دیا جو ذیل میں ملدراج ہی *

سپاسنامہ از جانب باشندگان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

بہالیدخت مت جناب آنریبل سید احمد خان بہادر

نجم الہندی سی - ایس - آئی - دام اقبالہ

جناب معلی آپکی تقریب رونق افزائی گورداسپور کو باعث فخر و
مباهات سمجھ کر ہم سب لوگ بشوق دل آپکو خیر مقدم کہنے کے واسطے
حاضر ہوئے ہیں *

گو ہم میں سے اکثروں کو آپکی زیارت کرنیکا موقع اس سے پیشتر
حاصل نہیں ہوا الا جناب کا نام نامی جو بسبب فدا فی القوم ہوئے اور
قومی خدمات کے سبب سے نہ صرف خطہ ہند میں بلکہ دور دراز مملکت
میں بھی اظہر من الشمس ہی اُس کے دل افروز پرتو سے یہ گوشہ
پنجاب بے نور نہیں تھا - اور اسیلئے جو محبت اور عقیدت ایک سچی
اور راست باز محب قوم اور خیر خواہ ملک سے قدرتا قوم اور باشندگان
ملک کو ہونی چاہیئے اُسکے نبوت کے لئے آج کے روز کسی خاص اظہار
کی ضرورت نہیں بلکہ قوم کے اُس طریق عمل اور جوش محبت سے جو
آپ اپنے گرد و پیش دیکھ رہے ہیں یہ مقصود حاصل ہی *

آپکے لائق انتہا اور مسلسل رفاہ عام کے کاموں اور خصوصاً مسلمانوں
کے توبتے قومی جہاز کو بھرنا اُمید ہی سے کنارہ مراں کی طرف تین تنہا
دایرانہ (فمن يتوكل على الله فهو حسبه) پڑھ کر دھکھلنے سے جو جو
محنتیں تکالیف مزاحمتیں جناب نے اٹھائیں ہیں اُس سے ہموگ
نواقف نہیں ہیں *

تشریحاً اُن سب امور رفاہ عام کو جو آپکی ذات والا صفات سے ظہور
پذیر ہوئے ہیں ذکر کیا جاوے تو ہمارا یہ ایدرس طول ہوجائیکا اسیلئے
مختصراً عرض ہی کہ آپکی وفادارانہ خدمات سلطنت ایام قازک سنہ
۱۸۵۷ع میں باعث فخر قومی ہیں - آپکا معدلانہ طریق ایام حکومت
جوڈیشل ضرب المثل رہیکا - مدرسۃ العلوم علیحدہ کی بنا اور اُسکا عدم
سے حالت موجودہ تک پہنچانا اور اُسکی آئندہ ترقی میں بدل و جان

ساعی رہنا قوم پر وہ بھاری احسان ہی کہ نہ صرف موجودہ نسلوں کے لئے بلکہ خدا کے فضل و کرم سے آئندہ ابدالابد تک قوم کی خوشحالی سرسبزی دنیاوی اور روحانی نعمتوں کا ذخیرہ لازوال اپنے مہیا کر دیا ہی - جسکا شکریہ فرزندان ہند کی ہر ایک نسل پر دائمی لازم ہے *

شخصی کام ہمیشہ معرض زوال میں رہتے ہیں مگر جس عاقلانہ اور مدبرانہ تدبیر سے اپنے اس قومی گھر کی قوم کی طرف سے بنیاد رکھی ہے - ہم بصدق دل خدا سے التجا اور دعا کرتے ہیں کہ جب تک خاک ہند کی نسلیں دنیا پر قائم ہیں یہہ قومی ملجاء ہمیشہ قائم رہیگی آمین *

طریق تعلیم اور نگرانی اخلاق طلباء اور انتظام مدرسۃ العلوم نہایت قابل اطمینان سنئے جاتے ہیں - جسکے تحسین اور مبارکباد کے مستحق عموماً منتظمین و ارکان مدرسۃ العلوم اور خصوصاً آپ ہیں *

ایک اور امر جسکی طرف آپکا صلح کل خیال ہمیشہ مبذول رہا - قابل نہایت طمانیت و شکرگزاری عامہ ہی اور وہ اتحاد مابین ہر فرقہ بشہ اور خصوصاً ہندو اور مسلمان گروہان عظیم ہند کا ہے - آپکی تقریر سنہ ۸۷۳ ع بمقام لاہور اور سال گذشتہ کا لکچر بمقام پٹنہ ایک موثر ہدایت اور کامل ثبوت آپکی دلپذیر نیکوئی کا ہے جسکو ہم کبھی نہیں بھولہنگے جو نعمتیں اور برکتیں اس اتحاد سے ایک با امن اور عادل سلطنت قاصر ہند میں ہم باشندگان ملک کو حاصل ہوسکتی ہیں انکا اظہار آپکے عالی خیالات سے بخوبی ہوتا ہے اور یہہ اُس پاک خیال کا نتیجہ ہے کہ اپنے خوان نعمت مدرسۃ العلوم علیحدہ بلا تمویز ملت ہر فرقہ اہل ہند کے واسطے عام کیا ہے *

لیجنس لیٹف کونسل ہند کے انریبل ممبر ہونیکے حیثیت سے جو کچھ ملک کو فوائد آپکی رفاہ جو اور منصفانہ وکالت سے پہونچے ہیں انکا ہم لوگ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں آپکی تقاریر باجلاس لیجنس لیٹف کونسل کو ہم نہایت غور اور توجہ سے پڑھتے اور سنتے تھے اور اطمینان کے ساتھ فخر کرتے تھے کہ ہمارا راست باز وکھل نہایت موثرانہ اور موذبانہ ہمارے حقوق ہماری دای خواہشوں اور فوائد کو اُس عالی

کونسل میں پیش کر رہا ہی جسکی نظیر دنیا میں بہت کم ملتی
ہی *

اخیر پر ہم اپنے اس ناچیز سپاسنامہ کو اس سپاس پر ختم کرتے
ہیں کہ خداوند کریم قوم اور ملک کے بھاگوں سے آپکو اُس عرصہ دراز تک
زندہ و تندرست اور خوشحال رکھے اور ہمیشہ آپکا مددگار ہو - آمین *

اس ایڈریس پر علاوہ دستخط خان بہادر سردار محمد حیات خاں
صاحب سی ایس آئی کے پنجاس بزرگوں کے اور دستخط تھے جن میں
سے اکثر کے نام نامی اوپر مذکور ہوئے ہیں *

سید صاحب کا جواب آدریس

بزرگان من -

آج اس پلیٹ فارم پر ایسے مقام میں جو پنجاب کے کونہ پر
واقع ہی اس ہمدردی سے جو میری عزت کی گئی ہی ہمیشہ جب تک
میں زندہ رہونگا اسکو یاد رکھونگا سچ بات تو یہہ ہی کہ جن چیزوں کا
آپنے براہ مہربانی مجھکو مستحق تصور کیا ہی درحقیقت میں اُس کا
مستحق نہیں ہوں (لوگوں نے کہا نہیں نہیں) لیکن جو کچھہ آپنے کیا یہہ
آپ کی برادرانہ شفقت سچی محبت ہمدردی اور جوش حب قومی کا
سبب ہی آپنے جو کچھہ ذکر میری خدمات سنہ ۱۸۵۷ع کا کیا اگرچہ جس
شخص نے میرے سامنے یہہ آدریس پڑھی اُس کی خدمتیں مجھہ سے
بہت زیادہ ہیں اور وہ مجھہ سے بہت زیادہ تعریف کا مستحق ہی -
لیکن میں خوش ہوں کہ کچھہ خدمتیں برٹش گورنمنٹ کی اُس مکروہ
زمانہ میں مجھہ سے بھی ہوئیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان پر
بلکہ ہر رعایا پر جو عادل گورنمنٹ کی رعایا ہو ایسا ہی کرنا فرض
ہی - مدرستہ العلوم جس کا آپنے بہت تعریف کے ساتھ ذکر کیا ہی واقعی
ہماری قوم کے لیئے جس میں ہندو اور مسلمان سب شامل ہیں ایسا
ہی ہوگا جیسا آپنے اُس کو خیال کیا مگر خدا اُس کو پورا کرے اُسکے
بانی ہونے کا خطاب جو آپنے مجھہ دیا ہی اصل میں اسکا استحقاق
انہی لوگوں کو حاصل ہی جنہوں نے روپیہ اور محنت سے اُس میں
مدد کی اور مدد دیتے جاتے ہیں قومی کام میں واقعی اُسوقت تک

مدد نہوں ہوسکتی جب تک کہ لوگوں کے دلوں میں ملک کی بھلائی قومی ہمدردی اپنے ملک کے تمام بچوں کی قربت کا جوش نہ آجائے بیشک میں اس قدر کہوں گا کہ یہ بھلائی جوش میرے دل میں ہی میں ضرور کہوں گا اور یقین دلاؤں گا کہ میرے دل میں یہ جوش شاید زیادہ ہی اسی کے سبب ہے میں نے قوم کی کچھ خدمت کی ہی اُس کے قوم بنانے کی مجھے تمنا ہی تھی اُمید ہی کہ [ہندوستان میں جس میں خدا نے ہم کو اور ہمارے ہندو بھائیوں کو آباد کیا ہی جس سے اُسکا منشاء پایا جاتا ہی کہ ہم دونوں گروہ بھائی ہو کر اور ایک دوسرے کو بھائی سمجھ کر ایک دوسرے کو مدد دیں روز بروز ترقی کریں پنجاب اور پلہت فارم گورداسپور پر یکجائی مجمع ان دونوں گروہوں کا دیکھ کر معلوم ہوتا ہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا ہی اسی چیز کی ہندوستان میں ضرورت ہی میرے یہاں آنے میں دونوں گروہوں نے ایک ساتھ خوشی کی اور ایک ہی ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جس سے میری اُمید کو بہت تقویت ہوتی ہی میری دعا ہی کہ خدا ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی مدد کا خیال پیدا کرے اور ایک کو دوسرے کا حامی کرے آمین اب میں اُس عنایت و محبت کا جو آپ جیسے بزرگوں اور سرداروں نے مجھے جسے ناپزور کے ساتھ اس پلیٹ فارم پر کی ہی دوبارہ شکر یہ ادا کرتا ہوں *

اس کے بعد ہم سب لوگ اپنی اپنی ساریوں میں سوار ہوئے اور جناب خان بہادر سردار محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی کی کوتھی میں پہنچے — کوتھی نہایت خوبی و خوش سلیقگی سے آراستہ تھی کوتھی کے قریب متعدد خیمے جن میں قالینوں کا فرش تھا مہمانوں کے لیئے کھڑے ہوئے تھے — کوتھی میں متعدد آتش خانے اور خیموں میں آتش دان مہیا تھے — بارش کے سبب سردی زیادہ ہو گئی تھی اسوقت آتش خانے گلزار بہشت کا مزا دیتے تھے *

اسی تاریخ چار بجے سود صاحب گورداسپور کے ضلع اسکول کو دیکھنے تشریف لے گئے جہاں ایک مختصر لکچر دینا قرار پایا تھا — اسکول نہایت خوبی و خوشنمائی سے آراستہ تھا مختلف رنگوں کی

جھنڈیاں لٹائی تھیں کالج کے بڑے ہال میں عجب قسم کی جھنڈیاں لٹک رہی تھیں — کسی جھنڈی پر سنہری حرفوں میں لکھا تھا ”مرحبا سیدی“ کسی پر یہ مصرعہ لکھا ہوا تھا — ”مقدمت خیر و بس ہمایوں باد“ — کسی جھنڈی پر لکھا تھا ”فالج از پاور“ کسی جھنڈی پر knowledge is power لکھا تھا ”اکسلسیور Excelesior“ کسی جھنڈی پر آفتاب طلوع ہوتا ہوا بنایا تھا — ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا تھا کہ کس خوشی اور دلی جوش سے اُن بزرگوں نے سید احب کی تشریف آوری اور اداے عظیم کے لیئے سامان کیئے تھے *

سید صاحب کے اسکول میں پہنچنے پر بہت زور سے چہرے دی گئی جب گونج کم ہوئی اور سب لوگ اپنی اپنی کرسیوں اور بینچوں پر بیٹھ گئے تو نجم الہند سردار محمد حیات خاں بہادر سی ایس آئی نے حسب درخواست ارکان مجلس صدر انجمن کی کرسی کو رونق بخشی اور اپنی کرسی پر سے اُٹھ کر یہہ تقریر کی *

تقریر نجم الہند سردار محمد حیات خاں

بہادر سی ایس آئی

حضرات — میں آپ لوگوں کا ممنون ہوں کہ اپنے مجھے مہر مجلس ہونے کی عزت دی اور میں نجم الہند نہیں بلکہ آفتاب ہند آئریبل سید احمد خاں بہادر کا ممنون ہوں کہ وہ یہاں کچھ بیان کرینگے آپ لوگ ان کی عمدہ نصایح اور بے بہا پندوں کو جو جوہر بے بہا اور گوہر بے قیمت ہونگی تحمیل اور دل کے کان لٹا کر سنئے ہمارے ہون ہار بچے نئی پود کے اور ہمارے بزرگ سہرت ہند ماسٹر من موہن سرکار ان باتوں کو زیادہ غور کے ساتھ سنینگے ہمارے بچے اس کے سننے سے سہدی راہ پر ہرجالونگے اور وہ نصیحتوں اور پند جو سید صاحب کی زبان سے ادا ہونگی ہماروں کے لیئے بہت مفید ہونگی اور اُن سے بہت عمدہ تعلیم حاصل ہوگی •

اسکے بعد سید صاحب اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور ایک دہلیز لچکر دیا جو ذیل میں مندرج ہے *

سید صاحب کا لکچر مدرسہ گورداسپور میں

پریسڈنٹ و دیگر بزرگان و طالب علمان —

اسوقت میں آپ صاحبوں کی خدمت میں تعلیم اور اتفاق پر چند الفاظ بیان کرونگا جیسا کہ مجھ سے ارشاد کیا گیا ہی — اے صاحبو میں اُس لایق نہیں ہوں کہ اُس حال میں جو ایک تعلیم گاہ ہی جس میں لایق ہونے والے اور تھوڑے موجود ہیں اور اور بھی بہت سے لایق لوگ تشریف رکھتے ہیں تعلیم و تربیت کے باب میں کچھ کہنے کی جرأت کروں مگر میں اپنے خیال نسبت تعلیم اور اتحاد کے جو کچھ کہہ رہا ہوں اسلئے بیان کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جو کچھ اُس میں غلطیاں ہونگی اُس کی اصلاح ہو جائیگی — اے صاحبو ہمارے ملک ہندوستان میں جو کہ غالباً صدیوں سے ان دو قوموں سے جو ہندو اور مسلمان کے لفظ میں تقسیم کی گئی ہیں آباد ہیں اُن کے بزرگوں کی عظمت اور فضیلت اور ناموری ایسی نہ تھی جو بھولی جائے ہندوؤں کے بزرگ جسقدر کہ اُنہوں نے تمام علوم ریاضیات ہندسہ حساب لاجک فلاسفی مارل سائنس میں ترقی کی اُچتک اُنکی کتابیں اُنکی یادگار نشانیاں ہیں جس سے اُنکی اولاد کو فخر ہی مسلمان بعد کو اس ملک میں آکر آباد ہوئے وہ بھی اپنے بزرگوں کی عمدہ تحریرات عمدہ تالیفات اور تصنیفات پر فخر کرتے ہیں اُنہوں نے علم کی ہر شاخ میں ترقی دی گو یہ علم یونانیوں سے حاصل ہوئے مگر اُنہوں نے اُسکو ایسے درجہ تک ترقی پر پہنچایا کہ یونان اور انگلستان دونوں کو اُنکی شاگردی سے فخر حاصل ہوا یہ باتیں یقیناً بہت سے لوگ اور جوان یاد کر کے فخر کرتے ہونگے مگر اے دوستو بزرگوں کی بات یاد کر کے فخر کرنا اور خود کچھ نہونا حمیت کے خلاف ہی بلکہ اپنی جہالت اور کم علمی سے اُن بزرگوں کے نام کو بھی بڑا لگانا ہی نہایت افسوس ہی اُن دونوں قوموں پر جنکے بزرگ ایسے گذرے اور یہہ جہالت میں پڑ کر بزرگوں کو بھی بدنام کریں اس زمانہ میں علم کا بہت چرچا ہو رہا ہی لیکن ہمکو تعلیم کے معاملہ میں اول غور کرنا چاہئے کہ کیا چیز ہی جسکو ہم سیکھیں اور کیا چیز ہی جسکا سیکھنا ہمکو مفید نہرگا میں اُس بزرگ زبان کو جو سنسکرت ہی جسکو ہمارے ملک کے باشندوں کا ایک حصہ

ہرگز رکھتا ہی اور واقعی وہ اپنا ثانی بھی نہیں رکھتی ہی یا اُس مقدس زبان کو جو عربی کہلاتی ہی جسکو میں دل سے مقدس سمجھتا ہوں اور جو اس قابل بھی ہی کہ تمام علوم اور سائنس اُس میں لائے جاسکتے ہوں دل سے پسند کرتا ہوں مگر باوجود ان سب خوبیوں کے جو اُن زبانوں میں ہی سوال یہہ ہی کہ ہمکو کھا کرنا چاہیئے اگر ہم بغیر غور اور خیال ضرورت کے تعصب یا نہچرل خواہش سے اپنی ان دونوں زبانوں کو تعلیم کا ذریعہ قرار دیں تو یقین کرنا چاہیئے کہ جس چیز کے حاصل کرنے کی ہمکو ضرورت ہی اُس کو چھوڑ بیٹھینگے (چھوڑ) مہرا مطلب یہہ نہیں ہی کہ ان مقدس اور پرانی زبانوں کو بالکل چھوڑ بیٹھیں سمجھنے کی یہہ بات ہی کہ بالفعل ہمکو ضرورت کس چیز کی ہی اور کون زبان ہم کو علوم کے اعلیٰ مطالب کی طرف لی جاسکتی ہی اُس کے جواب میں میں یہہ کہونگا کہ انگلش لینگوج ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ہاں کی کتابیں علوم اور فنون سے بہری ہوئی تھیں مگر اب دیکھنا چاہیئے کہ علوم اور فنون نے کہاں تک ترقی کی میں سمجھتا ہوں کہ جن علوم کے بیج ہمارے بزرگوں نے بوئے تھے وہ اب برو مند اور تناور درخت ہوگئے ہیں اور اُنہیں ایسے پھل پھول لگے ہیں اور ایسی خوشنما شاخیں نکلی ہیں اور ایسے لذیذ میوے لگے ہیں کہ وہ ایک نئے درخت معلوم ہوتے ہیں علوم جدیدہ جو بالکل نئے ہوں اور جنکا وجود مطلقاً ہمارے بزرگوں کے زمانہ میں نہ پایا جاتا ہو واقعی تھوڑے ہیں اور زیادہ وہی ہیں جو اگلے بزرگوں کے پاس تھے مگر حقیقت میں اُسوقت وہ بیج تھے اور اب وہ پھلدار درخت ہوگئے ہیں پس اب ہمارا اُن بیجوں پر ہی فخر کرنا اور اُن بار آور درختوں کے سایہ سے فائدہ نہ اٹھانا اور اُن لذیذ میووں کے ذائقہ سے محروم رہنا ہمکو نکچھہ فائدہ دینے والا ہی نکچھہ عزت بخشنے والا اگر ہم ہی علوم میں ترقی کرتے جاویں تو اُن بیجوں کا جو ہمارے باپ دادا نے بوئے تھے ہمکو فائدہ حاصل ہوگا نہیں تو ہم اُن پرانے کہنے لگے ہوئے بیجوں کو جن میں بسبب کہنگی کے نمو کی بھی طاقت نہیں رہی ہی ہاتھ میں لیئے بیٹھے رہینگے ہمکو اب ہری ہری شاخیں اور میوے دار تہلہاں لہنی چاہیئیں جو میروں کے گچھے اُسہیں لٹک رہے ہیں اُن سے تمتع حاصل کرنا چاہیئے پس اب یہہ بات قابل

دیکھنے کے ہی کہ وہ علوم کن کن زبانوں میں ہوں اور ان میں سے ہماری کس زبان کو اختیار کرنا چاہیئے تمام یورپ میں فرنچ زبان سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ شہریں اور سب سے زیادہ پولیٹ ہی علوم جدیدہ بھی فرنچ زبان میں بہت زیادہ ہیں اور قریب زمانہ آئیوا لا ہی کہ جرمن زبان بھی اُس سے زیادہ علوم کے لیئے مستحسن ہو جا ریگی مگر وہ دونوں زبانیں ہمارے اختیار سے باہر ہیں یہہ علوم انگلش لینگریج میں بھی ہیں اور ہم جو کچھہ ترقی کر سکتے ہیں اسی زبان کے ذریعہ سے کر سکتے ہیں ہم انگلش گورنمنٹ کے زیر سایہ بستے ہیں جس میں ہمکو ہر طرح کا امن و امان حاصل ہی ہمکو اپنی گورنمنٹ کا بہت شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اُس نے ہمکو امن و امان کے سوا تعلیم میں بھی ایسی مدد دی ہی کہ کوئی سلطنت کوئی بادشاہت ایسی ہمکو نظر نہیں آتی جس نے اپنی رعایا کی تعلیم میں ایسی مدد کی ہو اور عمدہ سامان تعلیم کا مہیا کر دیا ہو ہندو اور مسلمان دونوں مجھکو معاف کریں گے اگر میں یہہ کہوں کہ بغارس کے گھاٹوں کی سیڑھیوں پر میوزہ گری کر کے یا مسجد یا خانقاہوں میں بھیک کے ٹکڑے کھا کر پڑھنے اور ان عمدہ تعلیم گاہوں میں تعلیم پانے میں کس قدر فرق ہی گورناسور کوئی بڑا مقام نہیں ہی مگر دیکھئیئے کہ گورنمنٹ کی طرف سے تعلیم گاہ موجود ہی پس کوئی وجہہ نہیں ہی کہ ہم شکر گذاری کے ساتھ تعلیم کا نایدہ نہ اُٹھائیں (چورز) مگر اے دوستوں میری رائے اور میرا خیال یہہ ہی کہ کوئی گورنمنٹ ہر ایک قوم کی تعلیم کا ذمہ اپنے اوپر نہیں لے سکتی ہی بلکہ میں مضبوطی سے اس رائے پر ہوں کہ ممکن نہیں کہ گورنمنٹ اپنی تمام رعایا کی تعلیم کر سکے اس سے بھی سخت میری رائے یہہ ہی کہ کوئی قوم جس کو اپنے بچوں اور قوم کی تعلیم کی خواہش ہو جب تک وہ تعلیم کو اپنے ہاتھ میں نلیوے اُس کی خواہش کا پورا ہونا غیر ممکن ہی جو کچھہ مجھے افسوس ہی یہی ہی کہ ہماری قوم کو ہر جگہ یہی خواہش ہی کہ گورنمنٹ اسکول قائم ہو مگر یہہ خواہش کس طرح پوری نہیں ہو سکتی کی کیونکہ گورنمنٹ کی آمدنی بلحاظ اُس کے از مصارف کے کسی قوم کی تعلیم کی واسطے کافی نہیں ہو سکتی ہندوستانیوں کو ترقی اسیوت ہوگی جب وہ اپنے باہمی چندہ اپنے انتظام اپنی قوت سے بلا مداخلت گورنمنٹ اور اُس کے افسروں کے

اپنی خود ساری اور اپنی مرضی کے موافق اپنے بچوں کی تعلیم کریں (چھوڑ) اے دوستوں تم اس بات کو خیال کرو کہ گورنمنٹ جو ایسی وسیع مملکت ہندوستان میں حکومت کرتی ہے جس میں مختلف قومیں مختلف اغراض کے لوگ بستے ہیں وہ کسی ایک قوم کی طرفداری یا بہتری کی کوشش نہیں کر سکتی اُس کو لازم ہے کہ اُس کے قواعد تعلیم ایسے ہوں جو یکساں سب سے متعلق ہو سکتے ہوں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ قوم کی ضرورتیں مختلف ہیں پس گورنمنٹ اپنی دور اندیشی کے قاعدہ سے کسی خاص فرقہ کی خاص ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی اور ہرگز نہیں کر سکتی ایک بات اور خیال کرنے کی ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کی کچھ ہی تعریف کی جاتی ہو کچھ ہی عمدگی اُس میں ہو مگر سب سے زیادہ عمدگی جو اُس میں ہے وہ یہی ہے کہ وہ تعلیم مذہبی سے بالکل علیحدہ ہے اگر گورنمنٹ کسی مذہبی تعلیم میں دخل دے تو کہ وہ نیک نیتی اور نیک دلی ہی سے کیوں نہ ہو ہم کو شبہ میں ڈالے گا اور بہت بڑا خیال ہمارے دل میں پیدا ہوگا اُس سبب سے بچوں کی تعلیم مذہبی گورنمنٹ کی مصلحت اُسکی پالیسی اور اُسکے انتظام حکومت کے بالکل خلاف ہے پس اگر گورنمنٹ کے اسکول ہماری دہری تعلیم کے واسطے کافی ہوں تب بھی ایک ضروری جزو مذہبی تعلیم کا رہا جاتا ہے پس ہمارے ہموطن اور ہمقوم لوگوں کو گورنمنٹ پر بوجھ تعلیم کا نالبا چاہیئے اور تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ ہم کو مدد دے اس سے زیادہ گورنمنٹ سے مانگنا بے غیورتی ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے گورنمنٹ ہر اسکول میں مدد دینے کو تیار ہے ہم کیوں کہیں کہ فلاں قسم کی تعلیم ہم کو چاہیئے اور فلاں قسم کے مدرسے یا کالج ہماری تعلیم کے لیئے ضرور ہیں کیوں نہیں تعلیم کو ہم لوگ اپنے ہاتھ میں لیں اور جس طرح کی تعلیم کی ضرورت سمجھیں اُس طرح کی تعلیم دیں کیمبرج یونیورسٹی میں ابھی ایک لیتھی نے ایک نیا کالج قائم کیا ہے اُس فیاض لیتھی نے اُس کالج کے لیئے اپنے پاس سے اٹھارہ لاکھ روپیہ دیئے ہیں جو یہاں کے حساب سے بیس لاکھ ہوتے ہیں مدرسے خیال میں ہمارے ملک کے ہر ضلع اور ہر قصبہ کے لوگ مدرسے قائم کر سکتے ہیں یہاں کی مردم شماری کچھ ہی ہو مگر دو دو روپیہ اوسط

فی کس دینے سے یہاں کے لوگ لاہور کالج سے زیادہ عمدہ ایک کالج گورنمنٹ میں تیار کر سکتے ہیں لیکن ہمت اور ارادہ کی کمی ہی — تعلیم کے متعلق میں اس وقت یہہ بحث کرنا نہیں چاہتا کہ کون کون علوم اور فنون عمدہ ہیں اور کون کون تعلیم میں شامل ہونے چاہیئے یہہ بہت بڑا وسیع میدان ہی اور بہت لوگوں نے اُس پر رائے دی ہی اس وقت میں اُس تعلیم کا ذکر کرونگا جس کو میں ادنیٰ درجہ کی تعلیم کہتا ہوں اور جس کی عموماً ملک کے لوگوں کو ضرورت ہی وہ یہہ ہی کہ انگریزی زبان عمدہ طور پر جاننا عمدہ گفتگو کرنا انگریزی اخباروں کا بخوبی پڑھنا قانون انگریزی کو خوب سمجھنا اپنے خیالات کو انگریزی تحریر میں اچھی طرح ظاہر کر سکرنا اسی تعلیم کی اشد ضرورت ہی مگر اُس کے ساتھ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تعلیم سے تربیت جدا نہیں ہو سکتی ہی (چیزز) اگر ہمارے ملک کے لڑکے اس قدر تعلیم پا جائیں اور ایسی تحریر کر سکیں جس سے وہ لارڈ مکالی کا خطاب پاسکیں اور تربیت اُن میں نہو تو وہ کسی کام کے نہیں لارڈ مکالی میرے خیال میں وہ شخص ہی جس نے ہندوستان میں بھلائی کے درخت کا یا یوں کہو کہ علم کے درخت کا بیج بویا کوئی گورنر جنرل اور کوئی ویسرایہ ہندوستان میں ایسا نہیں گذرا جس نے لارڈ مکالی سے زیادہ ہندوستان کو بھلائی پہونچائی ہو گو یقیناً اُس نے جو کچھ کہا اپنی گورنمنٹ کی خیر خواہی اور بھلائی کے لیئے کیا مگر اُس کے ساتھ اصلی خیر خراہی اور بھلائی کی اصلی جان اُسی نے ہمارے ملک میں بھی ڈالی — اے دوستوں تربیت اور تعلیم دو چیزیں ہیں صرف تعلیم سے آدمی انسان نہیں بنتا بلکہ تربیت سے بنتا ہی بولنے میں تو یوں آتا ہی کہ تعلیم اور تربیت مگر تربیت میری سمجھ میں تعلیم پر مقدم ہی ہماری قوم نے لوگوں کو اس پر خیال کرنا چاہیئے کہ اگر لڑکوں کی تعلیم کا گورنمنٹ کے اسکولوں پر بھروسہ کرتے ہیں تو کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ تربیت بھی پاسکتے ہیں ہرگز نہیں تعلیم کا اصلی مقصد مارل کی درستی ہی بہت سے تعلیم یافتہ ہیں جنکا طرز اخلاق ایسا خراب ہی جسکو دیکھکر افسوس ہوتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ کاش وہ بے تعلیم ہی رہتے تو اچھا ہوتا میں تمام ہندوستان میں جہانتک خیال کر سکتا ہوں اور جن بڑے بڑے شہروں میں

نہیں پہرا ہوں اور وہاں کے حالات سے واقف ہوا ہوں نہایت زور سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی کو اولاد کی تربیت کا خیال نہیں ہی — اے عزیزو سمجھو کہ اگر لڑکے کسی گورنمنٹ اسکول میں پانچ گھنٹہ تعلیم پا کر آتے ہیں تو انکا باقی حصہ زندگی کا جو بالکل سادہ اور مثل ایک پودہ کی نرم شاخ کے ہوتا ہی کہ جس طرح پر چاہو تھڑی یا سیدھی کر سکو کس طرح بسر ہوتا ہی — گھر کے نوکروں کی صحبت گلہوں میں بازاری لونڈوں کے ساتھ کھیلنا انکی صحبت میں بد اخلاقی کی باتوں سیکھنا اور فحش اور بد اخلاقی کے الفاظ جو وہ لوندے بولتے ہیں اور بکتے ہیں انکو سننا اسی قسم کے غارت کن رزائل میں انکی زندگی کا پاک حصہ بسر ہوتا ہی اور بجائے اس کے کہ وہ فرشتہ سہرت ہوتے شیطان سے بدتر انکے اخلاق ہو جاتے ہیں جبکہ لڑکوں کا چہارم حصہ ماسٹر کے پاس اور اُس سے زیادہ حصہ خراب حالت میں گزرتا ہی تو کیا اس سے انکی تربیت اخلاق کی توقع ہو سکتی ہی ہوگز نہیں جو لوگ یہہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم اور ہمارے بچے تربیت یافتہ اور مہذب ہوں — دوسری فہشن میں عزت پادیں تو انکا پہلا فرض یہہ ہی کہ تربیت کی فکر کریں (چورز) میں یہہ نہیں کہتا کہ وہ سب کچھ میرے ہی خیال کے موافق کریں تم لوگ سمجھو جانے دو میرے خیال کی پیروی نہ کرو تم خود سوچکر کوئی تدبیر نکالو دیکھو یہہ یورپیوں بچہ (ایک کم عمر لڑکا جو اسوقت موجود تھا اُسکی طرف اشارہ کیا) جو اسوقت موجود ہی کیا تم کوئی ایسا بچہ اپنی قوم میں نکال سکتے ہو گو یہہ بچہ اب تک سوئیڈی میں نہیں ملا مگر یہہ اپنے ماں باپ کی تربیت سے کیسا نیک عادتوں کا نمونہ ہوا ہی اگلے زمانہ میں ہماری اولاد بھی اپنے باپ اور اُس کے دوستوں کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتی تھی اُن کے اخلاق حسنہ سیکھتی تھی واقعی وہ بہت اچھا طریقہ تھا مگر وہ تولیدیں جس دورے سے بغدھی تھیں توت گیا اب دوسرا دورا انکے باندھنے کو ہونا چاہیئے اب جو نسلیں موجود ہوں آپ سمجھو معاف کیجیئے گا وہ اس لائق نہیں کہ بچے اُن سے تربیت پاسکوں پس مناسب ہی کہ اولاد کی تربیت کی فکر اور تدبیر کی جاوے گورنمنٹ پر بوجھ نہ آئیئے اُس سے صرف مدد لیجیئے جو اُسکا فرض ہی اور جسکے ادا کرنے پر وہ موجود ہی اسوقت ہندوستان میں خدا کے فضل

تھے دو قومیں آباد ہیں اور اس طرح سے ہیں کہ ایک کا گھر دوسرے سے ملا
 ہی ایک کی دیوار کا سایہ دوسرے کے گھر میں پڑتا ہی ایک آب و
 ہوا کے شریک ہیں ایک دریا یا کنوئیں کا پانی پیتے ہیں مرنے جینے میں
 ایک دوسرے کے رنج و راحت کا شریک ہوتا ہی ایک کو دوسرے سے بغور
 ملے چارہ نہیں پس کسی چیز کو جو معاشرت سے علاقہ رکھتی ہی ان
 دونوں کا علیحدہ علیحدہ رکھنا دونوں کو برباد کر دیتی ہی ہمکو ایک دل
 ہو کر مجموعی حالت میں کوشش کرنی چاہیئے اگر ایسا ہوگا تو سنبھل
 جائینگے نہیں تو ایک دوسرے کے اثر سے دونوں قومیں تباہ اور بگڑ جاوینگی
 (چیزز) پرانی تاریخوں میں پرانی کتابوں میں دیکھا اور سنا ہوگا اور
 اب بھی دیکھتے ہیں کہ قوم کا اطلاق ایک ملک کے رہنے والوں پر ہوتا
 ہی افغانستان کے مختلف لوگ ایک قوم کہے جاتے ہیں ایران کے
 مختلف لوگ ایرانی کہلاتے ہیں یورپیوں مختلف خیالات اور مختلف
 مذاہب کے ہیں مگر سب ایک قوم میں شمار ہوتے ہیں گو ان
 میں دوسرے ملک کے بھی لوگ آکر بس جاتے ہیں مگر وہ آپس میں
 مل جل کر ایک ہی قوم کہلائے جاتے ہیں غرض کہ قدیم سے قوم کا
 لفظ ملک کے باشندوں پر بولا جاتا ہی گو ان میں بعض بعض
 خصوصیتیں بھی ہوتی ہیں اے ہندو اور مسلمانوں کیا تم ہندوستان کے
 سوا اور ملک کے رہنے والے ہو کیا اسی زمین پر تم دونوں نہیں بستے کیا
 اسی زمین میں تم دفن نہیں ہوتے ہو یا اسی زمین کے گہات پر چلائے نہیں
 جاتے اسی پر مرتے ہو اور اسی پر جیتے ہو تو یہاں رکھو کہ ہندو اور مسلمان
 ایک مذہبی لفظ ہی ورنہ ہندو مسلمان اور عیسائی بھی جو اسی ملک میں
 رہتے ہیں اس اعتبار سے سب ایک ہی قوم ہیں (چیزز) جب یہ سب
 گروہ ایک قوم کہے جاتے ہیں تو ان سب کو ملکی فائدہ میں جو ان سب کا
 ملک کہلاتا ہی ایک ہونا چاہیئے اتفاق کی خوبیاں سمجھو زیادہ بیان
 کرنے کی ضرورت نہیں ہی جو شخص اتفاق نہیں رکھتا وہ بھی سمجھتا
 ہی کہ وہ برا کرتا ہی جو لوگ کہ باہم برخلاف اور ایک دوسرے کے دشمن
 ہیں وہ بھی جب دل میں سوچتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک
 بری بات ہی جو چیز نہایت عمدہ اور خوب ہی وہ اتفاق ہی اتفاق
 کر کے جو کچھ کیا جائیگا وہ ہی عمدہ ہوگا پس اس امر پر خیال کر کے

باہم اتفاق کرنا چاہیئے اور اُس اتفاق کے ذریعہ سے قومی تعلیم اور تربیت حاصل کرنا چاہیئے میں کچھ اور زیادہ بیان کرتا مگر آپ مجھے معاف رکھیں کہ میں آج ہی ابھی آیا ہوں اور سفر کی تکان سے خستہ ہو رہا ہوں - (بہت زور سے چہررز) *

اس لکچر کے ختم ہونے پر خان بہادر نجم الہند سردار محمد حیات خان صاحب نے سید صاحب کا شکریہ ایک نہایت عمدہ تقریر میں ادا کیا *

تقریر نجم الہند

سردار محمد حیات خان بہادر سی ایس آئی

آنریبل سید صاحب بہادر - میں چہرہ میں ہونے کی حیثیت سے آپ کا شکریہ اپنی طرف سے از کل حاضرین کی طرف سے ادا کرتا ہوں کہ آپ اس عاجز بستی میں تشریف لائے اور اپنی پند و نصائح دلپذیر کے ظاہر کرنے سے ہم سب پر احسان کیا ہی میں آپ سے کچھ اور نہ کہونگا نہ کچھ کہنے کی اس وقت ضرورت سمجھتا ہوں کیونکہ اس کی ضرورت کا وقت وہی تھا جس وقت ہملوگوں نے آپ کا خیر مقدم کیا ہی مگر اُن سبکو جو یہاں موجود ہیں اور جو اس وقت موجود نہیں ہیں مگر کسی طرح سے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں شریک ہو چکے ہیں بہت فخر ہی کہ اپنے سفر کی زحمت برداشت کی اور یہاں تشریف لائے آپ کا تشریف لانا یہاں ہم لوگوں کی بڑی عزت کا سبب ہی آپ کی تمام زندگی رفاہ عام اور فوائد خلائق کے کام میں گذری اور نہ صرف وہ اُس حصہ ہندوستان میں چہاں آپ رہتے ہیں بلکہ میرے خیال میں خلیج کی گھاٹی سے بھیرہ بنگال تک سب پر آپ کے احسان ہیں اور آپ کو اپنا مربی اور پورا پورا راست باز رفیق نہ صرف اس وقت کے لوگوں کا بلکہ آئندہ نسلوں کا سمجھتے ہیں ایسے شخص کا یہی تشریف لانا مہری عاجز رائے میں لوگوں کو بہت فائدہ بخش ہوا اور ہوگا لوگ آپ کے مشتاق زیارت بھی ہیں اور آپ کی نہایت مفید اور دلپذیر پند و نصائح سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہمارے ہونہار نوجوانوں کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی کہ اُن کا مصلح اُن کا رفارم اور ہمدرد یہاں اپنا تہ

اور یہہ بتایا تھا کہ ہندو اور مسلمان جن کا چولی دامن کا ساتھ ہی بھائی ہو کر رہیں یہہ لفظ ہمکو یاد رہینگے اور یہہ بڑا اصول تربیت کا جو آپ نے بتایا ہی اُن کے خیال میں رہیگا اور وہ نہ بچوں کو بلکہ اُن کے والدین کو اور جہاں تک وہ مشہور ہوگا تمام ملک اور قوم کو مفہوم ہوگا میں آپ کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر کو طول کرنا نہیں چاہتا اور ان الفاظ پر اُس کو ختم کرتا ہوں کہ خدا چاہیگا تو آپ کے الفاظ ہندو خواہ مسلمان خواہ عیسائی سب پر موثر ہونگے (چہرز) *

اسکے بعد مجلس برخاست ہوئی اور ہم سب لوگ اپنی اپنی سواریوں میں سوار ہو کر سردار بہادر نجم الہند کی کونٹھی میں پونچے۔ گزرے کے گروہ لوگوں کے سید صاحب کی ملاقات کو آتے تھے اور لطف آمیز باتیں ہوتی تھیں — جو صاحب ملاقات کو تشریف لائے تھے منجملہ اُن کے سید شاہ محمد صادق صاحب کا بالتخصیص ذکر کرنا مناسب ہی — یہہ شاہ صاحب خانقاہ رتر جہتر شریف کے جو پنجاب میں نہایت مستند و متبرک خانقاہ ہی سجادہ نشین ہیں انکے ساتھ انکے دونوں صاحبزادے بھی تھے سید صاحب سے نہایت مہربانی سے ملے اور اُن کی کوششوں کا جو وہ مسلمانوں کی بھلائی کے لیئے کرتے تھے شکر ادا کیا اور دعائے خیر دی ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہی کہ پنجاب میں ہر قسم کے لوگوں میں قومی بہتری کا ایک جوش پیدا ہو گیا ہی اور ایسے شخص کی جو قوم کے لیئے کچھ بہتری کرنا چاہتا ہی بہت عزت کرتے تھے پنجاب میں جو سید صاحب کی اس قدر تعظیم ہوئی جسکو دیکھ کر تعجب آتا ہی اُس کا سبب بجز اُس کے اور کچھ نہ تھا *

اٹھائیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۴ ع کو بوقت سہ پہر سید صاحب گورنمنٹ اسکول گورداسپور کا بورڈنگ ہوس ملاحظہ کرنے کو گئے — بورڈنگ ہوس بلحاظ اس کے کہ ایک اسکول کا بورڈنگ ہوس ہی اچھا ہی دو تین معمولی لینیں بنی ہوئی ہیں اور اُن میں برابر برابر معمولی چار پائیاں بچھی ہوئی ہیں ہر چارپائی کے سرھانے ایک چھوٹا سا صندوق ہی جس میں بورڈروں کے کپڑے رتے ہیں قریب اُس کے ایک اور مکان بورڈروں کے پڑھنے کے لیئے ہی صفائی اچھی تھی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ منتظم بورڈنگ ہوس صفائی کی نگرانی بخوبی رکھتا ہی *

وہاں سے سید صاحب سکھوں کی ایک سنگت میں گئے جس کو ہماری طرف کی زبان میں گوردوارا کہنا چاہئے۔ مشہور تھا کہ وہاں دالان کی ایک دیوار ہی جو دالان سے ہلتی ہی اور گویا ایک کرامات کے طور پر سمجھی جاتی ہی سید صاحب کا مقصد وہاں جانے سے اُس دیوار کا دیکھنا تھا۔ یہ مکان بسبب اس جنمباں دیوار کے ”جھولنا محل“ کے نام سے مشہور ہی *

ہم سب وہاں گئے اور دیکھا کہ اُس جگہ پختہ در دالان آگے پیچھے بنائے تجویز ہوئے تھے دونوں دالانوں کی چار دیواری اور در بن گئے تھے پہلے دالان کی چھت پت گئی ہی اور اگلے دالان کی چھت کسی سبب سے نہیں پتی مگر اُسکی روکار جس میں متعدد در لے ہوئے ہیں نہیں پٹے جب کوئی آدمی اُس روکار پر چڑھ کر اُسکے طول کے وسط میں بیٹھ کر لاتا ہی تو وہ روکار اس سبب سے کہ اُس میں در زیادہ ہیں دودھائی اچھہ نے قریب جھوکا کھاتی ہی اور ہلتی ہوئی دکھائی دیتی ہی۔ جو دیوار اس طرح کی بنی ہوئی ہو جس میں متعدد در ہوں اور اُسپر چھت کا بوجھ یا اور کسی قسم کا دباؤ نہ ہو اسی طرح پر ہلکی مگر وہاں کے لوگوں نے اُسکو گرد کی کرامات میں خیال کیا ہی۔ وہاں سے واپس آدھکے بعد اُسی طرف کے ایک مسلمان صاحب نے کہا کہ گرو صاحب کی کرامات نہیں ہی جہاں یہ مکان ہی پہلے وہاں ایک شاہ صاحب کا تکیہ تھا سکھوں نے اپنی عملداری میں اُنکو نکال دیا اور سکھ مذہب کی سنگت بنالی یہہ اُن شاہ صاحب کی کرامات ہی۔ سید صاحب نے کہا کہ اگر آپ اُسکو گرو صاحب ہی کی کرامات رہنے دیں تو آپکا کیا ہرج ہی * یہہ مکان سنگت کا کچھ عمدہ مکان نہیں ہی اُسکے ایک طرف گرو نانک صاحب کی گزرتہ رکھی ہوئی ہی جسکا نہایت ادب کیا جاتا ہی اور ہر روز اُسکا کوئی حصہ پڑھا جاتا ہی جب کوئی بڑا حاکم یا راجہ یا رئیس وہاں جاتا ہی تو سنگت کی جانب سے اُسکو ایک دستار اور کچھ مہرہ وغیرہ دیا جاتا ہی۔ بابا صاحب نے جو وہاں کے گدی نشین ہیں سید صاحب کو بھی ایک دستار اور خشک و تر مہرہ عطا کیا، سید صاحب نے اخلاق و ادب سے اُسکو لیا تھرتی دیر ہم سب وہاں پہرے اور پھر رخصت ہو کر چلے آئے *

رات کو نجم الہند سردار محمد حیات خاں صاحب نے سہد صاحب کو دفر دیا تھا جس میں بعض یورپین بھی شریک تھے کھانے نہایت نفیس تھے اور میوز نہایت عمدگی و خوبی سے آراستہ کی گئی تھی اخگر کو امپرس آف انڈیا کے ٹوسٹ کے بعد ہمارے مسختر میوزبان نے اپنے معزز مہمان کا ٹوسٹ پر پوز کیا جو نہایت گرم جوشی سے چاہ بہرے ہوئے پھالہ سے پیا گیا۔ افسوس ہی کہ اُس اسپیکر کے لکھنے کا مجھے موقع نہیں ملا مگر اسقدر یاد ہی کہ خان بہادر نجم الہند نے ٹوسٹ پر پوز کرتے وقت نہایت محبت آمیز الفاظ میں اپنے مہمان کے فنا فی القوم ہونے اور ملک و قوم کے مفہد کاموں میں اپنی عمر و دولت اور محنت کے صرف کرنے کا ذکر کیا *

سہد صاحب نے اُسکا نہایت دلچسپ جواب دیا جو میوز پر کی اسپیکر کی عمدگی کا نمونہ تھا اُنکا اخگر فقرہ مجھکو یاد رہ گیا ہی انہوں نے کہا کہ ”میں نہایت شکر گزار ہوں اپنے تمام دوستوں کا جنہوں نے پنجاب میں مجھے پر اسقدر مہربانی کی ہی خصوصاً اپنے دوست حیات کا اسقدر ملن اور زیر بار احسان ہو گیا ہوں کہ مجھے خوف ہی کہ جب واپس جاؤں تو اسٹیشن ماسٹر مجھکو بہت زیادہ بوجھل دیکھ کر ریل کا دوگنا محصول طلب کرے“ اس فقرہ پر نہایت قہقہہ ہوا اور چہرے کی صدا اُنوں بلند ہوئیں *

دفر کے بعد خاتونان پنجاب کی طرف سے ایک ایڈریس سہد صاحب کی خدمت میں پیش ہوا۔ معلوم ہوا کہ خان بہادر سردار محمد حیات خاں صاحب کی بہکم صاحبہ کے دل میں یہ خیال ہوا کہ ایسے شخص کو جو ہماری اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے اسقدر جانفشانی کرتا ہی عورتوں کی طرف سے بھی ایڈریس دیا جاوے انہوں نے ایک کمیٹی قائم کی اور اور شریف خاندانوں کی عورتوں کو اپنے ساتھ شریک کیا اور سہد صاحب کے لئے ایک جداگانہ چندہ دعوت جمع کیا۔ میں نے سنا تھا کہ یہ تجویز ہوئی ہی کہ نجم الہند خان بہادر کی صغیر السن صاحبزادی اُس ایڈریس کو پیش کریگی مگر یا تو اس سبب سے کہ سہد صاحب اُسکو پسند نہیں کرتے تھے یا اس وجہ سے کہ اُس بچی کو ایسی جرأت نہوئی یا اس سبب سے کہ سبب زیادہ رات جانکے سو رہی تھی

نجم الہند سردار محمد حیات خاں صاحب نے اُس ایڈریس کو از جانب خاتونان پنجاب پیش کیا *

جبکہ سید صاحب کو معلوم ہوا کہ خاتونان کی طرف سے ایڈریس پیش ہوگئی تو انہوں نے اُسکا دیکھنا چاہا تاکہ اُسکا تحریری جواب دیں اور اُسکی نقل ہر ایک خاتون کی خدمت میں بھیجی جارے جنکو اُس سے تعلق ہو۔ غرضکہ وقت معین پر نجم الہند سردار محمد حیات خاں صاحب نے اُس تمام مجمع میں خاتونان کی جانب سے وہ ایڈریس پڑھا اُسی مجمع میں سید صاحب نے اپنا تحریری جواب پڑھا اور درخواست کی کہ یہ جواب خاتونان کی خدمت میں بھیج دیا جارے وہ ایڈریس اور اُسکا جواب بحسنہ ذیل میں مندرج ہے *

ایڈریس از جانب خاتونان پنجاب

بعالیٰ خدمت آنریبل سید احمد خان بہادر نجم الہند

دام اقبالہ

سید صاحب — دنیا کی اخلاقی رسم ہی کہ کسی پر جب کبھی کوئی بزرگ احسان کیا کرتا ہی تو محسن کا شکریہ وہ شخص جسپر احسان کیا جاوے اپنے اوپر فرض سمجھتا ہی — ہم عاجز فرقہ پر آپکے احسان کا بوجھ (نہ صرف اسوجہ سے کہ اپنی موجودہ نسل کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں سعی بلیغ فرمائی ہی بلکہ اسلیئے بھی کہ آئندہ نسلوں کی بہبود اور ترقی کی ایک مستحکم بنیاد هندوستان میں قائم کی ہی) ایسا نہیں ہی کہ صرف باتوں باتوں ہی سے ٹل سکے اور نہ ہمارے اختیار میں ہی کہ آپکا شکریہ ملواجب ادا کرسکیں *

۱—حضور نے ہماری قوم کی اولاد پر وہ وہ مہربانیاں اور مہربانانہ سلوک کیئے ہیں جو چاند سورج کی طرح دنیا پر روشن ہیں جب ہم سنتے ہیں کہ مدرسۃ العلوم علیگڑہ کے بورڈنگ ہوس میں ہماری قوم کے نئے نئے بچے بھی داخل ہیں اور اُنکی تعلیم تربیت اور آسائش کے واسطے حضور کی توجہ سے ایسی عمدہ عمدہ تجویزیں کی گئی ہیں کہ بچے داخل ہونے کے بہت تھوڑے عرصہ بعد نہ صرف اپنے گھر کے آرام کو

بھول جاتے ہیں بلکہ جو نقص ہماری اکثر بہنوں کے ناتعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے ہمارے بچوں کی ابتدائے تربیت میں اثر پذیر ہو جاتے ہیں وہ ایسی خوش اسلوبی سے رفع کیئے جاتے ہیں کہ جسکے سننے سے بے اختیار ہمارے دل سے دعائیں نکلتی ہیں *

۲ — اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ قومی ترقی کو فروغ دینے میں ہماری قوم کی خاتونان تیرہ سو برس ہوئے اپنے وارثوں کو کیا کیا امدادیں دیتی تھیں اور اُن کے رنج و راحت میں کس کس ہمدردی سے شریک ہوتی تھیں کہ اُنکے مالک اُنکا یہہ حال دیکھ دیکھ کر مال و جان قوم کی بہبودی پر تصدق کرتے رہے — سہذا آج وہ دن ہی کہ ہم اپنی بے بسی اور قوم کی حالت دیکھ کر آنسوؤں کو ضبط نہیں کر سکتیں — اے خدا ایک وہ زمانہ تھا کہ خاتونان عرب و ہند اپنے گھر کے مردوں کی قومی ترقی اور تعلیم کے معاملات میں اسقدر حوصلہ اور ہمدردی ظاہر کرتی تھیں آج ہم جو انہیں کی اولاد ہیں ایک بزرگ محسن قوم کے شکریتہ کے لہئے چند موزوں الفاظ بھی نہیں سوچ سکتیں *

۳ — گو زمانہ کے انقلاب کے باعث اُن باوقار خاتونان کی عالی حوصلگی اور استقلال کا دعویٰ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہی تاہم انسانی فرض کو ہم نہیں بھول سکتیں اور اُمید کرتی ہیں کہ آپ ہمارے اس باعقیدت دعایہ ایڈریس کو جو غالباً اس قسم کا سب سے پہلا ہی ایڈریس ہوگا قبول فرما کر خاتونان پنجاب پر احسان فرماویں گے *

۴ — اخیر میں ہماری یہہ بھی التماس ہی کہ ہمارا ناچیز ہدیہ جو اس ایڈریس کے ساتھ پیش کیا جاتا ہی اُن نادار یا یتیم طلباء مدرسۃ العلوم علیحدہ کے واسطے قبول فرمایا جاوے جملکے والدین یا ورثا بہ سبب افلاس! اُنکی مدد نہیں کر سکتے — ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے محسن سید کو ہماری قوم پر صد و سی سال سلامت رکھے اور وہ دن دکھا کہ جس طرح ہندوستان کے مردوں کی بہتری کے واسطے سید صاحب کو تولے اپنے فضل و کرم سے ایک ذریعہ بقا دیا ہی ایسے ہی ہماری موجودہ حالت پر رحم کرے ہمارے عاجز فرقہ کی بھی سن اور ہماری قوم کے مردوں کو وہ عزم اور استقلال رفاہ عامہ میں عطا کر جو اُنکی قومی مہراث ہی اُمیون *

جواب ادریس

بخدمت خاتونان و معجب

اے میری بہنوں !

آج کی رات میرے لیٹے شب قدر سے کچھ کم قدر کی نہیں - جو ادریس تمہاری طرف سے مجھ کو دی گئی وہ میرے لیٹے ایک ایسی عزت ہی جو آج تک ہندوستان میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی - میں تمہاری اس شفقت کا دل سے شکر گزار ہوں *

اے میری بہنوں - میں اپنی قوم کی مستورات کی بہت زیادہ قدر کرتا ہوں - ہماری قوم کے مردوں نے اپنے باپ دادا کی بزرگی کو خاک میں ملادیا ہی مگر خدا کے فضل سے تم میں ہمارے باپ دادا کے بزرگ نشان بدستور موجود ہیں - یہ سچ ہی کہ ہم مردوں میں شبلی اور جنید موجود نہیں مگر خدا کا شکر ہی کہ تم میں ہزاروں لاکھوں رابعہ بصری موجود ہیں *

تمہاری ٹیکہ - تمہاری بردباری - تمہاری محنت - ہر قسم کی مشکلات کی برداشت اور اُسپر صبر - بچوں کی پرورش - گھر بار کا انتظام ہمارے فخر کا باعث ہی - اگر کڑی قوم تمام دنیا میں اپنے تئیں کسی قسم کا فخر دے سکتی ہی تو ہم اپنی قوم کی مستورات کو دنیا کی قوموں پر فخر دے سکتے ہیں - یہ ہمارا فخر تمہارے ہی سبب سے ہی *

اے میری بہنوں - میں اپنی قوم کی خاتونوں کی تعلیم سے بے پرواہ نہیں ہوں - میں دل سے اُن کی ترقی تعلیم کا خواہاں ہوں - مجھ کو جہاں تک مخالفت ہی اُس طریقہ تعلیم سے ہی جس کے اختیار کرنے پر اُس زمانہ کے کوتاہ اندیش مائل ہیں میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنا پرانا طریقہ تعلیم اختیار کرنے پر کوشش کرو - وہی طریقہ تمہارے لیٹے دین و دنیا میں بھلائی کا پھل دیگا - اور کانتوں میں پڑنے سے محفوظ رکھیگا *

اے میری بہنوں ! جسقدر کہ تم اسوقت موجود ہو شاید میں تم سب سے بلکہ اُن سے بھی جو ادریس میں شامل ہیں اور اسوقت میں موجود نہیں ہوں اُن سب سے بھی عمر میں بہت بڑا ہوں - میں نے تم سب

سے بہت زیادہ زمانہ دیکھا ہی - تمہاری دادیں تمہاری ناتواںی کے حالات
 تم سے زیادہ سمجھکو معلوم ہیں - تم غور کرو کہ تمہارے خاندانوں میں
 مستورات کی تعلیم کا کیا قاعدہ تھا - یہ قاعدہ تھا کہ ہماری قوم میں -
 ہماری رشتہ داری میں ہمارے معطلوں میں جو معزز اور باوقار گھر ہوتا تھا
 جس گھر کی مستورات عمدہ فضیلت عمدہ اخلاق میں فایق ہوتی تھیں اپنی
 قوم کی اپنے رشتہ داروں کی اپنے محلہ والوں کی لڑکھوں کی تعلیم کا
 انتظام اُس کے سپرد ہوتا تھا - اُن کا گھر اُن لڑکھوں کا گھر بھی ہوتا تھا
 اور تعلیم کا مکتب بھی ہوتا تھا - اُسی گھر میں قوم کی بزرگ مستورات
 اُن پر نگاہ شفقت رکھنے والی ہوتی تھیں - کوئی شریف خاندان کی
 معلمہ اُن کی تعلیم پر نوکر ہوتی تھی - اور اُس گھر کی بزرگ مستورات
 درحقیقت اُن کی تعلیم دینے والی اور اپنے اخلاق و نیکی کے مجسم نمونہ
 سے اُن کو نیکی و اخلاق سکھانے والی ہوتی تھیں - شامت اعمال سے وہ
 سلسلہ برہم ہو گیا - خاندان تباہ ہو گئے - ہمارے بزرگ جو اس تعلیم
 کی قدر کرتے تھے دنیا سے جاتے رہے - وہ بزرگ مستوراتیں جو اس کام
 کو انجام دیتی تھیں دنیا سے اُٹھ گئیں - تمام خاندانوں کے مرد جاہل
 و نادان رہ گئے جو ذلت کہ تمہارے خاندانوں کے مردوں پر خدا کی مرضی
 سے آئی ضرور تھا کہ اُس کا حصہ تم کو بھی ملے - پس وہی بد بختی
 تمہارے خاندان کے مردوں کی ہی جس کا حصہ تم کو بھی ملا ہی اور
 جسکا ذکر تم نے پردہ سے اس اقریس میں کیا ہی *

اے میری بہنوں! تم یقین جانو کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں
 ہے جس میں مردوں کی حالت درست ہونے سے پہلے عورتوں کی
 حالت میں درست ہو گئی ہو - اور کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں
 ہے جس میں مردوں کی حالت درست ہو گئی ہو اور عورتوں کی
 حالت درست نہ ہوئی ہو - ان سچے واقعات نے میرے دل میں
 بہت کچھ اُتر کیا ہے - میں نے تمہارے لڑکوں کی تعلیم پر جو کوشش
 کی ہے اُسے تم یہ نہ سمجھو کہ میں اپنی بھاری بیٹیوں کو بھول گیا
 ہوں - بلکہ میرا یقین ہے کہ لڑکوں کی تعلیم پر کوشش کرنا لڑکھوں
 کی تعلیم کی چیز ہے - پس جو خدمت میں تمہارے لڑکوں کے لئے
 کرتا ہوں درحقیقت وہ لڑکوں لڑکھوں دونوں کے لئے ہے *

میری یہ خواہش نہیں ہی کہ تم اُن مقدس کتابوں کے بدلے جو تمہاری دادیاں اور نانہاں پڑھتی آئی ہو اس زمانہ کی مروجہ نامبارک کتابوں کا پڑھنا اختیار کرو جو اس زمانہ میں پھیلتی جاتی ہیں *

مردوں کو جو تمہارے لئے روٹی کما کر لانے والے ہیں زمانہ کی ضرورت کے مناسب کچھ ہی علم یا کوئی سی زبان سیکھنے اور کبھی نئی چال چلنے کی ضرورت پیش آئی ہو مگر ان تبدیلیوں سے جو ضرورت تعلیم کے متعلق تمکو پہلے تھی اُس میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی *

تمہارا فرض تھا کہ تم اپنے ایمان اور اسلام سے واقف ہو اُس کی نیکی اور خدا کی عبادت کی خوبی کو تم جانو - اخلاق میں نیکی اور نیک دلی رحم و محبت کی قدر سمجھو اور ان سب باتوں کو اپنے برتاؤ میں لاؤ - گھر کا انتظام اپنے ہاتھوں میں رکھو - اپنے گھر کی مالک رہو - اُس پر مثل شہزادی کے حکومت کرو - اور مثل ایک لائق وزیر زانی کے منتظم رہو اپنی اولاد کی پرورش کرو - اپنی لڑکیوں کو تعلیم دیکر اپنا سا بنائو - خدا پرستی خدا ترسی - اپنے ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی اپنا طریقہ رکھو - یہ تمام سچی تعلیم نہایت عمدگی سے اُن کتابوں سے حاصل ہوتی ہی جو تمہاری دادیاں نانہاں پڑھتی تھیں چھٹی وہ اُس زمانہ میں مفید تھیں ویسی ہی اس زمانہ میں بھی مفید ہیں - پس اس زمانہ کی نا مفید اور نامبارک کتابوں کی تمکو کھا ضرورت ہی - ہاں یہ بات سچ ہی کہ تمہارے خاندان کے مردوں کی فالانٹی اور جہالت سے تمہارے متعدد حقوق جو خدا کے حکم سے تم کو ملے ہیں اور جن کا انسانیت کی رو سے تمہارا حق ہی برباد ہو گئے ہیں - وہ حق پھر تمہیں واپس دلانے کی یہی تدبیر ہی کہ تمہارے لڑکوں کی تعلیم میں کوشش کی جائے جب کہ وہ تعلیم یافتہ ہو جائینگے - وہ مفسرہ حقوق از خود بے مانگے تم کو واپس ملینگے - اب میں تم کو دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ جو خدمت میں اسوقت کر رہا ہوں نہ صرف تمہارے لڑکوں کی ہی بلکہ تمہاری لڑکیوں کی بھی ہی اگر خدا نے چاہا تو اُس سے دونوں برابر فائدہ اُٹھائینگے - اور لڑکے اور لڑکیاں دونوں علم کی روشنی سے روشن ضمیر ہونگے - اسوقت تمہارا اُن غریب بچوں کی پرورش کے لئے جو مدرسۃ العلوم میں پڑھتے ہیں امداد دینا تمہاری اُس ذاتی خصلت اور مادرانہ محبت کا نمونہ ہی جو خدا نے

تم میں رکھی ہی — یہہ تمہاری امداد اُن غریب بچوں کے لئے مثل شہر مادر اثر رکھیگی — اور اُن کو اور سمجھکو اور مدرسۃ العلوم کو اُس امداد سے جس طریقہ پر دیگئی ہی قومی عزت اور قومی افتخار حاصل ہوا ہی — میں سب کی طرف سے اُس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ خدا تمکو دین و دنیا میں بہ برکت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خوش و خرم رکھے — اور جیسی کہ تم اسوقت باعث افتخار قومی ہو اسوقت بھی جب کہ ہماری قوم کامل عروج پر ترقی کرے ہماری قوم کی باعث افتخار رہو — آمین *

اے مہری ہندو اور عیسائی بہنوں ! تم نے جو اپنی محبت اور وطنی یگانگت سے اپنی مسلمان بہنوں کے ساتھ اس ادریس میں اور اُس امداد میں جو مدرسۃ العلوم کے غریب طالبعلموں کو دی گئی ہی شرکت کی وہ ایک نمونہ تمہاری محبت و یگانگت کا ہی — میں دل سے اُس کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ تم پر بھی خدا تعالیٰ کی برکت ہو — اور ہر طرح کی ترقی اور خوشی تمکو نصیب رہے — آمین •

راقم

سید احمد گورداسپور

۲۸ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء

سید احمد خاں صاحب نے آج تک عورتوں کی نسبت اپنی کسی تحریر یا تقریر میں کبھی کچھ نہیں کہا تھا اور اس سبب سے لوگوں کو خاتونان پنجاب کی ادریس کے جواب سننے کا حد سے زیادہ اشتیاق تھا وہ بیقراری سے منتظر تھے کہ اُسکی نسبت سید صاحب کی راے ظاہر ہووے — جبکہ سید صاحب نے خاتونان پنجاب کی ادریس کا جواب دیا تو سب لوگ متحیر ہو گئے — جو لوگ پرانی فشن کے تھے وہ سمجھتے تھے کہ سید صاحب کی راے مستورات کی نسبت بھی اُسی قسم کی ہوگی جیسیکہ مردوں کی نسبت ہی — اور نئے خیال کے لوگ جو بے خیال اور بے سمجھے دورے چلے جانا اور اپنے ساتھ مستورات کی بھی چوٹی پکڑ کر گھسٹتے لہتے چلے جانا چاہتے ہیں وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے خیالات کو سید صاحب کے جواب سے بہت کچھ مدد ملے گی مگر

سید صاحب کا جواب دونوں فریق کے خیالات سے علیحدہ تھا - مستورات کی نسبت جو معتدل اور صحیح و سچی اور پرابہتکل اور مستحکم اصول پر انہوں نے رائے ظاہر کی اُسکا بہت بڑا اثر لوگوں کے دلوں میں ہوا - حقیقت میں ہندوستان میں مستورات کی ترقی تعلیم کا ایک ایسا مشکل مسئلہ ہی جسکا حل ہونا بہت ہی دشوار نظر آتا ہی لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ اگر اُسکا حل ہونا ممکن ہی تو اُنہی اصولوں پر ممکن ہی جو سید صاحب نے بیان کیئے ہیں *

ہم لوگ لاہور پہنچتے بھی نہیں پائے تھے ہم نے دیکھا کہ سید صاحب کا جواب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ اور خوش تقطیع پر چھپ گیا ہی اور گھر گھر اُسکی کانپیاں تقسیم ہو رہی ہیں - لودھیانہ کے اخبار نور افشاں نے جو پانڈیوں کا اخبار ہی اُسپر بہت نکتہ چینی کی ہی اور اُس جواب سے ناراض معلوم ہوتا ہی اور اُسکا ناراض ہونا اور نکتہ چینی کرنا بجا بھی ہی کیونکہ سید صاحب کے جواب سے مشنریوں کی وہ تمام اُمیدیں جو وہ مستورات کی نسبت اپنی کارروائیوں سے رکھتے ہیں برباد ہوتی معلوم ہوتی ہیں *

اسی جلسہ میں مبلغ تین سو ستائیس روپیہ خاتونان پنجاب کی جانب سے بطور دعوت سید صاحب کی نذر کیا گیا اور جو خاتونان اس چمڈہ میں شریک تھیں اُنکی فہرست پڑھی گئی سید صاحب نے اُسکو نہایت احسانمندی سے قبول کیا - ہمارے مفخر میزبان خان بہادر سردار محمد حیات خاں صاحب سی ایس آئی نے خاص اپنی طرف سے ایک ہزار روپیہ کا کرنسی نوٹ پیش کش کیا اور پانسو روپیہ اور نذر کرے کا وعدہ فرمایا - دیگر احباب ضلع گورداسپور کی جانب سے مبلغ آٹھ سو اُنھس روپیہ چار آنہ بطریق دعوت پیش کش کیئے گئے - جسقدر روپے پر روپے چلے آتے تھے سید صاحب خوش ہوتے جاتے تھے اور شکریہ پر شکریہ ادا کرتے تھے *

خاتونان پنجاب نے جو روپیہ دیا تھا اُسکی نسبت خود خاتونان نے تجویز کیا تھا کہ مدرسۃ العلوم کے غریب طالب علموں کی امداد میں صرف کیا جاوے - جو روپیہ کہ خاص خان بہادر سردار محمد حیات خاں صاحب سی ایس آئی نے عطا کیا ہی وہ ایک بورڈنگ ہوس کی

تعمیر کے لئے کافی ہی پس یہ تجویز ہوئی کہ اُس سے بیادگاری والد
ماجد سردار صاحب موصوف ایک پختہ بورڈنگ ہوس مدرسۃ العلوم میں
بنے اور اُسپر مندرجہ ذیل کتبہ لگایا جاوے *

بیاد گاری

سردار کرم خان مرحوم فیروزال رئیس واہ

متصل حسن ابدال ضلع راولپنڈی

از طرف خلف الرشید شان

سردار محمد حیات خان بہادر سی ایس آئی

جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر پنجاب

تعمیر یافت

باقی روپہ کی نسبت یہ تجویز ہوئی کہ بشمول دیگر چندہ کے

تعمیر مکانات مدرسۃ العلوم میں صرف کیا جاوے *

اسی رات ایوننگ پارٹی قرار پائی تھی اور اُس کا وقت اس حساب
سے مقرر کیا تھا کہ اُس سے قبل یہ سب کاروائیاں ختم ہو جاویں —
چنانچہ ایوننگ پارٹی کے معینہ وقت پر اور لوگ جو اُس میں مدعو
تھے آئے شروع ہو گئے اور ایک مجمع یورپین اور ہندوستانی احباب کا
جس میں ہندو و مسلمان دونوں شامل تھے جمع ہو گیا — اُن سب کے
نام نامیوں کا یاد رکھنا یا پوچھ پوچھ کر لکھنا محالات سے تھا — یورپین
احباب میں جناب کرنل ہارکوت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور ایک
صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر اور مسٹر ہارکن صاحب دستورکت
سپرٹنڈنٹ پولس اور دو پادری صاحبان ریورنڈ گارن صاحب ریورنڈ
کالڈویل صاحب شامل تھے — ہندو صاحبان میں رائے بوتھا مل صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر — بابو من موہن سرکار صاحب ہیڈ ماسٹر —
مہنت بالموک صاحب — مہنت بشمبر ناتھ صاحب گدی نشین
گورنورہ گورداسپور — مہنت گورکھ ناتھ صاحب — منشی منو لال صاحب
تجربہ دار — منشی اورنگ رام صاحب منصف — لالہ نراین داس صاحب
مستورکت انچیف — لالہ گورچنداس صاحب — لالہ چنی لال صاحب —
لالہ رام سرنداس صاحب اور اور بہت سے صاحب شامل تھے — مسلمان

صاحبوں میں خان بہادر سردار محمد حیات خاں صاحب یوہلزئی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر - مولوی محمد شفیع صاحب منصف - شیخ احمد علی صاحب پلوٹر - منشی نبی بخش صاحب - شیخ سبحان علی صاحب رئیس و ممبر میونسپل کمیٹی - نتھہ خاں صاحب رئیس - مولوی قمرالدین صاحب - شیخ فضل الہی صاحب - شیخ غلام علی صاحب رئیس - میر نبی علی صاحب نایب تحصیلدار اور اور بہت سے صاحب شامل تھے *

ایوننگ پارٹی کا جلسہ نہایت خوبی سے سجایا گیا تھا ایک کمرہ میں عمدہ قسم کے میووں اور چاء و کافی اور اشیاء نفیس تغل سے یورپین اور مسلمان دوستوں کے لیئے میز آراستہ تھی اور ایک کمرہ میں اسطرح ہندو دوستوں کے لیئے تکلف کیا گیا تھا سب لوگ ڈرائنگ روم میں نہایت خوشی سے ملتے تھے اور تغل کے کمروں میں جا کر تغل کرتے تھے - سردار شیر سنگھ صاحب منصف کے اہتمام میں اُس کا انتظام تھا جنہوں نے نہایت خوبی سے اُس کو پورا کیا سردار شیر سنگھ صاحب نہایت متین اور نیک دل اور با اخلاق سادہ مزاج اور بے تکلف جنتلمین ہیں جن سے ملکر نہایت ہی دل خوش ہوا بارہ بجے کے بعد یہ جلسہ ختم ہوا *

گورداسپور ایک بہت چھوٹا قصبہ ہی جنوری سنہ ۱۸۸۴ء میں وہاں ریل جاری ہوئی ہی جس سے اُمید ہی کہ اُس کی تجارت اور اُس کی آبادی کو ترقی ہو جاوے گی گورداسپور سے چند میل کے فاصلہ پر مسٹر ہالسی صاحب بہادر نے جن کو اضلاع شمال و مغرب کے سب لوگ بخوبی جانتے ہیں اور مدت تک اُن اضلاع میں خصوصاً کانپور میں کلکٹر و مجسٹریٹ تھے نہر کے کنارے اُرنی کپڑوں کے بنغمے کا کارخانہ جاری کیا ہی جس میں عمدہ عمدہ کمل اور قالین وغیرہ اُرنی چیزیں بنائی جاتی ہیں سوائے اس کے اور کوئی چیز یہاں قابل دید نہیں ہی *

اُنہیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو گورداسپور سے روانگی کی تاریخ مقرر تھی چنانچہ سید صاحب تاریخ معینہ کو بعد اداے شکریہ اپنے میزبان مفتخر کے معہ اپنے ہمراہی دوستوں کے روانہ ہوئے سب احباب نے رسم مشایعت ادا کی شیخ قلام حسن صاحب اور خواجہ یوسف شاہ صاحب بھی

ہمارے ساتھ روانہ ہوئے حاجی غلام حسن صاحب کی طبیعت بسبب
 سردی و مہینہ کے علل ہو گئی تھی وہ ہم سے ایک روز پیشتر روانہ ہو
 چکے تھے اب ہم 'گورہ اسپور سے رخصت ہوتے ہیں اور دوبارہ امرتسر کو جاتے
 ہیں *

حالات مقام امرتسر

بر وقت مراجعت از گورداسپور

انتیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۴ ع کو سید صاحب معہ اپنے ہمراہی دوستوں کے گورداسپور سے روانہ ہو کر امرتسر پہنچے ریلوے اسٹیشن پر اکثر احباب بطریق استقبال تشریف لائے تھے حاجی غلام حسن صاحب وہاں موجود تھے سید صاحب نے ریل پر سے اترتے ہی حاجی غلام حسن صاحب سے اُن کے مزاج کا حال پوچھا اور اس بات کے معلوم ہونے سے کہ اُنکی طبیعت بالکل اچھی ہی نہایت خوشی ہوئی — ہم سب لوگ اُسی ہوٹل میں پہنچے جس میں پہلے تھہرے تھے وہاں سب سامان آرام و آسائش اور مہمان نوازی کا درست تھا اُوہاں ہم سب نے آرام کیا آج ہی شام کو ٹون ہال میں لکچر دینا قرار پاچکا تھا *

جالندھر میں جو ہجوم لکچر کے وقت ہو گیا تھا امرتسر کے بزرگوں کو اُسکا بہت خیال تھا اور اُسکے انتظام کے لیئے اُنہوں نے ٹکٹ جاری کیئے تھے تاکہ بے اندازہ ہجوم نہوجارے اور جس کے پاس ٹکٹ نہو وہ ٹون ہال میں داخل نہوسکے — اس تدبیر نے نہایت عمدہ فائدہ دیا اور ٹون ہال میں با وصف کثرت سے لوگوں کے جمع ہونیکے قابل تعریف انتظام رہا جو غلطی کہ ازراہ فیاضی بزرگان امرتسر سے ہوئی وہ صرف یہ تھی کہ ٹکٹ بلا قیمت تقسیم کیئے اگر ٹکٹ بقیعت دیئے جاتے تو کم سے کم دو ڈیڑھ ہزار روپیہ وصول ہوجاتا *

جو وقت لکچر کے لیئے معین تھا اُسوقت سید صاحب ٹون ہال میں تشریف لائے ٹون ہال لوگوں کی کثرت سے بالکل بہرا ہوا تھا چناب خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب اُس مجلس کے پریسڈنٹ تھے جب سید صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے لیئے تو خان محمد شاہ خاں صاحب کھڑے ہوئے اور ایک مختصر تقریر میں اُنہوں نے سید صاحب سے تعلیم اور قومی اتفاق پر لکچر دینے کی درخواست کی *

جبکہ سید صاحب لکچر دینے کو کھڑے ہوئے تو تمام حاضرین نے ایک بڑے شوق سے اور بڑی خوشی کے جوش سے چہرہ زدی جس سے ٹون ہال گونج اُٹھا جب گونج تھہر گئی تو سید صاحب نے لکچر دینا شروع

کہا ایسی خوبی اور فصاحت اور ہر جستہ فقروں سے یہ لکچر دیا کہ لوگ متعجب ہو گئے اکثر لوگ آپس میں ذکر کرتے تھے کہ ایسی عمدہ اور مسلسل زبانی تقریر آج تک ہم نے نہیں سنی ۔ وہ لکچر جو سید صاحب کی زبانی تقریر کے ساتھ میں لکھتا جاتا تھا ذیل میں مندرج ہے —

مجھے افسوس رہا کہ کسی صاحب نے میری اس زود نویسی کی کہ میرا قلم بھی سید صاحب کی زبان مبارک کے ساتھ ہی ساتھ چلتا تھا دان ندی مگر اُمید ہی کہ اب جو لوگ اس لکچر کو پڑھیں گے وہ دہا دینکے ور سید صاحب مجھے معاف کرینگے اگر میں یہ کہوں کہ جو کام اُنکی زبان مبارک نے کیا ہے وہی کام میرے قلم نے کیا ہے *

لکچر تون ہال انجمن میں

جناب صدر انجمن و دیگر صاحبان -

اس وقت میرا ارادہ ہے کہ آپ لوگوں کی خدمت میں جیسا کہ صاحب صدر انجمن نے فرمایا ہے امتحان باہمی اور تعلیم کے باب میں اپنے خیالات ظاہر کروں۔ صاحبان من یہ ملک ہندوستان ایسا ملک نہیں ہے جس میں لوگ تعلیم اور علم کو نہ جانتے ہوں یہ نہایت قدیم اور پرانا مقدس ملک ہے جس میں ایک قوم جو اس میں رہتی تھی اُنہیں بہت بڑے عالم بہت ذی رتبہ لوگ گذرے تھے جن کی زبان سنسکرت تھی جس کی خوبی اور عمدگی فوائد علوم کے لینے بالخصوص مشہور ہے (چھوڑ) سبکو معلوم ہے کہ اُس میں نہایت عمدہ اور نفیس کتابیں فلسفہ اور لاجک کی موجود ہیں جو ایسی نہیں ہیں کہ جنہر ملک کو کچھ کم فخر نہو اُس کے بعد ایک زمانہ آیا جب ہم لوگ یہاں آئے ہمارے باپ دادا علم میں کچھ کم مشہور تھے شاید ہندوستان میں اُنہوں نے بہت کچھ نہ کہا ہو مگر ہمارے اسلاف وہ لوگ تھے جنہوں نے علم کو بہت ترقی دی بغداد قرطبہ غرناطہ کے دارالعلوم کسی کو بھول نہ گئے ہونگے ہمارے اسلاف ہی تھے جنہوں نے یونانی علوم کو زندہ رکھا وہ ایسے تھے جنہوں نے پرانے یونانی علوم کو ایسی ترقی دی کہ اگر مقابلہ کیا جاوے تو اُنہوں نے اُن پرانے علوم کو گویا ذرہ سے آفتاب بنا دیا تھا یورپ اگرچہ اس زمانہ میں علوم اور فنون میں مشہور تھی مگر پرانی تاریخ سے معلوم ہوا کہ اسپین کے دارالعلوم نے اُسکو یہ نعمت بخشی ہے (چھوڑ) اور

یورپ ہی پر کیا ہی دنیا بھر کو انہی سے یہ فیض پہنچا ہی اگر ہمارے اسلاف یونانی علوم کو زندہ نہ رکھتے تو آج تمام دنیا میں کوئی بھی فلسفہ اور یونانی لاجک کا ایک حرف نہ جانتا ہوتا ایسے ملک میں جہاں دونوں قوم کے اسلاف ایسے مشہور ہوں اور چلکے سبب سے دنیا میں اب تک علوم قائم رہے ہوں علم کے فوائد یا تعلیم کے متعلق کچھ بیان کرنا فضول ہوگا مگر میں دونوں قوموں کے فضائل تسلیم کر کے یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب ہماری حالت کیا ہی اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں ہماری اولاد کو کیا کرنا چاہیئے اے صاحبوں کسی انسان کی یہ خوبی نہیں ہی کہ بزرگوں کے نام پر فخر کریں اور خون کچھ نہیں ہمارے ملک اور ہماری دونوں قوموں کی یہ حالت ہی کہ اسلاف کے نام پر شہنشی کرتے ہیں اور خود کچھ نہیں کرتے اُن لوگوں کو یہ غلط خیال کہ ہمارے اسلاف سب کچھ کر گئے اب ہم کو کچھ کرنا نہیں ہی دل سے نکال ڈالنا چاہیئے زمانہ روز بروز ترقی کرتا جاتا ہی اگر زمانہ کسی حد تک منتهی ہو جاتا تو یہ خیال صحیح تھا کہ علوم منتهی ہو گئے مگر ہر کوئی جانتا ہی کہ زمانہ رکا نہیں وہ چلتا جاتا ہی ایسے حال میں یہ خیال کہ بزرگوں کے حاصل کیئے علوم کافی ہیں بالکل غلط ہی گو یورپ ہمارے علوم سے روشن ہوا مگر دیکھو کہ انہوں نے کیا کیا انہوں نے علم کو جانچا اور پڑھا ذرا برابر علم کو ایسی ترقی دی جیسے ایک بیج سے عالیشان درخت پیدا ہو جاتا ہی جو علوم پہلے ایجاد ہوئے تھے اُس وقت اُن کے ایجاد کرنے والوں کو زیادہ تحقیقات کا موقع نہ ملتا تھا جو علوم اُس وقت نکالے گئے تھے اور اُن میں جو غلطیاں رہ گئی تھیں اُن سے وہ لوگ بخوبی آگاہ نہیں ہونے پائے تھے یورپ نے یہ احسان اُن پر اور تمام دنیا پر کیا کہ اُن غلطیوں کو نکالا اور صحیح مسائل اور صحیح علوم لوگوں کو بتائے اور جو علوم نہ تکمیل کو پہنچے تھے اور نہ کارآمد تھے اُن کو کارآمد کیا اور تکمیل پر پہنچایا ایک احسان اور کیا کہ جدید علوم ایجاد کیئے جو روزمرہ کی زندگی کے واسطے کارآمد ہیں اب یہ حال ہی کہ اگر کسی ملک میں یا کسی حصہ پنجاب میں تاریخی یا ریل نہ تو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اندھیرے میں بے زبان اور دست پاشکستہ پڑے ہوئے ہیں دیکھئے یہ تمام چیزیں یورپ کی ایجاد کی ہوئیں علوم کی برکت سے ہم کو ملی ہیں جب

زمانہ ایسی ترقی کر گیا ہی اور علوم نے یہہ ترقی پائی ہی تو کیا ہمارا یہہ کام ہی کہ ہم ان علوم پر نظر ندالیں یا جس قدر ہمارے اسلاف نے کہا ہی اُسی قدر ہم بھی کریں اگر ہم اُسی پرانے علم کو رتے جائیں اور ہم اُتہا ہی کریں جتنا کہ ہمارے باپ دادا نے کہا تھا تو ہم مثل ایک جانور کے ہونگے جو وہی کام کرتا ہی جو اُسکا دادا پردادا کرتا تھا (چہررز) ہمارا کام دنیا میں یہہ ہی کہ جن لوگوں نے ہم سے علم لیئے ہیں اور اُنکو ترقی دی ہی اب ہم اُنسے وہی علوم لیں اور اُنکے سیکھنے میں کوشش کریں ہماری آیندہ نسلوں کو اور ہمارے واسطے بھی باعث فخر ہو سکتا ہی اور ایسا ہی کرنا ہمپر لازم ہی تاکہ ہم جدید علوم سیکھیں جسمیں کہ روز بہ ترقاں اور کارآمد چیزیں موجود ہیں یہہ علوم جب تلاش کیئے جاتے ہیں تو مختلف زبانوں میں یورپ کے ہمکو ملتے ہیں مگر یورپ کی بہت سی زبانیں ہماری دسترس سے باہر ہیں اور اگر ہم کسی طرح سے اُن کو حاصل بھی کریں تو ضرور ہم اُس میں ادھرے رہینگے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ خدا کی کیا مرضی ہی خدا کا حکم کوئی تحریری نہیں آتا مگر زمانہ کے حالات سے پایا جاتا ہی اس زمانہ میں ہمکو خدا کی یہہ مرضی معلوم ہوتی ہی کہ انگلش نیشن ہندوستان میں حکومت کرے اور ہم اُن کے زیر سایہ بسیں اور جو کچھ فائدہ ممکن ہو اُن سے حاصل کریں خدا کی مرضی سے اُس پر ہمکو دسترس بھی ہی اس زمانہ میں جو کچھ ہم کرسکتے ہیں وہ یہہ ہی کہ ہم انگریزی زبان سیکھیں اور جو علوم اور فنون اُس میں ہوں اُن کو حاصل کریں میرا مطلب یہہ نہیں ہی کہ ہندو سنسکرت کو یا مسلمان عربی زبان کو چھوڑ دیں ہندوؤں کو چاہیئے کہ اُسکو اعتدال کے ساتھ نہ افراط و تفریط کے ساتھ سیکھیں مسلمانوں کو بھی یہہ لازم ہی کہ عربی زبان کی تحصیل نہچھوڑیں یہہ ہمارے باپ دادا کی مقدس زبان اور ہماری قدیم ملک کی زبان ہی جو فصاحت و بلاغت میں سمٹک زبانوں میں لاثانی ہی مگر افراط و تفریط نہو اس زبان میں ہمارے مذہب کی ہدایتیں ہیں لیکن جبکہ ہماری معاش ہماری بہتری ہماری زندگی باآرام بسر ہونے کے ذریعے ہمارے اس زمانہ کے موافق انسان بننے کے وسائل انگریزی زبان سیکھنے میں ہیں تو ہمکو اُس طرف بہت توجہ کرنی چاہیئے - یہہ اغراض دنیوی ہم ہندو

اور مسلمان سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور وہ کسی طرح چھوٹ نہیں
 سکتے - جو شخص 'ہماری انگریزی گورنمنٹ کے انصاف پر نظر ڈالے گا وہ
 خوش ہوگا اور شکر کریگا کہ اس گورنمنٹ نے تعلیم کے متعلق بہت
 کچھ کوشش کی ہے کوئی سلطنت خاص کر ہندوستان کی جس پر ہم کو
 بہت فخر ہے ایسی نہیں گذری جس نے تعلیم میں اس قدر کوشش کی
 ہو مذہبی فیانگ کو دخل ندینا چاہئے میں سچ کہتا ہوں کہ مشنریوں
 نے بھی اپنے خیال کے موافق نیک دلی سے تعلیم کا بڑا فائدہ پہنچایا ہے
 گورنمنٹ کا شکریہ تو ہم سے ادا ہے نہیں ہو سکتا جو کچھ اُس نے کیا ہے
 بے مثل اور بے نظیر ہے لیکن ایک سوال ہے جو حل نہیں ہوتا بلکہ
 ایک نہیں دو سوال ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ ایک ملک
 کو جس میں چوبیس پچیس کروڑ آدمی بستے ہوں تعلیم دی سکتی
 ہے؟ دوسرا یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ ایسی پوری تعلیم کر سکتی ہے جس
 سے ہمارے پورے اغراض حاصل ہو سکیں؟ ان سوالوں کا جواب بجز نفی کے
 اور کچھ مٹری سمجھ میں نہیں آتا آپ مجھے معاف رکھیں اگر کوئی
 لفظ نا مناسب مٹری زبان سے نکل جائے کیا ہندوؤں اور مسلمانوں کو
 کچھ بھی غیرت ہے جبکہ اپنی تعلیم کا بوجھ گورنمنٹ پر ڈال کر اُسی
 پر بھروسہ کریں کوئی بیغیرتی اُس سے زیادہ نہیں ہے کہ اپنے بچوں
 کی تعلیم کے واسطے دوسرے کے سامنے ہاتھ پھلائیں گورنمنٹ کی
 حکومت مختلف فرقے اور مختلف مذہب کے لوگوں پر ہے اور
 کوئی اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اُن لوگوں کے اغراض بھی
 مختلف ہوں پس ایسی حالت میں گورنمنٹ ہر خاص فرقہ کے
 واسطے کچھ بندوبست نہیں کر سکتی (چھوڑ) اُس کا اصول تو
 یہی ہوگا کہ کل کے ساتھ برابر برتاؤ ہو اس کا نتیجہ ضروری یہ
 ہے کہ ان مختلف فرقوں کے کچھ اغراض پورے ہوں اور کچھ
 نہیں یہ حال ہندوستان میں عام ہے ہندوستان میں جس
 فرقہ کے اغراض زیادہ پورے ہو سکتے تھے اُنہوں نے تعلیم کا زیادہ فائدہ
 اُٹھایا جن کا نام میں بتاؤنگا یعنی ہندو مسلمانوں کو گورنمنٹ کے سرشتہ
 تعلیم سے کم فائدہ پہنچا کیونکہ اُن کے اغراض کم حاصل ہوئے تھے یہ
 بات ہندوستان کے ہر حصہ کے سرشتہ تعلیم پر فطرتاً سے بخوبی

معلوم ہوتی ہی جہاں سو برس عملداری کو گذرے وہاں یہی کالج اور اور مدرسوں میں مسلمان کم ہیں اور مسلمانوں کو تعلیم کم ہوئی ہی یہ گورنمنٹ کا قصور نہیں ہی یہ ہمارا ہی قصور ہی اگر ہم تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لیتے تو سب کچھ اچھی طرح سے کرسکتے تھے مجھکو شبہ ہی کہ ہندوؤں میں کون لوگ ایسے تھے جن کو مذہبی اغراض زیادہ مد نظر تھے مگر کوئی مسلمان باپ ایسا نہیں ہی کہ اپنے بچہ کو مذہبی تعلیم ندینا چاہتا ہو میں کہتا ہوں کہ جب تک تم جان رکھتے ہو جب تک تمہارے جسم میں جان ہی جب تک تمہاری آنکھ کھلی ہی تم مذہب کو ہرگز نہ چھوڑو مگر دونوں پہلوؤں کو دیکھ کر چلنا چاہیئے گورنمنٹ کی تو یہ نہایت عمدہ پالیسی ہی کہ وہ مذہبی تعلیم سے علیحدہ رہے پس جب تک تم خود اپنی تعلیم اپنے بچوں کی تعلیم اپنے ہاتھ میں نہ لو تم دونوں قسم کی تعلیم اُن کو نہیں دے سکتے گورنمنٹ نہایت خوشی سے ہماری قوم کے لیئے جو تعلیم گاہ ہماری کوشش سے قائم ہو اُس میں مدد دینے کو موجود ہی تو ایسی صورت میں جب کہ گورنمنٹ مدد دینے کو موجود ہی اور ہماری غرض بغیر خود متوجہ ہوئے پوری نہیں ہوسکتی تو اگر ہم ایسا بندوبست نہ کریں تو کیسے افسوس کی بات ہی اور بچوں کے لیئے کیسے سخت افسوس کا معاملہ ہی (چیرز) تعلیم کے باب میں چھوٹے چھوٹے اسکولوں سے خواہ وہ گورنمنٹ کے ہوں یا پریوٹ ہوں کچھ نہیں ہوسکتا ادنیٰ درجہ کی تعلیم کی نسبت میں صاف کہتا ہوں کہ آپ نے پرانی مثل سنی ہوگی، ”نیم ملاحظرۃ ایمان و نیم حکیم خطرۃ جان“ یہی حال ادھوری تعلیم کا ہوگا آدمی بنانے کے واسطے جب تک ہماری قوم میں ہائی ایجوکیشن نہ پھیلے گی ہماری قوم آدمی نہیں بن سکتی ابھی چند روز کا زمانہ گذرا ہی جب ایجوکیشن کمیشن کا اجلاس کلکتہ میں ہو رہا تھا اور میں بھی وہاں موجود تھا سب یہی کہتے تھے کہ ہائی ایجوکیشن اُتھنے نپاڑے مگر یہ بات بہت کم کسی منہ سے سننے میں آئی تھی کہ اگر گورنمنٹ اپنا ہاتھ ہائی ایجوکیشن سے اُٹھا لیگی تو ہم خود اُسکو کرلیفٹنگے اس کا مجھے بہت افسوس ہی اُس میں شک نہیں کہ اس تعلیم کیواسطے زر خطیر چاہیئے جسکو گورنمنٹ برداشت نہیں

کرسکتی لیکن تم آپس میں ملکر وہ سب کچھ کرسکتے ہو جو گورنمنٹ نہیں کرسکتی گورنمنٹ جب تعلیم کی طرف توجہ کرتی ہی تو سب سے پہلے ہمارے دوست فنانشل ممبر یہہ دیکھتے ہیں کہ روپیہ بجٹ میں ہی یا نہیں تم لوگ اگر تھوڑا تھوڑا کر کے بھی روپیہ جمع کرو تو تمہارا بجٹ کبھی خالی نہوگا تم چاہو تو امرتسر میں لاہور سے بڑا کالج قائم کردو گورنمنٹ کے بہت اخراجات ہیں فوج کا خرچ ملک کے انتظام کے اخراجات پھر اگر گورنمنٹ کچھ کریگی تو وہ اسی روپیہ میں سے کریگی جو ہم سے لیا جاویگا اگر تم اس بات کو سوچ کر خود ہی تعلیم کا انتظام کرو تو گورنمنٹ کو دکھا سکتے ہو اور فخر کرسکتے ہو کہ جو کام گورنمنٹ سے نہوسکا وہ ہمنے کر دکھا یا اکثر لوگ ہیں جنکے خیال میں یہہ گذرتا ہی اور میں نے بہتوں کو کہتے بھی سنا ہی کہ تعلیم یا ہائی ایجوکیشن سے کیا نتیجہ ہوگا نوکری تو بہت کم ہی اگر بہت لوگ بی اے اور ایم اے ہو جائیں گے تو دس روپیہ کی نوکری بھی اُنکو نہ ملیگی مگر آپ غور کریں اور جن لوگوں کا ایسا خیال ہووے مجھے معاف کریں کہ یہہ خیال غلطی سے بھرا ہوا ہی بیشک ہم ہندوستانی جو برٹش گورنمنٹ کی رعایا ہیں اُنکا حق ہی اور اُنکا دعویٰ ہی کہ جس طرح ارر لوگ اور قومیں اعلیٰ عہدہ پانیکے مستحق ہیں ہم بھی اُسکو حاصل کریں اور وہ عہدہ لیں میرا مطلب یہہ نہیں ہی کہ ہم اپنا حق چھوڑ دیں اور گورنمنٹ سے اپنے حقوق نہ مانگیں مگر یہہ سچ ہی کہ گورنمنٹ سبکو اعلیٰ عہدے نہیں دیسکتی بلکہ کل تعلیم یافتہ کو انی عہدے بھی نہیں دیسکتی مگر تم یہہ دیکھو کہ کوئی اور نتیجہ بھی تعلیم کا ہی یا نہیں آپ خیال کیجئے کہ ہندوستان جس میں ہزاروں قسم کی چیزیں تجارت کے فائدہ کے واسطے موجود ہیں اور پیدا ہوتی ہیں ہمارا ملک ہی اور وہ چیزیں ہمارے ہاتھ میں ہیں مگر اُس کے نفع کا کیا حصہ ہمارے ہاتھ میں ہی ؟ ہندوستان میں تجارت کی بہت کچھ ترقی ہوئی مگر آپ خیال کیجئے کہ ملک کی تجارت اور دولت مندی کا اصول کیا ہی وہ ملک دولت مند نہیں ہوتا جس میں دوسرے ملک کی چیزیں کی تجارت ہوتی ہی بلکہ وہ ملک دولت مند ہوتا ہی جس کی چیزیں کی تجارت کو دوسرے ملکوں میں ترقی ہوتی ہی آج کل وہی

ملک دولت مند ہو رہا ہی جس کی چیزوں کی تجارت دوسرے ملکوں میں ہوتی ہی ہندوستان کی چیزیں اگرچہ دوسرے ملک میں جاتی ہیں مگر محنت کی قیمت بڑھاکر پھر اسی ہندوستان میں آ جاتی ہیں ہمارے ملک کی چیزوں کی نسبت بھی ہم لوگوں کی تجارت ایک بلدرگاہ سے دوسرے بلدرگاہ تک یا ایک شہر سے دوسرے شہر تک محدود ہی ایک بھاٹی دوسرے بھاٹی کی گرہ لگتا ہی ہم لوگ اپنی چیز دوسرے ملک میں نہیں لے جاتے نہ دوسرے ملک کی چیز اپنے ملک میں لاتے ہیں ہم دریا کے کنارے پر بلکہ اس زمانہ میں اپنی دوکان سے چند قدم فاصلہ سے ریل کے اسٹیشن پر چار آنے کی چیز سوا چار آنے پر بیچ دیتے ہیں یا وہیں پر اس طرح سے خرید کر اپنے ملک میں بیچتے ہیں سمندر کے اندر ہمارا کچھ حصہ نہیں ہی غور ملکوں سے ہمارا کچھ رشتہ نہیں ہی ہمکو چاندیئے کہ دوسرے ملک میں آرتھ اور کمپنیاں قائم کریں جس سے عالی درجہ کے تاجر ہوں ملک کی پیداوار قدرتی چیزیں جو زمین میں گڑی پڑی ہیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اس طریقہ سے کہ اپنے ملک میں اپنے ہی ایک بھاٹی کا روپیہ لیکر فائدہ اُٹھائیں ملک میں ترقی نہیں ہو سکتی روپیہ کو کبھی اس تھیلی میں اور کبھی اُس تھیلی میں ڈالنے سے روپیہ بڑھ نہیں جاتا جب تک کہ باہر سے لاکر اُس میں روپیہ نہ ڈالا جاوے جب تم ایسا کر گئے اُس وقت بے شک جس طرح ہمارے ملک کا روپیہ دوسرے ملک میں جاتا ہی ہم بھی دوسرے ملک کا روپیہ اپنے ملک میں کیونچ لاینگے بہت سب باتیں ہمکو صرف ہائی اینجو کیشن کے نہونے سے حاصل نہیں ہوتیں (چیزز) امرتسر جو مشہور تجارتی شہروں میں ہی اسمیں ایک وقت کیسی دھوم کی تجارت تھی مگر اب ہم بڑے بڑے تاجروں کو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے دیکھتے ہیں کیا ہماری قسمت میں صرف پشیمنے ہی کی تجارت لکھی ہوئی ہی اور اُس کے زوال پر ہمارا زوال مقدر میں لکھا تھا اگر علم ہوتا تو ہم زوال رسیدہ تجارت کی عوض دوسری تجارت اختیار کرتے اور ہم لوگ امریکا - لندن - جرمن - فرانس میں جاتے اور وہاں اپنی نئی تجارت کی دوکانیں کھولتے اور ہم اپنے ملک کی چیزوں سے پورا وہ فائدہ اُٹھاتے جو دوسری قومیں ہمارے ہاں کی چیزوں سے اُٹھاتی ہیں اگر علم ہو جاوے تو بہت سب کچھ ہو اور ملک دولت سے مالا مال

ہو جاوے ۔ ایک بات اور کہ رنگا کہ انسان کو خدا نے تمام مخلوقات سے
 برتر بنایا ہی مگر ظاہر میں کوئی بات برتری کی اُس میں نہیں ہی
 کھانا پینا سونا اور بہت سے کام انسان جانوروں سے اچھے نہیں کرتا شہد کی
 مکھی جیسا اپنا چھتا بناتی ہی اُر وہ ایک زرد جانور جسکو لوگ بھا
 کہتے ہیں جیسا گھوسلا بناتا ہی بڑی صنعت کا کام ہی یہ سب باتیں
 اُن میں قدرتی رکھی گئی ہیں جو انسان میں نہیں ہیں انسان کی
 خوبی و برتری یہی ہی کہ وہ جہاں تک چاہے ترقی کر سکتا ہی حیوان
 حد معین سے زیادہ ترقی کچھ نہیں کر سکتا مگر انسان میں جوہر ترقی
 کر سکتا موجود ہی خواہ اُس کو اُس کے دل کی بناوٹ کہو یا دماغ کی
 ساخت یا روح جو چاہو اُسکا نام رکھو پھر حال اُس میں ایک
 ترقی کرنے والا مادہ ہی پھر انسان اگر اُس کو ترقی دے تو حیوان میں
 اُر اُس میں تفاوت نہیں رہتا (چیزز) علم ایسی چیز ہی جو
 صداقت کے سکھانے اخلاق درست کرنے زندگی کی راہ بنانے ایذا جنس کے
 ساتھ بسر کرنے اپنے اُر دوسرے کے حق پہنچانے میں کارآمد ہی یہ تمام
 باتیں انسانیت کی ہیں مگر بغیر علم کے نہیں آتیں بحیثیت انسان ہونے
 کے ہمارا فرض ہی کہ اپنے تئیں انسان بنائیں نہ کہ مثل حیوان کے اپنی
 زندگی بسر کریں ۔ اے صاحبو ایک اور بات بھی میں تعلیم کے متعلق
 کہنا چاہتا ہوں کوئی شخص کوئی متنفس اس سے انکار نہ کر سکتا کہ رعایا
 پر وہ کسی حاکم کی رعایا ہو کچھ فرائض ہوتے ہیں جن میں سے بڑا
 فرض یہ ہی کہ رعایا اپنے حاکم کی وفا دار اور خیر خواہ ہو بحیثیت
 مسلمان ہونے کے میں یہ کہوں گا کہ یہ فرض صرف عقلی اور انسانیت
 ہی کا نہیں ہی بلکہ ہمارا مذہب ہمارے خدا کا حکم ہی رسول کا حکم
 ہی کہ حاکم کی اطاعت کرو گو وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو میں یقین
 دلاتا ہوں کہ جو اصول ہماری برتس گورنمنٹ کی حکومت کر نیکے ہیں
 اُن کے سمجھنے میں غلطی کرنا تعلیم نہونے کا نتیجہ ہی میری رائے ہی
 کہ ہائی اسکول مڈل اسکول نہیں ہائی ایجو کیشن جسقدر زیادہ ہوگی
 اسیقدر ہم اپنی گورنمنٹ کے اصول حکومت کو سمجھینگے اور اُس کی
 قدر کریں گے (چیزز) اگر گورنمنٹ نے ہمارے کچھ حقوق ایتک ہمکو
 نہیں دیئے ہیں جن کی ہم کو شکایت ہو تو یہی ہائی ایجو کیشن وہ

چیز ہی کہ خزاہ نخواستہ طوعاً و کرہاً ہمکو دلاویگی (چھوڑ) غرض کہ تعلیم ایک ایسی چیز ہی کہ اُس کے ذریعہ سے ہم اپنی قوم کو ایسا بنا سکتے ہیں جو قابل عزت ہو ہاں ایک مشکل اور بھی تعلیم کے متعلق پیش آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں دو قسم کے لوگ موجود ہیں ایک اولاد فشن یا کھو زیادہ عمر کے جن میں سے ایک میں بھی ہوں لیکن اُن میں بہت ایسے ہیں جن کے کان میں بچپن سے ایک بات پڑتے پڑتے دل پر نقش ہو گئی ہے اور وہ دل سے نکل نہیں سکتی اور وہ اُسی پر جمے ہیں ایسے لوگوں کو خاص کر اس زمانہ کے نوجوان اولاد فشن کے لوگ کہتے ہیں وہ ہیں جو کسی قدر تعلیم کے رستہ میں پڑ گئے ہیں یا ایسے ہیں کہ پوری تعلیم تو نہیں پائی مگر باتیں سنانے سے ایسے ہو گئے ہیں کہ زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہیں ایسے لوگوں کو میں روش، ضمیر کہونگا جن کو اور لوگ نئی روشنی والا کہتے ہیں یا نئی فشن والا اب ان دونوں گروہوں میں اختلاف پڑ گیا ہے پرانے فشن کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ نئی فشن والے بغیر کسی دھکے کے دینے کے سیدھے جہنم میں جاؤ گے اور دنیا میں بھی اُن سے زیادہ کوئی بد چلن نہیں ہے میں اس بات کو قبول کرتا ہوں کہ ان نوجوانوں کا فرض ہے کہ بزرگوں اور اولاد فشن والوں کا ادب اور لحاظ کریں اور ترقی کے ساتھ اپنے اخلاق اور عادات کا بھی خیال رکھیں مگر بزرگوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ٹوٹا یکہ جسمیں سیکڑوں ہچکچولے لگنے تھے اور جس میں وہ سفر کرتے تھے اب بیکار ہو گیا ہے ریل جاری ہو گئی ہے اب ریل کو چھوڑ کر یکہ پر لوگ سفر نہیں کریں گے کوئی برائی اور کوئی دشمنی ان نوجوانوں کے ساتھ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اُن کی ہار ج ہوں اور نئے علوم کے سیکھنے میں اُن کی مزاحمت کی جاوے بزرگوں کو چاہیئے کہ اُن کو فروکش اور اُن کے حالات پر صبر کریں اگر اُن کو صبر نہ آوے گا تو بھی اُن کے صبر نہ کرنے سے کچھ نہ ہو سکیگا زمانہ چل نکلا ہے ریل چھوٹ گئی ہے اب وہ نہیں رک سکتی صرف استقدر دیکھنا چاہیئے کہ نوجوان جو ترقی کی ترین پر سوار ہیں اُن میں وہ نقص بھی ہیں یا نہیں جن کو اس زمانہ کے لحاظ سے نقص کہنا چاہیئے اگر وہ نقص ہے تو اُس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے لیکن اور مراسم کی نئی باتیں، معاشرت کے

ملرز کی تبدیلی، لباس کا تبادلہ، ایسا نہیں ہی جسدِ سختی سے مخالفت کی جاوے۔ کیا پانچ پشت کے اُسٹروف تمام یہی مراسم اور یہی طریقے تھے جو اب ہم میں رائج ہیں، ہرگز نہیں ہم نے خود اپنے باپ دادا کی رسموں کو توڑا ہی تو اگر اب ہماری اولاد ہماری رسموں کو توڑے تو ہم کیوں ناراض ہوں۔ میں مذہبی لوگوں اور مذہب میں دبوچے ہوئے مقدس لوگوں کی بڑی قدر کرتا ہوں مگر کیا جو طریقے عرب میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اب رائج ہیں اور عرب جو وہاں سے آئے ہیں اُن کے حالات سے ظاہر ہوتے ہیں وہ وہی طریقے ہیں جو رسول خدا صلعم صحابہ تابعین تبع تابعین یا اُن کے بعد کے مقدس لوگوں میں تھے۔ ایمان سے تو ہر شخص یہی کہتا ہے کہ ہمیں پس جس طرح زمانہ ترقی کرتا جاتا ہی اُسی طرح عادات اور اخلاق اور طرزِ معاشرت میں تبدیلی ہوتی جاتی ہی ہندوستان میں ترقی کا زمانہ آگیا ہی خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہمارے نوجوان ترقی کریں اور ترقی زیادہ تیز چلے اور جدید علوم اُن میں خوب پھیل جائیں۔ تعلیم علوم جدیدہ پر ہمارے پرانے بزرگ ایک اور بھی شبہ ڈالتے ہیں اور اُس شبہ میں ہمارے اکثر ہندوستانی دوست شریک ہیں وہ شبہ یہ ہے کہ انگریزی تعلیم اور علوم جدیدہ کے سیکھنے سے مذہب جاتا رہتا ہی ابھی دس روز سے زیادہ کا عرصہ نہیں گزرا کہ میں ایک قابل اور عالم کے لکچر میں موجود تھا وہ مشہور عالم اور عمدہ جنتلمین ہیں انہوں نے عام طور پر اور مسلمانوں کو خاص طور پر مخاطب کر کے یہ بیان کیا تھا کہ انگریزی فلسفہ اور لاجک نہ پڑھو کہ مسلمانی مذہب میں خلل ڈالتا ہی اور بد عقیدہ کر دیتا ہی کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہی کتابوں کے دیکھنے سے پایا جاتا ہی کہ جب ہماری حکومت آفتابِ نیمروز سے زیادہ روشن تھی اور تمام دنیا میں اُسکی شہرت تھی بنی امیہ اور بنی عباس کے وقت میں جب یونانی فلسفہ رائج ہوا تھا اُس وقت بھی بعض غیر دور اندیش عالموں کی ایسی ہی رائے تھی مگر انجام میں اُنہی علماء نے وہی اختیار کیا جس کو وہ منع کرتے تھے دیکھو کہ فلسفہ لاجک علوم طبعی وہ علوم تھے کہ جن عالموں کو سب سے بڑا عالم جانتے ہو اُنہوں نے بھی اُسکو پڑھا اور اُسی سے اُنکو فخر ہوا اور اُنہیں لوگوں کی اولاد نے جو اُسکو

منع کرتے تھے اُسکو مقدس علم جانا اسکو پڑھا اور پڑھایا اس وقت اس مجمع میں شیعہ اور سنی دونوں موجود ہیں کوئی بتاوے کہ کون مشہور عالم اُنکے ہاں کا ایسا تھا جو فلسفہ اور لاجک کو خوب نچانتا تھا اب بھی وہی پُرانا مسئلہ پیش کیا جاتا ہی مگر سچی بات ہمیشہ غالب آجاتی ہی وہ روکنے سے کبھی نہیں رکتی اگر کوئی اپنی آنکھیں بند کر لے اور آفتاب کی روشنی ندیکھے تو آفتاب پر کچھ اثر نہوگا اور شاید ایسے کرنے والے بھی دوا یک سے زیادہ نہ ملیں گے اسکے سوا میں بکے اعتقاد اور سچے دل سے کہتا ہوں کہ کوئی علم ہو لاجک فلسفہ نیچرل فلسفی یا کسی علم کا نام لو مذہب کے خلاف نہیں میں اس حیثیت سے کہ میں خود مسلمان ہوں اپنے بہائیوں سے کہتا ہوں کہ میری دانست میں اسلام ایسا مذہب نہیں ہی کہ کسی طرح وہ جانچا جاوے اور چھوٹا نکالے اُسکو لاجک کے سامنے نیچرل فلسفی کے آگے ڈال دو وہ سچا نکالے گا اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ ان علوم کے پڑھنے سے مذہب جانا رہنا ہی تو ایسے مذہب اور ایسے خیال کرنے والوں پر افسوس ہی اگر واقعی مذہب اسلام (میں اپنے ہی مذہب کو کہتا ہوں) ایسا ہی ہو کہ علوم جدیدہ کی صداقت کے سامنے زائل ہوتا ہی تو ایسے مذہب اختیار کرنے سے کچھ فائدہ نہیں مگر جن لوگوں کا یقین ایسا ہی اور جو ایسا خیال کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اُنکر مذہب اسلام پر یقین نہیں وہ زبان سے تو کہتے ہیں مگر دل میں اُسکی صداقت نہیں ہمارا فرض ہی کہ خدا کو ایک اور رسول کو برحق جانیں قرآن مجید کی خوبونہر یقین رکھیں اُسی کے ساتھ نئے علوم کو سیکھیں اُس سے دین بنتا ہی اور اس سے دنیا داریاں ہاتھ سے ہم دین کو پکڑیں اور بائیں سے دنیا کو اور ایک جوان مرد کی طرح دنیا کے میدان میں اُٹھیں نہ ایسے درپوک ہوں کہ پتاخے کی آواز سنکر گھر میں گھس رہیں اے صاحبو جو کچھ میں نے بیان کیا علم اور تعلیم کی نسبت بیان کیا ہی لیکن حقیقت میں نے اسکے بیان سے قومی ترقی کی ایک نصف صورت دکھائی ہی بلکہ کہنا چاہیئے کہ نصف سے بھی کم اکیلے تعلیم آدمی کو انسان نہیں بناتی ہی دوسرا حصہ اُسکا تربیت بھی ہی اور اگر وہ نہیں ہی تو تعلیم بھی اگارت ہی مجھکو افسوس ہی کہ تعلیم خواہ عربی - سنسکرت - انگریزی کی ہو مگر میں اُن تعلیم دینے والوں سے پوچھتا ہوں

کہ اس وقت ہندوستان میں خواہ گورنمنٹ کالج یا اسکول یا مشنریوں کی تعلیم گاہیں یا پریوٹ انسٹیٹیوٹوں ان سب میں اولاد کی تربیت کا کہا بندوبست ہی ایک لڑکا جو چند گھنٹہ ماسٹر کے سامنے پڑھکر آتا ہی تمام دن اپنا کس صحبت میں بسر کرتا وہی خراب صحبت بازاری لونڈوں اور خدمتگاروں کے لڑکوں کی اُس کو نصیب دیتی ہی وہی خراب اور بد الفاظ جو اُن بازاری لڑکوں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہی نکمی عادتوں جو اُن لڑکوں میں ہوتی ہیں یہ بھی سیکھتا ہی اسی سبب سے جب تک تعلیم کے ساتھ تربیت کا خیال نہ ہو امکان نہیں کہ لڑکا انسان بن سکے آپ دیکھتے ہونگے کہ انگریزوں کے چھوٹے چھوٹے بچے باوجودیکہ ہمارے بچوں سے علم کی میزان میں کم ہوں مگر جو تربیت اور شایستگی اُن میں ہوتی ہی وہ ہمارے بچوں میں نہاؤگے آپ لوگوں نے ہندوستان کے انگریزوں کے لڑکوں کو دیکھا ہی جو صرف ماں باپ سے تربیت پاتے ہیں مگر جن لوگوں نے ولایت کے لڑکوں اور نوجوانوں کو اُکس فورڈ اور کیمبرج میں دیکھا ہی وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کیسی تربیت وہاں دیجاتی ہی تربیت تعلیم پر بھی مقدم ہی بلکہ انسان کا یہی زیور ہی جب تک یہہ دونوں شامل نہیں اولاد میں انسانیت نہ آسکی گی — اے صاحبہ ہمارے زندگی قریب اختتام ہی چند سال ہماری تمہاری عمر میں اور باقی ہیں یہہ سفید سفید دھاریاں پویلے پویلے منہ زمیں میں گڑا کر یا مرگھٹ پر جل کر خاک ہو جائینگے مگر یاد رکھو کہ یہہ بچے جن کو تم نوجوان چھوڑ جاؤگے اُن کا یہہ حال ہوگا کہ روز بروز مفلس اور ذلیل و خوار ہونگے چھل خالے اُن سے بھرا کرینگے اے ہندو اور مسلمانو اگر مرے کے بعد روح قائم رہتی ہی تو مرے کے بعد یہہ حالت دیکھو تمہاری پاک روحوں گھاٹیوں اور قبروں پر تڑپھنگی تربیت کے ساتھ ادب کا ذکر بھی بھجا نہوگا میں مسلمان ہوں کل مسلمانوں کا یہی خیال ہوگا جو میں ابھی بیان کرونگا ہندو صاحبوں سے بھی سمجھ سے بہت دوستی ہی اُن کے بہت سے عمدہ خاندانوں کو میں جانتا ہوں یہہ سب ادب کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کوئی شخص اس سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ ادب عزت کا باعث ہی ایک پرانے شاعر کا قول ہی *

ادب تاجہ سے از لطف الہی * بٹہ برس برس ہر جا کہ خواہی
 لیکن میں تفتیش کرنا چاہتا ہوں اور بقدر اپنے خیال کے اُس کو
 بیان کروں گا کہ ادب کیا چیز ہے ہمارے یہاں ادب کے معنی یہ ہیں کہ
 لڑکا اپنے بزرگوں کے در کے مارے سچے بات زبان سے نہ نکال سکے جھک
 جھک کے بلا ضرورت سلام پر سلام کرے یہ ویسا ادب ہی جیسا ایک
 بندر والا بندر کو سکھاتا ہے کہ ٹانگ اٹھا کر کھڑا رہے ہاتھ جوڑ کر
 گردن نیچے جھکا کر سامنے آوے اشارہ کے ساتھ دنگی پر چڑھ بیٹھے
 ہمارے ملک میں جن بزرگوں کے ہاں کے لڑکے گھٹنہ جوڑ کر بیٹھتے
 ہیں اور نہایت جھک کے سلام کرتے ہیں اور اشاروں پر کام دیتے
 ہیں اُن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ بہت ادب سکھایا گیا ہے مگر
 میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ادب نہیں ہے ایسے ادب دینے والوں کو اس
 بات کا خیال نہیں آتا کہ اول کے ایسے ادب سکھانے سے دلی جوش
 مرجاتا ہے اُن کی عادت ذلیل ہونے کی ہو جاتی ہے اُن کی جرأت
 دلدی اور شرافت کو کھو دیتی ہے تربیت بری باتوں سے بچنے کی ہونی
 چاہئے اندرونی قوا کے مارنے کی ضرورت نہیں اگر لڑکے اپنے باپوں کے سامنے
 اپنے جوشوں کو کام میں لاویں گے تو وہ آئندہ کو باعث فخر ہوں گے ہمارے
 ہاں بعض اس کے کہ اُن کو صداقت اور آزادی راے کی تعلیم ہو مگر
 چھوٹ بولنے کی عادت پڑتی ہے زبان کھلنے کے ساتھ ہی جب کہ اُن کی
 زبانیں لکنت کرتی ہیں گالیاں سکھائی جاتی ہیں اُن کی توتلی زبان
 کی گالیاں بھاری لگتی ہیں جب بڑے ہو جاتے ہیں تو دل کی سچائی
 ظاہر کرنے سے روکی جاتی ہیں کیا کوئی انصاف ہے یہ بات کہہ گا کہ یہ
 سچے تعلیم اور سچے تربیت ہی صداقت آزادی سے سچے بات کہنے کی
 عادت اس سے پیدا ہو سکتی ہے ہرگز نہیں البتہ آزادی اور بے ادبی میں
 تمیز کرنا چاہئے یہ دز چیزیں ہیں اصلی ادب کے ساتھ آزادی کا کام
 میں لانا باعث فخر ہے آپ لوگ یاد رکھیں کہ جو خہالات چھوٹی عمر
 سے دلموں بیگھتے ہیں اُنکا لکنا بہت مشکل ہے بلکہ نہیں نکلتے اور اسی
 سبب سے ہمارے ہاں کے لوگ جوان ہو کر بھی اکثر باتیں اپنے دلی خہال کے
 خلاف کہتے ہیں یہ اُسی خراب تربیت کا نتیجہ ہے (چھوڑ) میں
 یہاں کی مہونہسپل کمیٹی کے ذی رتبہ اور عالی درجہ ممبروں کا حال

نہیں جانتا مگر اکثر جگہ یہی دیکھا ہی کہ بچیز حضور اور ہاں میں ہاں ملانے کے ممبر اور کچھ بھی نہیں کہتے پھر باہر جا کر یہہ کہتے ہوں کہ یہہ تجویز بہت خراب تھی مگر کیا کرتے کلکٹر صاحب کی بھی مرضی یہہ ہی تھی یہہ اُسے بڑی تربیت کا اثر ہی اثر سچھی آزادی کی تعلیم ہوتی تو کلکٹر کیا ویسراے کے سامنے بھی یہہ کہتے — مائی لارڈ آئی ایم ریبری ساری آئی کانت اگري روڈ پور اکیسٹنیز پریوزل (چہرز) *

آپ لوگ مجھکو معاف کیجئے آزادی روز کے سے لوگ اولاد کے قریں کو مضمتل کر دیتے ہیں خیر جو گذر گیا وہ گذر گیا اب آئندہ نسلوں کا خیال کرنا چاہیئے شاید یہہ سچھی باتیں بڑی لگتی ہوں مگر دلوں میں سرچھئے کہ یہہ باتیں آپ کی بھلائی اور آپ کی اولاد کی بھلائی کے لئے کہی جاتی ہیں یا آڈر کسی غرض سے *

اے صاحبوں یہاں تک جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حقیقت میں تعلیم اور تربیت ہی کے متعلق تھا مگر مجھکو ایک امر میں اور بھی کہنا ہی آپ خیال کریں گے کہ دنیا میں جو امور ہوتے ہیں وہ ایسے پیچ در پیچ ہیں کہ بتے ہوئے رسوں کے پیچ کی طرح آپس میں لپٹے ہیں اگر اُن کو کھولو گے تو تمام لڑیں توت جائیکی تمام تربیت اور تعلیم کے ساتھ ایک اور بڑا مسئلہ ہی جسکے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور اُسکی ہندوستان میں سب سے زیادہ ضرورت ہی وہ باہمی اتحاد ہی (چہرز) اے صاحبوں عقلمند شخص جو خدا پر یقین رکھتا ہی اُسکی یہہ ہی خواہش ہوگی کہ اُسی طریقہ پر چلیں جو خدا کی مرضی ہی اب ہندوستان میں دیکھنا چاہیئے کہ خدا کی مرضی باہم کس طرح بسر کرنے کی ہی صدیاں گذر گئیں ہیں کہ ہندو اور مسلمان یہاں آباد تھے چند سال سے خدا کی یہہ مرضی ہوئی کہ ایک تیسری قوم بھی یہاں آباد ہو یہہ تینوں قومیں اب یہاں آباد ہیں اور اب انہیں تینوں کا یہہ ملک ہی ان سب کو آپس میں اتفاق اور دوستی پیدا کرنا چاہیئے مذہبی خیالات کا جداگانہ ہونا خدا کی مرضی کے خلاف نہیں ہو سکتا یہہ کسی کا کام نہیں کہ سب کو ایک مذہب پر لے آوے یہہ تو وہ لوگ بھی نہیں کر سکے جو انبیاء علیہم السلام کے نام سے گذرے ہیں مختلف مذاہب کے لوگ ہونے سے یہہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ باہمی اتفاق نہیں ہو سکتا ایک

باریک بات غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر انسان کی خلقت میں دو حصے ہیں ایک عقیدہ جو دل سے متعلق ہے اُس میں دوسرے کی شرکت نہیں ہے باپ کا عقیدہ بیٹے کے لئے اور بیٹے کا باپ کے لئے مفید یا مضر نہیں ہے دوسرا حصہ انسانیت کا جو تمدنی حالتوں سے متعلق ہے جس کے سبب سے آپس میں ملنے سمجھنے سے دوستی کرنے باہم یگانگت اور اخلاص کا برتاؤ کرنے کی ضرورت ہے ان دو حصوں میں خدا کا حصہ خدا کے لئے مخصوص ہے اُسکے حصہ کو اُسکے واسطے چھوڑ دو مگر جو حصہ انسانیت کا ہے اور جس کی وجہ سے ایک کا دوسرے کے ساتھ دوستی اور اخلاص کرنا ضروری ہے ایک کو دوسرے سے مانگنا چاہیئے اگر تم اس باریک مسئلہ کو نہ سمجھو یا سمجھنے سے زیادہ سمجھو تو میں تمکو ایک موٹی بات سے اُس کو سمجھاؤں جو لوگ اس وقت اس مجلس میں جمع ہیں وہ سب ملکر ایک کام کو کریں تو اچھی طرح سے ہوگا یا علیحدہ علیحدہ کرنے سے تعلیم کا بھی یہی حال ہے اور تجارت کا بھی یہی حال ہے میں اپنے تمام ہندو اور مسلمان بھائیوں سے یہ کہتا ہوں کہ اِس میں شک نہیں یہ امر ناممکن ہے کہ رایوں کا اختلاف دور کر دیا جاوے آپس میں ایک دوسرے سے رشک و حسد نہ رکھے باہم رنج و آزدگی نہ ہو یہ بھی خدا کا قانون ہے اسکو کوئی نہیں توڑ سکتا مگر جس چیز میں کہ سب کے اغراض متحد ہیں اُن میں سب کا ایک دل ہو جانا یہ کوئی انوکھی بات نہیں اس کی مثالیں اور ماکوں میں موجود ہیں اس ملک نے بھی کل باشندوں کو ملک کی بہتری کے لئے ایک جان ہو کر کوشش کرنا چاہیئے اگر یہ نہ کرو گے تو ہندو بھی تو بھلے اور مسلمان بھی ان دونوں کی حکومت کے رقت گذر گئے جو کچھ اُن وقتوں میں ہوا وہ - پنجاب میں ابھی سکھوں کی عملداری تھی وہ بڑے بہادر اور دلیور تھے تمام انسان اُن کی تعریف کریں گے مگر کیا اُس میں ایسا امن تھا جیسا انگریزی عملداری میں ہے یہ ملک معظمہ کوئوں وکٹوریا امپرس آف انڈیا کے امن کا زمانہ ہے اس میں متفق ہو کر جس طرح چاہو ترقی کر سکتے ہو جہانتک ہم چاہیں اپنے تئیں پہنچا سکتے ہیں اگر ایسے زمانہ میں بھی ہم کوشش نہ کریں تو بڑے افسوس کی بات ہے میں کئی جگہ کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ ہندوستان کے لئے

ناممکن ہی کہ ہندو یا مسلمانوں میں سے کوئی حاکم ہو اور امن قائم رکھے سکے
 پھر یہی ہونا ہی کہ کوئی دوسری قوم ہمہر حکمران ہو جو قومیں اسوقت
 دنیا میں حکومت کر رہی ہیں ان میں یورپ کی سلطنتوں بہت قوی
 اور اعلیٰ درجہ کی سمجھی جاتی ہیں ایشیا کی سلطنت کا حال
 مسلمان خوب جانتے ہیں کہ اُس عملداری میں مسلمانوں کو کس قدر
 آزادی مل سکیگی جرمن اور فرانس جو اُس سے اعلیٰ گئی جاتی ہیں کیا
 وہ حکومتیں ہمکو اُس سے زیادہ امن اور آزادی دے سکتی ہیں ہرگز نہیں
 ہرگز نہیں کیا ہندوستان کے لوگ شاید کچھ بھلائی کی توقع رکھے سکتے
 ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں پس ہملوگوں کو چاہیئے کہ ایسے امن کیوقت کو ہاتھ
 سے ندیں اور جو کچھ کرنا ہی کریں جب یہ امکان میں نہیں ہی کہ ان
 دو قوموں میں سے کسی کی حکومت ہو اور کوئی ایسی حکومت نظر نہیں
 آتی جس میں امن و آزادی اس سے زیادہ ہمکو مل سکے تو ہمکو اس زمانہ کو
 ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے اور بچھے نہ ہڈیاں چاہیئے (بہت زور سے چورز) *
 لکچر کے ختم ہونے پر صدر انجمن نے سید صاحب کا شکریہ ادا کیا اور
 مجلس برخاست ہوئی *

اُس کے دوسرے دن تیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۲ء ع کو سید صاحب
 ایک زنانہ مشن اسکول کو جسکا نام وہ علیگڈہ میں سن چکے تھے تشریف
 لیگئے ہم سب لوگ اور ہمارے دونوں حسنین دوست اور خواجہ یوسف
 شاہ صاحب بھی ساتھ تھے - اس اسکول کے منتظم پادری کلارک صاحب
 ہیں جو نہایت با اخلاق اور مشین پادری ہیں - ہم پہلے اُنکی کوتھی
 میں گئے جو اسکول کے بہت قریب ہی پادری صاحب ہم سب سے
 نہایت اخلاق سے ملے اور بہت مہربانی فرمائی اور ہم سب کو ساتھ لیکر
 زنانہ اسکول میں گئے *

یہ اسکول صرف ہندوستانی عیسائی لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے مشن
 کے روپیہ اور فیاض لوگوں کے چندہ سے تعمیر ہوا ہی نہایت خوبصورت
 عمارت ہی اور عمدہ موقع پر واقع ہوئی ہی دو منزلہ عمارت بنی ہی
 نیچے کی منزل میں پڑھنے کے کمرے ہیں اور ایک طرف گرچا کرنیکا
 ایک کمرہ ہی جو نہایت خوبصورتی و صفائی سے آراستہ ہی - اسی نیچے
 کی منزل میں ایک خوبصورت کمرہ اسکول کی ماسٹرس یعنی مس

صاحبہ معلمہ اسکول کے بیٹھنے اور ملنے کا ہی - اوپر کی منزل میں سب لڑکیوں کے رہنے کے لیے بڑے بڑے کمرے اور نہانے دھونے کے لیے مناسب جگہ بنی ہوئی تھی - ان کمروں کے آگے وسیع چہت ہی جس پر گرمیوں میں لڑکیاں سو سکتی تھیں *

جب ہم سب اسکول میں پہنچے تو ماسٹرس صاحبہ سے ملاقات ہوئی اور ہم سب لوگ ماسٹرس صاحبہ کی ملاقات کے کمرے میں جو نیچے کی منزل میں تھا ٹھہرے - اگرچہ ہم سب نے نیچے کے مکانات کس قدر دیکھے مگر اس سبب سے کہ وہ ایک زنانہ اسکول تھا ہم سب کو ہر جگہ لیجانا مناسب نہ تھا - پادری صاحب اور ماسٹرس صاحبہ صرف سید صاحب کو ہر جگہ لے گئیں - اول وہ کمرے دیکھائے جہاں لڑکیاں اپنی اپنی جماعتوں میں پڑھ رہی تھیں - لڑکیاں اسی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھیں جس کا اکثر ہندوستانی عیسائی لڑکیاں اور عورتیں پہنتی ہیں مگر سب کا لباس صاف تھا انکے چہرے اور نشست پر خاست سے ایک تمیز پائی جاتی تھی تو پورے مسین اسکول میں معلمہ ہوں چھوٹی لڑکیوں کی جماعت کو ایک ہندوستانی معلم بھی پڑھا رہا تھا معلوم نہیں کہ وہ معلم عیسائی تھا یا مسلمان - وہاں سے سید صاحب گرجا کے مکان میں گئے اُس وقت ایک لڑکی نے نہایت عمدگی سے پھانو باجے پر خدا کی مناجات میں ایک گھنٹہ گایا - وہاں سے سید صاحب اوپر کی منزل میں گئے اور انکے رہنے کے مکانات دیکھے لہذا متعدد کمرے بنے ہوئے ہیں سب لڑکیوں کی چارپائیاں برابر برابر کچھ فاصلہ سے بچھی ہوئی ہیں اور ہر ایک کے سرہانے اُسکے ضروری اسباب کے لیے ایک چھوٹا سا صندوق رکھا ہوا ہے مکان بالکل صاف اور ستھرا تھا *

اُس کے دیکھنے کے بعد سید صاحب نیچے اترے اور بڑے ہال میں گئے جہاں سب لڑکیاں جمع تھیں اُس وقت سب لڑکیوں نے ملکر دو تین گھنٹے اور نہایت خوبی سے گائے ان لڑکیوں کی تعلیم و شایستگی اور سلفہ کو سید صاحب نے بہت پسند کیا اور نہایت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تعجب کی بات ہے کہ ایک قوم یہ ہے کہ غرور کی لڑکیوں کی تعلیم پر استعداد متوجہ ہے اور ایک ہماری قوم ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم تک کی کچھ فکر نہیں کرتی *

اس اسکول کی عمارت میں نوے پچانوے ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے مشن نے اس کے لئے بہت تھوڑا روپیہ دیا تھا شاید دس بارہ ہزار باقی سب روپیہ چندہ سے جمع ہوا ہے ہندوستانی امیروں نے بھی اس میں چندہ دیا ہے - اگر ہندو اور مسلمان رئیسوں نے اس میں چندہ دیا ہو تو نہایت خوشی کی بات ہے اور چندہ دینے والوں کی بڑی نیک دلی اور عزت کی دلیل ہے - لیکن جبکہ وہ اپنی قوم کی کچھ فکر نہیں کرتے اور ان کے لئے تعلیم و تہذیب کے سامان مہیا کرنے پر متوجہ نہیں ہیں تو ان کے اس قسم کے مواقع پر جس میں انگریزی قوم کا لگاؤ ہوتا ہے فیاضی کرنا ان کی ذلت اور بد دلی کی دلیل ہو جاتا ہے کیونکہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فیاضی انہوں نے اس نیک دلی سے نہیں کی ہے جو ان کی عزت کا باعث ہو بلکہ نہایت کم ہمتہ خیالات سے کی ہے جن سے از خود ان کی تذلیل ہوتی ہے *

جو لڑکیاں اس اسکول میں پڑھتی ہیں اکثر بورڈر ہیں اور کچھ تہی اسکالر بھی ہیں بورڈر لڑکیوں کے دو یا تین درجے ہیں اول درجہ کی بورڈر لڑکیاں جن سے شاید پچاس روپیہ ماہوار لیا جاتا ہے ماسٹرس صاحبہ کی مہر پر ان کے ساتھ کھانا کھاتی ہیں اور دوم درجہ کی لڑکیاں آیا کے ساتھ اور سوم درجہ کی شاید زمین پر بیٹھ کر یا اور کسی طرح مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہا اسوقت ساتھ ستر لڑکیاں اسکول میں موجود تھیں یہ اسکول ایسی عمدگی اور انتظام سے ہے کہ تمام ہندوستانی عہدساتیوں کو اپنی لڑکیوں کو وہاں بھیجنا ضرور ہے - اور ہمارے ہندو و مسلمان ہندوستانیوں کو جو لڑکیوں کی تعلیم دلانے کا شوق رکھتے ہیں اگر ان کا وہ شوق سچا ہے تو ان کو اپنے قومی اہتمام سے کم سے کم ایسا ہی اسکول بنانا چاہیئے جب لڑکیوں کی تعلیم کا نام لیں ورنہ جھوٹی بک بک اور لغو باتوں اور بھونڈے خیالات سے کچھ فائدہ نہیں ہے - کہو کم اور کرو زیادہ مگر ہم ہندوستانیوں کی عادت ہے کہ کہتے بہت کچھ ہیں اور کرتے کچھ نہیں *

امرتسر میں سید صاحب کی بہت سے نئے دوستوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور تمام دن اور کسیقدر رات کا حصہ لوگوں سے ملنے اور عمدہ عمدہ باتیں سننے اور کہنے میں گذرتا تھا - مگر ایک صاحب کا بالتخصیص ذکر کرنا

برکت سے خالی نہ ہوگا وہ بزرگ سہد عبداللہ صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت ابن السریان ؑ میں یہہ درگاہ دیرہ غازی خان میں ہی اور نہایت مقبرک گئی جاتی ہی وہاں کے سجادہ نشین کا ہر ایک شخص ادب کرتا ہی اور اُن سے برکت لیتا ہی جناب سہد عبداللہ صاحب صرف سہد صاحب سے ملاقات کرنے کو معہ اپنے ایک مرید خاص کے دیرہ غازی خان سے تشریف لائے تھے سہد صاحب سے ملکر نہایت خوش ہوئے اور دعائے خیر دی اور فرمایا کہ خدا تمہارے کاموں میں برکت دے اور اُنکو حسب مراد پورا کرے *

مسٹر سی جی راجرس صاحب کرسچین ورلڈکلو ایجو کیشن سوسائٹی کے نارمل کالج کے پرنسپل جو ایشیا تک سوسائٹی بنگال کے ممبر بھی ہیں سہد صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے - چند روز سے پرانی تاریخ کی تحقیقات میں لفظ ”تذکہ“ پر بحث ہو رہی ہی کہ یہہ کیا لفظ ہی اور کیا سکھ تھا اور ”تذکہ“ اور ”تذکہ نقرئی“ اور ”تذکہ طلائئی“ کن معنوں میں مستعمل تھا - ہندوستان کے محاصل کا حساب آئین اکبری میں دام کے حساب پر لکھا ہی اور بعض تاریخوں میں ”تذکہ“ کے حساب پر - تذکہ کی صحت نہوے سے محاصل ہندوستان کے حساب میں بہت فرق پڑ جاتا ہی - مگر مسٹر راجرس نے ایسے سکے تانبی کے ہم پھولچائے ہیں جنسے امر مذکورہ نہایت غور طلب ہو گیا ہی - ایک سکھ ہی جسپر لکھا ہی ”تذکہ اکبر شاہی ضرب دہلی دی ماہ الہی ۴۳“ اس کا وزن چھ سو پچیس و پانچ دسمل گرین ہی - ممکن ہی کہ لفظ تذکہ کو سکھ پڑھا جاوے *

ایک سکھ ہی جس پر لکھا ہی ”دوتانکے اکبر شاہی ضرب اگرہ شہر پور ۵۰ الہی“ دوسرے پر بھی یہی سکھ ہی مگر اُسپر اذر ۴۶ الہی ہی پہلے کا وزن ۱۰۸ دوسرے کا ۱۰۹ گرین ہی *

ایک سکھ ہی جسپر لکھا ہی ”یک تانکے اکبر شاہی ضرب لاہور ۴۶ الہی وزن ۵۹ گرین *

ایک سکھ ہی جس پر لکھا ہی ”دام ۳۳ - الہی“ وزن ۷۶ گرین
ایک سکھ ہی جس پر لکھا ہی ”دسری ۳۳ الہی“ وزن ۳۰ گرین *
نہم تذکہ کا سکھ بھی ہی جس کا وزن ۳۱۷ و ۳۰۹ گرین کا ہی -

ان تمام سکوں سے اس بحث کو نہایت وسعت ہو گئی ہے اور تحقیقات کے لئے بہت کچھ جگہ باقی ہے سید صاحب نے ان سب سکوں کو دیکھ کر کہا کہ جو خیال مسکھو و تذکۃ کی نسبت تھا وہ ان سکوں کے دیکھنے سے بالکل اولت پلٹ ہو گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو تحقیق وہیں ہے اس باب میں کی تھی غالباً وہ ناکافی ہے میں پھر اس پر غور کروں گا — راجس صاحب نے پانچ کتابیں سکوں کی چھپی ہوئیں ان کو نہایت کہیں اور تشریف لے گئے *

مسٹر عبداللہ ایٹم صاحب بھی سید صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے اور لکچر میں بھی موجود تھے — ایٹم صاحب ہندوستانی عیسائی ہیں پہلے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے اب پنشن لے لی ہے انکو اپنے مذہب میں نہایت غلو ہے سید صاحب کے مضامین کی تردید میں جو عیسائی مذہب کے مخالف ہوتے ہیں ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں — مگر آدمی نہایت نیک اور خلیق ہے سید صاحب ان سے نہایت اخلاق و کشادہ دلی سے ملے اور انکی تشریف آوری کا شکریہ کہا *

راجہ گلاب سنگھ اتاری والے جو اب ضلع رام بریلی ملک اودہ میں بہت بڑے عطیہ دار ہیں اندنوں امرتسر میں تشریف رکھتے تھے وہ بھی سید صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے اور کچھ میوہ و شہریں بطریق دعوت کے بھیجا *

امرتسر میں خان بہادر خان محمد شاہ خان صاحب گویا سب مسلمانوں کے سردار ہیں تمام امرتسر کے مسلمان انکا ادب کرتے ہیں اور انکی بغیر صلاح و مرضی کے کوئی اہم کام نہیں ہو سکتا خان ممدوح نہایت فہمیدہ و سنجیدہ و سن رسدہ تجربہ کار شخص ہیں سکھوں کے عہد سے برابر معزز چلے آئے ہیں — مگر تین شخص امرتسر کی جان ہیں خواجه محمد یوسف شاہ صاحب — شیخ غلام حسن صاحب — حاجی غلام حسن صاحب یہ بزرگ تمام نشہ و فراز زمانہ کو اور جو ابتر حالت قوم کی ہو گئی ہے اُسکے اسباب بخوبی سمجھتے ہیں اور جو آئندہ ہونے والی ہے اُسکو بھی بخوبی جانتے ہیں انکے دل میں قوم کو ترقی دینے کا بہت کچھ خہال ہے اور جسقدر ہو سکتا ہے کرتے ہیں مگر مسلمان چاروں طرف سے ایسی زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں

جنسے اُنکی مخلصی نہایت دشوار ہی ان صاحبوں کو بھی اُن بندشوں سے مخلصی نہیں ہی دل میں بہت کچھ جوش ہی مگر کرنیکا قابو کم ہی - بہر حال اگر امرتسر کبھی زندہ ہونے والا ہی تو بلا شبہ انہی صاحبوں میں سے کوئی نہ کوئی اُسکا مسیحا ہوگا *

خان بہادر آغا کلب عابد خان صاحب نے جو مدت تک پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے وہیں پنشن لینے کے بعد اس شہر میں سکونت اختیار کی ہی اب وہ پنجابی امرتسری ہو گئے ہیں امرتسر کے لوگ اُنکی نہایت عزت و تعظیم کرتے ہیں اور مسلمانوں میں نہایت معظّم اور مفتخّم گئے جاتے ہیں *

امرتسر نہایت مشہور اور سکھوں کا بہت مقدس شہر ہی جس طرح ہماری طرف کے ہندو بھارس و اجودھیا کو مقدس جانتے ہیں اسی طرح سکھ امرتسر کو متبرک مانتے ہیں یہاں گرو صاحب کا دربار سنہری برج کا تالاب کے بیچ میں نہایت نامی و مشہور ہی مسلمانوں کی سکونت کے اعتبار سے بھی یہ ایک نامی تجارتی شہر ہی کشمیری کثرت سے آباد ہیں پشمینہ کا کام ایسا عمدہ ہوتا ہی کہ کشمیر کے بعد امرتسر ہی گنا جاتا ہی ایک زمانہ میں پشمینہ کے مال کی تجارت نہایت فروغ پر تھی اور فرانس میں پشمینہ کے استعمال کا فشن ہو گیا تھا اس سبب سے یہاں کے مال کی تجارت کو فرانس نے بہت رونق دیدی تھی - فرنکو جرمن وار کے بعد دفعتاً وہ فشن نہ رہا اور اُسکے ساتھ یہاں کی تجارت پشمینہ کو جو مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی دفعتاً زوال آ گیا اب تجارت کو کچھ رونق نہیں ہی جو تاجر دولت مند ہیں اُن کے ہاں طیار مال پڑا ہی جس کی نکاسی نہیں ہی اور جو غریب ہیں وہ مال کے فروخت نہونے کے سبب دیوالیہ ہونے والے ہیں پشمینہ کے کام کرنے والے کاریگروں کو بھی مزدوری نہیں ملتی وہ بھی تنگ ہیں *

جب سید صاحب خان بہادر خان محمد شاہ صاحب سے ملنے گئے تھے اس زوال رسدہ تجارت کا تذکرہ ہوا تھا سید صاحب نے کہا کہ دوسری تجارت کیوں نہیں کی جاتی سید صاحب نے مثلاً بتلایا کہ اگر کمپنی قائم ہو اور پنجاب سے براہ کراچی جدہ کو غلہ لے جایا کرے تو کچھ شبہ نہیں ہی کہ تنگ فائدہ سوداگروں کو اور بے انتہا

آسایش مکہ معظمہ کے حاجیوں کو اور حجاز کے رہنے والوں کو پہنچے اور
 مفت میں ہر سال دو تین گماشتے حاجی ہو جایا کریں اُس وقت تو
 سب کی توجہ اُس طرف مایل ہوئی تھی پھر معلوم نہ ہوا کہ کیا ہوا *
 آج ہی کا دن یعنی تیسویں جنوری سنہ ۱۸۸۲ ع اور تین بجے کا
 وقت امرتسر سے روانگی کا قرار پایا تھا اب ہم یہاں کی کہانی کو ختم کرتے
 ہیں اور اسباب کے باندھنے میں مشغول ہوتے ہیں کہ ریل کے وقت پر
 اسٹیشن پر پہنچ جائیں - وقت معینہ پر ہم سب اسٹیشن پر پہنچے
 وہاں خان بہادر خان محمد شاہ خاں صاحب - خان بہادر آغا کلب
 عابد خاں صاحب اور اور بہت سے احباب بطریق مشایعت تشریف لائے
 تھے جب تیریں چلی تو صدائے چیررز بلند ہوئی ہم نے نہایت احسان
 بھرے دل سے امرتسر اور احباب امرتسر کو خدا حافظ کہا خواجہ یوسف
 شاہ صاحب - شیخ غلام حسن صاحب ہمارے ساتھ ساتھ لاہور تشریف
 لے چلے اور حاجی غلام حسن صاحب دوسرے دن ۲۵ سے لاہور میں اُن ملے
 امرتسر کی کہانی ختم ہوئی اب لاہور کے حالات کو سنئیے *

حالات مقام لاہور

امرتسر سے روانہ ہونے کے ایک دن یا دو دن پیشتر خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب لاہور سے سید صاحب کی ملاقات کو امرتسر میں تشریف لائے تھے اُنکا مقصود تھا کہ سید صاحب کے لاہور میں پہنچنے اور وہاں کے قیام کے زمانہ کو منقح کر لیں - خان بہادر مددوح نے یہہ قرار دیا کہ سید صاحب تیسویں جنوری کو پانچ بجے لاہور میں پہنچیں اور چوتھی فروری تک قیام کریں - اُسی قرار داد کے مطابق سید صاحب امرتسر سے روانہ ہوئے اور وقت معینہ پر لاہور پہنچے *

لاہور کے اسٹیشن پر ہمکو ایسا سامان دکھائی دیا جیسا کہ الف لیلہ کے قصوں میں بیان ہوا ہی - کل اسٹیشن لوگوں سے کھچا بچہرا ہوا تھا - اسٹیشن پر لال بانات کا فرش بچھایا گیا تھا اُس کے دونوں طرف دو قطاریں ایسے لوگوں کی تھیں جو ترکی ٹوبی پہنے ہوئے تھے - مجلس اسلامیہ لاہور کی جانب سے انگریزی و اردو میں ایک پروگرام سید صاحب کی تشریف آوری کا اور اُن کاموں کا جو زمانہ قیام میں ہوئے والے تھے چھاپہ ہو کر تقسیم ہو گیا تھا - اُس میں یہہ بھی لکھا تھا کہ سید صاحب مہاراجہ کھور تھلہ کی کرٹھی میں دروکش ہونگے اور اُن کی سواری ریل کے اسٹیشن سے لذہ بازار ہو کر شہر کی گول سڑک سے گذر کر براہ انار گلی فرودگاہ پر جاوینگی *

جب ریل اسٹیشن پر پہنچی تو لوگوں نے چہرزدی سید صاحب جب پلیٹ فارم پر اُترے تو خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب نے سید صاحب اور اُن کے ساتھیوں کو پھولوں کے گلدستے دیئے اور بتوسط خان بہادر مددوح نواب عبدالعزیز خاں صاحب بہادر - سردار دیال سنگھ صاحب بہادر مجیٹھہ - دیوان پنڈت ہرندر ناتھ صاحب - خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب - پور زادہ مولوی محمد حسین صاحب ایم اے - شہنہ سندھ خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ - سید رمضان صاحب - مولوی ممتاز علی صاحب ڈاکٹر امیر شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی *

جناب مسٹر پارکر صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی پنجاب بھی ریلوے اسٹیشن پر سید صاحب سے ملنے

کو تشریف لائے تھے سید صاحب نے اُن سے ملاقات کی اور اُن کی اس عنایت اور تکلیف فرمائی کا شکریہ کیا *

ہجوم استقدر کثرت سے تھا کہ ہر ایک صاحب سے ملنا اور شکریہ کرنا نا ممکن تھا مگر جہاں تک ہوسکتا تھا سید صاحب دلی احسان مندی کے طریقہ پر لوگوں سے ملتے اور مصافحہ کرتے تھے لاہور کے پنجابی اخبار کے لایق ایڈیٹر نے اپنے اخبار مطبوعہ دوسری فروری میں لکھا ہی کہ ”اُس وقت (یعنی جبکہ سید صاحب اسٹیشن پر پہونچے) کثرت ہجوم اور لوگوں کے دلی جوش اور شوق کا جو اُن کے دلوں میں سید صاحب کے دیدار کا تھا یہ عالم تھا کہ ہر ایک یہی کوشش کرتا تھا کہ اس نعمت سے محروم نہ جائے چنانچہ لوگوں کے اس اشتیاق نے اکثر معزز حاضرین کو سید صاحب سے مصافحہ کرنے سے محروم رکھا * * * اُسوقت لوگوں کی بشاشت کا حال قابل دید تھا اور مسلمانوں کے آئندہ اقبال کی فال نیک ظاہر کرتا تھا پلمت فارم پر کافی تعداد کے وہ اصحاب بھی موجود تھے جنہوں نے اپنے لباس میں زمانہ حال کے موافق ترقی کی ہی اور مسلمانوں کے مرغوب لباس ترکی کو اختیار کر لیا ہی یہ گروہ سید صاحب کا خاص ہادی گارڈ کے طور پر تھا “ *

غرضکہ سید صاحب سرخ بانات پر ہوکر جو رستہ اُنکے لیئے محفوظ رکھا گیا تھا اسٹیشن کے دروازہ پر پہونچے اُسوقت دیکھا کہ منشی محرم علی صاحب چشتی ایڈیٹر اخبار رفیق ہند جو ایک نوجوان ذکی الطبع آزاد مزاج شخص ہیں اور قوم کی ہمدردی کا چسکا رکھتے ہیں اور سید صاحب کی بہت قدر کرتے ہیں اور مدرسۃ العلوم علیحدہ میں کچھ عرصہ تک رہے ہیں تازہ بتازہ چھپا ہوا نفیس کاغذ جسیپر سید صاحب کی تصویر بھی چھپی ہوئی ہی اور اشعار بھی ہوں جنسے تاریخ تشریف آوری نکلتی ہی سید صاحب کی تشریف آوری کے مبارک باد میں لوگوں کو تقسیم کر رہے ہیں وہ پرچہ ایسا دلچسپ ہی کہ ہم اُسکو بغیر نقل کئے نہیں چھوڑ سکتے *

نقل ضمیمہ اخبار رفیق ہند لاہور

مطبوعہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۸۳ع

۱۳۰۱

خیر مقدم سیدی نعم المہجی

اس کے بعد تصویر ہی اور یہہ شعر اور عبارت ہی

۱۳۰۱ ہجری

مرحباً سید اولاد نبی مدنی

جان جاں باد فدائیت کہ وحید زمینی

آخر کار وہ شخص جس نے قوم کی غمخواری میں اپنے بال سپید کر دیئے - جس کی کبھی نہ ہارنے والی ہمت نے مشکلات کے بڑے بڑے روئین تن پہاڑوں کو گویا طرفۃ العین میں اڑا کر ازلوال العزمی کا ایک مجسم نمونہ ہمارے ملک کے لٹھے مہیا کیا - جس نے اُردو لٹریچر میں جان ڈال کر دیسوں میں اخبار نویسی کا مذاق پھیلایا - جس کے باعث ہم لوگ بھی اپنی عادل گورنمنٹ کے مقاصد سمجھنے اور اُسے رعایا تک پہنچانے کے قابل ہوئے - ایک ایسا ہندوستان کا بے نظیر رفتار سر آج ہمارے شہر کو اپنے قدوم میںمنت ازوم سے مشرف کرتا ہی - پس ایک ایسا اخلاقی حکمران جسکی عالمگیر مصیبت کا سکھ ہمارے دلوں پر جما ہوا ہی - جس نے اپنی اخلاقی فتوحات سے دنیا کے بے شمار داروں کو تسخیر کر لیا ہی - ہم بے اختیار ہیں کہ دلی گرمجوشی اور فرط عقیدت سے اُس اپنی موجودہ اور آئندہ نسلون کے محسن کا خیر مقدم کریں - مرحبا - ! مرحبا - !! اے ہمارے خضر صورت اور خضر سیرت بزرگ سید - !!! خداوند خدا سچا قادر مطلق تیرا سایہ بہت دنوں تک تیرے روحانی بیٹوں پر سلامت رکھے - آمین *

اور ہاں مبارکی ہو تمہارے لٹھے بھی اے بزرگ سید کی ہمدرد پارٹی - مرحبا اے چاروں آل رسول حاجی سید محمد اسمعیل صاحب - مولوی سید اقبال علی صاحب - مولوی سید اکرام اللہ صاحب اور سید محمد علی صاحب - تمہارا قدم ہماری سر آنکھوں پر - ہم آپکی اس دلی توجہ اور عنایت کے بھی ہمیشہ مشکور رہینگے جو اپنے اپنے سرحدی صوبہ کے بھائیوں کو سرفراز کرنے میں ظاہر کی ہی - خدا تمہارے ساتھ ہو آمین *

سید صاحب کی شان میں ایک تاریخ مصنفہ مولانا حامد صاحب جو

ہمارے پاس پہنچتی ہی - وہ بھی درج ذیل ہی :-

۱۳۰۱ ہجری

سید قوم و طبیب دل اہل ہندی

حامد آمد بجنابت پئے درماں طلبی

حاجی محمد اسمعیل خاں صاحب سید نہیں ہیں بلکہ شروانی پٹھان ہیں اور اکرام اللہ خاں صاحب علوی شیخ ہیں ہمارے دوست چشتی نے نا واقفیت سے اُنکو سید لکھا ہی مگر مجھکو خوب مضمون ہاتھ لگا میں نے کہا کہ میں تو شیعہ ہوں اور شیعہ علویوں کو بھی سید سمجھتے ہیں پس اگر محمد اکرام اللہ خاں صاحب سنیوں کے نہیں تو شیعوں کے تو ضرور سید ہیں ہمارے مخدوم شروانی پٹھان سیدوں کی دوستی میں خوب سید بنے آل اطہار کی دوستی میں ایسے ہی ایسے عالی درجے ملتے ہیں *

ریلوے اسٹیشن کے دروازہ پر گاڑیاں سواری کی موجود تھیں سید صاحب کے ساتھ نواب عبدالمجید خاں صاحب ایک گاڑی میں سوار ہوئے اور حاجی محمد اسمعیل خاں صاحب اور بندہ اقبال علی جناب سردار دیال سنگھ بہادر کے ساتھ ایک گاڑی میں اور محمد اکرام اللہ خاں صاحب اور سید محمد علی صاحب - خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب کے ساتھ ایک گاڑی میں سوار ہوئے *

اسٹیشن کے میدان میں ایک گروہ کثیر مسلمان لڑکوں کا جمع تھا جس میں اسکولوں کے اکثر طالب علم بھی شامل تھے جب سید صاحب روانہ ہوئے تو اُن سب نے ملکر نہایت جوش خروش سے چہرے لپی اور صدائے ہرے ہرے بلند کی ایک عجیب کیفیت تھی کہ سید صاحب کے لاہور میں تشریف لانے کی ہر کہ و مہ کو بے انتہا دلی بشاشت اور خوشی تھی *

نو جوان تعلیم یافتہ اُس بدھ کی جس نے قومی بھلائی کے لئے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا ہی حد سے زیادہ قدر کرتے تھے اور بے انتہا خوشی و محبت ظاہر کرتے تھے - اسی خیال سے دونو جوان مسلمانوں منشی بشیر علی خاں صاحب فرزند جناب خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب اور زبدۃ الحکماء حکیم غلام نبی صاحب نے یہ تجویز کی تھی کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر سید صاحب کی گاڑی کے آگے بطور جلو کے چلیں گے طرفہ تر یہہ ہی کہ اُن دونوں صاحبوں نے ترکش تریس اور لال ٹوپی بطور ورسی کے پہنی تھی جب گاڑی روانہ ہوئی تو وہ دونوں صاحب گھوڑوں پر بطور جلو کے آگے ہولہئے سید صاحب

کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ”نور بھر ہمیشہ پیش رو ہوتا
ہی“ *

ہمارے آزاد مزاج ذکی الطبع دوست منشی محترم علی صاحب
چشتی نہایت جستی سے اُس گاڑی کے کوچ بکس پر جس میں سید
صاحب سوار تھے کوچوان کے پاس ہو بیٹھے اور رفیق ہند کا ضمیمہ تمام
رستے لوگوں کو تقسیم کرتے گئے — معینہ راہ سے سید صاحب اور اُن کے
ہمراہی درستیوں اور دیگر بزرگوں کی گاڑیاں جو ساتھ تھے روانہ ہوئیں
رستہ پر ہر جگہ غول کے غول جمع آئے اور منشی محترم علی چشتی صاحب
کا ضمیمہ اخبار لینے کو گاڑی کے گرد ہجوم کرتے تھے سید صاحب کو
نہایت اندیشہ ہوا کہ کسی کے چوت فہ لگ جاوے — انہوں نے منشی
صاحب سے کہا کہ بہت تقسیم ہو چکے اب شامل فرمائیے — غرضکہ ہم
سب بخیر و خوبی راہ طویل طے کر کے نہایت تڑک و احتشام سے جس
سے سید صاحب ہر وقت متعجب ہوتے تھے اور بارہا کہتے تھے کہ لوگوں
نے ایسا کیوں کیا مہاراجہ صاحب کپور تھلہ کی کوتھی میں پہنچے *

ہمارے مفتخر و معظم میزبان خان بہادر محمد برکت علی خاں
صاحب نے اُس کوتھی کو بہت خوبی و خوش اسلوبی سے آراستہ کیا تھا
ہر ایک کے لیئے جدا جدا کمرے اور ہر قسم کا سامان آسائش مہیا تھا
بڑی نعمت اُس کوتھی میں یہ تھی کہ ہر ایک کمرہ میں آتش خانے
تھے اور افراط سے لکڑیاں موجود تھیں آگ کی گرمی سے ہر ایک کا دل
ٹھنڈا ہوتا تھا کہانے اور چائے کا سامان بھی بہت عمدہ تھا خان بہادر صرف
ہمارے ہی میزبان نہ تھے بلکہ جسقدر لوگ باہر سے سید صاحب کی
ملاقات کے لیئے آئے تھے سب کے لیئے خان بہادر نے خوان نعمت مہیا
کیا تھا *

بہت سے احباب اسٹیشن سے کوتھی فرود گاہ تک سید صاحب کے
ہمراہ آئے تھے اُن سب صاحبوں سے خان بہادر محمد برکت علی خاں
صاحب نے تفصیل سے ملاقات کرائی لاہور میں دیگر اضلاع کے بزرگ بھی
جہاں جہاں ریل کے ذریعہ سے سفر ہو سکتا تھا سید صاحب کی ملاقات
کو تشریف لائے تھے — مولوی احمد شفیع صاحب جہلم سے اور منشی
غلام جہاڑی صاحب خلف منشی مہدی خاں صاحب اور مولوی نور

احمد صاحب - منشی عبدالغنی صاحب - ماسٹر عطاء اللہ صاحب -
 ماسٹر غلام محمد صاحب - شیخ عبدالقادر صاحب - محبوب علی
 صاحب - شیخ فضل الہی صاحب کبیرات سے - مولوی میر حسن صاحب -
 میر حامد شاہ صاحب - میر امیر علی صاحب - منشی مستحکم شاہ
 صاحب - شیخ رحیم بخش صاحب - منشی وزیر علی صاحب -
 دوست محمد خاں صاحب سیالکوٹ سے - حاجی غلام حسن صاحب
 اکسٹوا اسسٹنٹ کمشنر بہادر فیروز پور سے رونق افروز لاہور تھے اور بھی
 بہت سے صاحب گون نواح کے لاہور میں تشریف رکھتے تھے مگر میں
 معافی چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ تفصیل لکھنے سے معذور ہوں *

یکم فروری سنہ ۱۸۸۲ ع کو سہد صاحب جناب مسٹر پارکر صاحب
 بہادر سے ملاقات کرنے اور انہوں نے جو از راہ اعلیٰ نہایت اسٹیشن ریل
 پر سہد صاحب سے ملنے کہ قدم و نچہ فرمایا تھا اسکا شکریہ ادا کرنا ہو گئے
 اور سہ پور کو بمعیت خان بہادر محمد بروکت علی خاں صاحب کے
 نواب عبدالمنجہد خاں صاحب اور نواب غلام محبوب سیدجانی صاحب
 اور سردار دیال سنگھ صاحب مجیٹھہ اور ڈاکٹر رحیم خاں صاحب کی
 ملاقات کو تشریف لیگئے سب صاحب نہایت مہربانی اور اخلاق سے
 پیش آئے - ڈاکٹر رحیم خاں صاحب نے اپنے ہاں سہد صاحب کے لیئے
 سہ پور کے تنقل کا جسکو اس زمانہ میں تفن سے تعبیر کرتے ہیں سامان
 تیار کیا تھا مختلف قسم فواکہ اور ہمدوستانی اور انگریزی مٹھائی اور
 بسکٹ و ٹوس - چائے و کافی سب تیار تھی مہز نہایت خوبصورت برتنوں
 اور گلدستوں سے آراستہ تھی ڈاکٹر صاحب اپنے معزز مہمان کو اُس کمرہ
 میں جہاں میرز آراستہ تھی لیگئے اور سب احباب نے اطعمہ لذیذہ سے ذائقہ
 زبان اور کلمات لطیفہ سے مذاق جان کو تر و تازہ کیا *

تمام زمانہ قیام لاہور کے ہر وقت صبح سے اور گھارے بارے بجے رات تک
 سہد صاحب کے پاس احباب کا مجمع رہتا تھا گروہ گروہ لوگ ہر قسم کے
 سہد صاحب کی ملاقات کو آتے تھے اور سہد صاحب نہایت اخلاق و محبت
 و فروتنی سے سب سے ملتے تھے ایڈیٹر صاحب اخبار انجمن پنجاب نے
 اپنے اخبار مطبوعہ نوریں فروری میں سہد صاحب کی نسبت اس طرح
 ذکر لکھا ہی کہ -

”مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر ۳۰ جنوری کو شام کے پانچ بجے وارد لاہور ہوئے اور کڑی باغ میں مہاراجہ کپور تھلہ کی کوٹھی میں قہام فرمایا اسی روز سے اُنکا قہام گاہ زیارتگاہ بن گیا - سید صاحب کا خالق ایسا عمیم ہی کہ ہر شخص کے لئے کھڑے ہو کر تعظیم دینا اور رخصت کے وقت مصافحہ کرنا ایک معمولی بات ہی - اُنکی گفتگو نہایت دلکش ہی اور اُس میں ظرافت کا مصالحتہ ایسا لگا ہوا ہی کہ اُنکی ہر بات کو قبول خاص و عام کرتا ہی“ *

جب سے سید صاحب نے پنجاب میں قدم رکھا ہی ہر ایک مقام پر دوستوں کی ملاقات اور اُن سے بات چیت کرنے میں سارا دن اور آدھی رات گذر جاتی تھی ہم لوگ تو کسی وقت علیحدہ ہو کر آرام بھی کر لیتے تھے مگر سید صاحب کو ذرا بھی فرصت میسر نہ ہوتی تھی ہم لوگوں کو نہایت اندیشہ تھا کہ اسقدر تکلیف گوارا کرنے سے کہیں اُنکی طبیعت علیل نہ ہو جاوے اُن سے کہا بھی کہ آپ اسقدر تکلیف نہ اڑتے ہیں مگر اُنہوں نے جواب دیا کہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ اسقدر بزرگ تکلیف اڑتھا کر میرے لئے آریں اور میں اپنی تکلیف کے خیال سے اُن سے مانگے اور بات چیت کرنے میں کوتاہی کروں میں نہیں جانتا کہ پنجاب میں اسقدر قوت سید صاحب میں کہاں سے آگئی تھی *

دوسری فروری کو سہ پہر کے وقت ایک گروہ کثیر ہندو صاحبوں کا سید صاحب سے ملنے کو آیا میں نہیں جانتا کہ وہ سب صاحب کس سوسائٹی یا سبھا یا سماج کے ممبر تھے شاید ہندو سبھا لاہور کے ممبر ہونگے اُن سے بہت دیر تک مختلف باتوں پر گفتگو ہوتی رہی - میں تو اس درمیان میں اوتھ کر چلا گیا تھا نہ مجھ کو اس قسم کی گفتگوؤں کے لکھنے کا خیال تھا مگر میں نے دیکھا کہ اُس گفتگو کو بھی لوگوں نے قلمبند کیا اور ہمارے شفیق ایڈیٹر پنجابی اخبار لاہور اور ہمارے مکرم ایڈیٹر اخبار انجمن پنجاب نے اُنکو بوش قیمت سمجھا اور اپنے اخباروں میں چھاپا میں اُنکا شکر کرتا ہوں اور اُن تحریروں کو بیخسہ اُن اخباروں سے نقل کرتا ہوں *

نقل از پنجابی اخبار لاہور

مطبوعہ ۶ فروری سنہ ۱۸۸۴ ع

۲ فروری کو سید احمد خاں صاحب کی خدمت میں اُریا سماج کا ایک ڈیپارٹیشن پوٹن ہوا چالوس پنجاس معزز ممبران سماج اس

ڈیپوٹیشن میں شامل تھے - منشی جہون داس صاحب سکریٹری ساج بھی ہمراہ تھے - اس ڈیپوٹیشن کے آنے کی خبر سید صاحب کو پہلے سے نہیں دی گئی تھی اسلئے کوئی خاص وقت ڈیپوٹیشن کے آنے کا مقرر نہ ہوا تھا - جب یہ ڈیپوٹیشن کوٹھی کے احاطہ کے اندر داخل ہوا اسوقت سید صاحب مع اپنے احباب کے ایک معزز دوست کی ملاقات کو سوار ہوکر روانہ ہوئے تھے اور ابھی احاطہ سے باہر نہ نکلے تھے کہ اس مجمع پر نگاہ پڑی نہایت گرمجوشی سے اسکی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی روانگی ملتوی کر کے ڈیپوٹیشن کو ڈرائنگ روم میں لیگئے - لالہ سنگم لال نے سید صاحب صاحب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور چند مختصر الفاظ میں اپنے ڈیپوٹیشن کا مقصد بیان کیا اور کہا کہ گو وہ عزت اور توقیر جو آپ کے یہاں تشریف لانے سے ہوئی ہے بالخصوص مسلمانوں سے متعلق ہے مگر ہمارے ملک کے اہل ہندو بھی جنکی طرف سے ہم حاضر ہوئے ہیں اس عزت کو اپنی طرف منسوب کر کے اسکا فخر کرسکتے ہیں گو آپ ہندو نہیں ہیں لیکن یہ کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں آپ جیسا رفتار سر موجود ہے جو ایسی بڑی اور معزز قوم کی رفتار میں جیسی کہ مسلمانوں کی قوم ہے سچے دل سے مصروف ہے *

اس کے بعد لالہ سنگم لال نے مدرسۃ العلوم کے قائم کرنے اور اس پے تعصبانہ اصول کی طرف جسپر مدرسہ قائم ہوا ہے اور جسکی وجہ سے ہر ملت و مذہب کے طالب علم اس میں داخل ہوسکتے ہیں اشارہ کیا - پھر سید صاحب کی ان خدمات کا ذکر کیا جو بحکمیت لکچس لیٹو کونسل کے ممبر ہونے کے انکی ذات سے اہل ہندو کے لئے ظہور میں آئیں - اخیر میں لالہ سنگم لال نے سول سروس فڈ کے متعلق یہہ آرزو ظاہر کی کہ اس تجویز میں اہل ہندو کو بھی شامل کیا جائے *

سید صاحب نے اسکی جواب میں فرمایا کہ آپ صاحبان جو تکلیف فرماکر یہاں تشریف لائے اور میری بعض خدمات کا ذکر کیا میں اسکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - اپنے جو لفظ ہندو کا استعمال فرمایا ہے وہ میری رائے میں درست نہیں کیونکہ ہندو میری رائے میں کسی مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ ہر ایک شخص ہندوستان کا رہنے والا ہے

تہیں ہندو کہہ سکتا ہی پس مجھے نہایت افسوس ہی کہ آپ مجھکو باوجود اس کے کہ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں ہندو نہیں سمجھتے (بہت زور سے چہرہ ز) آپ اس بات کو یقیناً جانتے ہونگے کہ ہندوستان کی ترقی کے لئے یہ بات ضرور ہی کہ اہل ہندو اور اہل اسلام باہم ملکر کام کریں جب تک یہ نہیں ہوگا اُس ترقی کو جو ایک قوم کریگی ہندوستان کی کامل ترقی سے تعبیر نہیں کریں گے کیونکہ غیر ملک والے ہم سب کو خواہ ہم مسلمان ہوں خواہ ہندو (مجھے معاف کیجئے کہ میں بھی لفظ ہندو کو اس خاص معنی میں استعمال کرتا ہوں) ایک لفظ ہندوستانی سے نامزد کرتے ہوں اور ہماری ترقی و تفضل علیحدہ علیحدہ اہل ہندو و اہل اسلام کی ترقی و تفضل سے نامزد نہیں ہوتی بلکہ کل ہندوستان کی ترقی و تفضل سے تعبیر ہوتی ہی *

آپ صاحبوں نے جو سول سروس فنڈ کا ذکر فرمایا ہی وہ ایک ایسی تجویز ہی جس کا ارادہ میں نے آج سے دس برس پہلے کیا تھا اُس وقت یہ تجویز ہوئی تھی کہ ایک بڑا بھاری سرمایہ اُس غرض سے جمع کیا جاوے کہ بعض طالب علموں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان بلا کسی تمیز کے ولایت میں امتحان سول سروس کے واسطے بھیجا جایا کرے اُس زمانہ میں دونوں قوموں ہندو مسلمانوں کے خیالات ایسے تاریک تھے کہ ہماری وہ تجویز نہ چل سکی اور ہمکو لاچار اُس کو چھوڑنا پڑا اس دس برس کے عرصہ میں مسلمانوں کے خیالات میں ولایت چالے کی نسبت بہت کچھ تبدیلی ہو گئی ہی اس وقت قریب دوسو کے میرے ایسے مسلمان دوست موجود ہیں جو انگریزوں کے ساتھ کھانا کھاتے سے کچھ احتراز نہیں کرتے اور خدا کے فضل سے قریب بیس مسلمانوں کے اس وقت ولایت میں موجود ہیں جو مختلف امتحانات کے واسطے گئے ہوئے ہوں - عورتوں کے خیالات عموماً ہر قوم میں بہ نسبت مردوں کے زیادہ تاریک ہوا کرتے ہوں مگر میں اپنی قوم کی مستورات کے خیالات سے جہاں تک واقف ہوں کہہ سکتا ہوں کہ اُن کے خیالات میں بھی بہت تبدیلی ہو گئی ہی اور وہ اپنی اولاد کے ولایت بھیجنے میں کچھ قائل نہیں کرتیں - اہل ہندو کے خیالات میں افسوس کہ ابھی ماسقدر تبدیلی نہیں ہوئی اور جہانتک مجھکو معلوم ہی جو اصحاب اہل

ہندو ولایت سے تعلیم پا کر آئے ہوں اُن کی قوم نے اُن کو برادری میں شامل نہیں کیا پس ہم نے یہ حال دیکھ کر اپنی اس پرانی تجویز کو کس قدر محدود کر دیا اور اُس بڑے سکیل سے چھوٹے سکیل پر لے آئے۔ یہ سمجھنا کہ میرے ہندو بھائیوں کے ساتھ ہمدردی نہیں ہی یا میں اپنے ہم مذہب لوگوں کی ہی بھلائی میں کوشش کرتا ہوں غلط ہی — ایسا خیال نہ کہہی میرے دل میں پیدا ہوا ہی نہ کہہی آئندہ ہوگا — میں دل و جان سے دونوں قوموں کے واسطے یہ تجویز کرنا چاہتا تھا مگر جب حالت موجودہ اس کے موافق نہ تھی تو لاچار مجھے اپنی تجویز کو کسی قدر محدود کرنا پڑا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر دونوں مٹھوں کو بھرنا ممکن نہیں ہی تو فی الحال ایک ہی کو بھرنا چاہیئے — لیکن اگر آپ صاحب اس اہم امر کی طرف متوجہ ہوں تو اس کا سرانجام پانا چنداں مشکل نہیں ہی *

لالہ سنگھ لال صاحب نے بیان کیا کہ اہل ہندو میں سے تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات بھی بہت کچھ بدل گئے ہیں اور ایک نظریہ بھی بیان کی کہ ایک ہندو صاحب کسی تقریب سے ولایت گئے تھے اور جب وہ واپس آئے تو اُن کو بلا کسی حجت کے ذاتی برادری میں شامل کر لیا گیا — پس اگر آپ ہماری قوم کے لئے سعی فرمائیں تو شاید اس قدر مشکلات نہ پیش آئیں جس قدر اپنے خیال فرمایا ہی — سید صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ میں نے اس قسم کی یہہ اول ہی نظیر سنی ہی — مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر آپ کی قوم نے اس قدر ترقی کر لی ہی کہ وہ اپنی قوم کے کسی شخص کو جو ولایت میں تعلیم پا کر آیا ہو باوجود اس بات کے علم کے کہ وہ انگریزوں کے ساتھ کھانا پیتا رہا ہی اور سوسائٹی کی تمام رسوم میں انگریزوں کی طرح زندگی بسر کرتا رہا ہی اپنی برادری میں شامل کر لیتے ہوں تو حقیقت میں وہ مشکلات جو آج سے دس برس پہلے تھیں رفع ہو گئیں اگر یہہ بات نہیں تو وہ مشکلات دور نہیں ہوں *

سنگھ لال صاحب نے ڈاکٹر لیٹمز صاحب کی اُس تجویز کی طرف اشارہ کیا جو اُنہوں نے اہل ہندو طالب علموں کے لئے ولایت میں دھرم سالہ بنانے کی کی ہی سید صاحب نے فرمایا کہ میں ڈاکٹر صاحب

موصوف کی رائے سے متعلق نہیں ہوں اگر ہماری قوم کے بچے ولایت میں جاکر اسی تعلیم پائیں کہ اُن کو اُس ملک کی سوسائٹی میں شامل ہونے اور وہاں کے رسم و رواج سے آگاہ ہونے اور اپنے ملک کے تہذیب و تہذیب سے فجائات ملنے کا موقع حاصل نہ ہو بلکہ ایک کوٹھڑی میں بند رہیں اور دنیا کی خبر اُن کو نہ ہو تو اسی تعلیم سے اُن طالب علموں کا سمندر میں قوب جانا ہزار درجہ بہتر ہی *

سنگم لال صاحب اور اُن کی پارٹی نے اس رائے کو نہایت پسند کیا اور کہا کہ اگر آپ سعی فرمائیں تو سب مشکلات رفع ہو جائیں گی *

سید صاحب نے فرمایا کہ میں ہر طرح آپ صاحبان کی مدد کو حاضر ہوں مگر کوئی کام بغیر روپیہ کے نہیں چل سکتا اور یہہ ہفتہ ہفتہ ہات ہی کہ آپ صاحبوں کی ادنیٰ توجہ سے بہت بڑی فائدہ جمع ہوسکتی ہی پس اگر اُس کے ساتھ یہہ خیال بھی نہ ہو کہ کس کے روپیہ سے کون گھا تو اس سے بہتر قومی قوتی اور باہمی اتفاق کے لئے کوئی امر نہیں ہی اور صاحبان ہندو کو سول سروس کی تجویز میں شامل کرلئے گا بلکہ بہت ہوسکتا ہی - اس پر سب صاحب خاموش ہو گئے اور چند متفرق امور کی نسبت گفتگو ہوتی رہی بعدہ سب صاحب رخصت ہوئے سید صاحب نے نہایت گرمجوشی سے ہر ایک سے ہاتھ ملایا اور رخصت کیا *

نقل از اخبار انجمن پنجاب

مطبوعہ ۹ فروری سنہ ۱۸۸۴ع

اسی روز برہم سماج اور آریا سماج کے ممبروں کا ایک ڈیوٹی ہن سید صاحب کے پاس گیا جن میں لالہ رام کشن صاحب سکریٹری ہندو سبھا اور لالہ چھوئنداس صاحب سکریٹری آریا سماج بھی شامل تھے لالہ سنگم لال صاحب نے سب کی طرف سے کچھ تقریر کی جس کا مطلب یہہ تھا کہ ہم ممبران برہم سماج اور آریا سماج لاہور تمام ہندوؤں کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کہتے ہیں اور آپ کی اُن کوششوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو آپ نے قانونی کونسل میں اور نئے مختلف اوقات میں ہندوستان کے لئے کی ہیں - انہوں نے اپنی تقریر میں اس باب کا بھی ذکر کیا کہ ہندو راجہ مہاراجہ جن سے بہت کچھ

امید کی جاتی تھی ملک کے لئے خور خواہ نہ ثابت ڈھرنے جس کا کہ انہیں کمال افسوس تھا لیکن آپ نے حب الوطنی کو ہاتھ سے نہ دیا اور البرٹ بل اور نیز دیگر مغل ملک تجویزوں کی کونسل میں استقلال سے حمایت کی — آخر میں انہوں نے کہا کہ محمدن سول سروس کی تجویز سے ہمکو پوری پوری ہمدردی ہے لیکن اگر ہندو طالب علموں کے لئے بھی اُس میں کوئی صورت نکل سکتی ہے تو وہ بہت خوشی سے اس تجویز کے لئے چندہ دینگے *

اس کے جواب میں سید صاحب نے شروع میں اس بات پر کسیقدر افسوس ظاہر کیا کہ اہل ہندو صاحبان صرف اپنے تئیں ہندو یعنی باشندہ ہند خیال کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اجنبی خیال کرنے لگتے ہیں حالانکہ ہندو اور مسلمان دونوں قوموں ہندو یعنی اہل ہند کے خطاب کے مستحق ہیں — صاحبو ! وہ زمانہ اب نہیں کہ صرف مذہب کے خیال سے ایک ملک کے باشندے دونوں قومیں سمجھے جاویں *

اس کے بعد سید صاحب نے فرمایا کہ ہندو صاحبان کی یہ کسر نفسی ہے جو وہ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں اب کوئی بڑا ہمدرد اور ملک کا خادم نہیں رہا ہے — کیونکہ جس قدر سول سروس پاس کردہ دیسی صاحبان ہندوستان میں موجود ہیں اور جنکو ہندوستان کا فطر سمجھنا چاہیئے وہ سب ہندو ہیں اور اُن کی تعداد ایک درجن کے قریب ہے اور اس میں صرف وہ لوگ شامل ہیں جنکو ضلع کے تمام اختیارات سپرد ہیں — سید صاحب نے نہایت موثر الفاظ میں آنریبل بابو کرسٹو داس پال ایڈیٹر ہندو پیٹریٹ کی تعریف کی اور کہا کہ وہ کون شخص ہے جس نے باوجود اصرار حضور ویسراے کے اور مختلف جلسوں میں سمجھا نیکے آخر دم تک یہ کہا کہ البرٹ بل کا موجودہ شکل میں پاس ہونا ہندوستانوں کے لئے بے انصافی ہے — وہ کرسٹو داس پال ہے *

محمدن سول سروس کی بابت سید صاحب نے فرمایا کہ ہم نے کسی ایسے خیال سے یہ تجویز نہیں کی ہے کہ ہندو طالب علموں کو اُس سے فائدہ نہ پہنچایا جاوے بلکہ میں نے اپنی تمام عمر میں کبھی

ایسے خیال کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی اور خدا ایسا نہ کرے کہ اس قسم کا خیال کبھی میرے دل میں آئے *

سید صاحب نے فرمایا کہ یہ تجویز ایک بڑے "سکیل" پر دس برس کے قریب گذرے کہ قائم ہوئی تھی اُس وقت کے قواعد کے بموجب ہندو اور مسلمان دونوں مذہب کے طلباء کو ولایت بھیجنے کا ملشا تھا لیکن اُس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں نے عموماً اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ جو شخص ولایت جائیگا وہ بالکل برادری سے خارج کیا جائیگا - ایک صرف راجہ جے کشن داس صاحب بہادر رئیس بنجور نے اس تجویز کو پسند کیا تھا - اُس وقت سے مسلمانوں اور ہندوؤں کو آہستہ آہستہ اسباب کی ترغیب دی گئی اور اس کے فوائد سے اُنکو آگاہ کیا گیا اب ان دس سالوں میں کم سے کم دوسو مسلمان ہمارے ممالک مغربی و شمالی میں موجود ہیں جو یورپین صاحبان کے ساتھ کھانا کھانے کو اور میل جول کو برا نہیں سمجھتے اور عمل میں لاتے ہیں - سب سے پہلے میں نے اپنے لڑکوں کو ولایت بھیجا اور خود گیا اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اس بات کی ترغیب دی اور الحمد للہ کہ وہ کوشش کارگر ہوئی اور اب ہمس تیس طالب علم ولایت میں موجود ہیں اور پڑھتے ہیں - لیکن انیسویں صدی ہندو صاحبان سوائے بنگالی صاحبان کے ابھی تک اُنہی اوہام میں مبتلا ہیں بلکہ ایک دو رئیس زادے جو ولایت گئے تو اُن کو برادری سے خارج کیا گیا اور اُن کی زندگی خراب ہو گئی اور بعض نے اپنے مربیوں کے کہنے سے رسم کفارہ بھی ادا کی جو اُن کے آزاد خیالات کے شایان نہ تھی *

سید صاحب نے فرمایا کہ اس قسم کے خیالات سے اس مرتبہ اُس سکیل کو چھوٹا کیا گیا اور صرف مسلمانوں کے لئے یہ تجویز قرار دی گئی جو یورپین لوگوں سے میل جول کو ناپسند نہیں کرتے *

اس پر لالہ سنگم لال نے ڈاکٹر لائٹز صاحب بہادر کی وہ تجویز پیش کی جس کی بابت ہمارے اخبار میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا جا چکا ہے اور کہا کہ اگر کوئی ایسا وسیلہ ہم پہنچایا جائے جس سے ولایت میں دیسی شرفاء کی تعلیم ایسے طور پر ہو سکے کہ اُن کی مذہبی رسوم میں فرق نہ آوے اور سردار تھاکر سنگھ کی نظیر پوش کی کہ وہ مہاراجہ دلیپ سنگھ صاحب کے بلالے سے ولایت گئے تھے اور وہاں سے آئے پر اُن کو برادری نے خارج نہیں کیا *

اس کے جواب میں سید صاحب نے ڈاکٹر لائٹز صاحب بہادر کی تجویز سے اپنی نا اتفاقی ظاہر کی اور سردار تھاکر سنگھ صاحب کی نظر سے ناواقفیت ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ اگر ایسے ہندو طالب علم موجود ہوں جن کو برادری سے خارج ہونے کا خوف نہ ہو اور ہندو صاحبان چندہ فیاضی سے دیں تو اُن کے لیئے ایک رقم مسلمانوں کی رقم سے بھی زیادہ چند روز میں ہوسکتی ہے اور اگر ہندو صاحبان کو یہہ خیال نہ ہو کہ کس کے رویہ سے کون جاتا ہے اور اسی طرح مسلمان بھی سمجھیں تو میں چندہ آپ صاحبوں کا بھی نہایت خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہوں اور جن دوستوں نے موجودہ شکل میں مسلمان سول سروس کے لیئے ہم کو چندہ لیئے کے لیئے متنبہ کیا ہے اور در صورت نہ قبول کرنے کے ناراضی ظاہر فرمائی ہے اُن کا چندہ شکریہ کے ساتھ لیا گیا ہے - غرض کہ سید صاحب نے ممبران برہم و آریاسماج کو ہر طرح سے یقین دلایا کہ مسلمان سول سروس سے اگر ہندو صاحبان فائدہ نہ اُٹھاسکیں تو اُن کے اوہام اور رسوم مذہب کا باعث ہے مسلمانوں کی طرف سے کوئی روک نہیں ہے اور اگر ہندو طالب علم برادری سے خارج ہونے کی پروا نہ کریں اور ہندو صاحبان فیاضی سے کافی چندہ دیں تو وہ اُن کے واسطے بھی بہت بہت کرنے کو تیار ہیں *

اس کے بعد ایک ممبر نے دریافت کیا کہ مسلمان سول سروس کو

عمل میں لانے کا کیا طریقہ قرار دیا گیا ہے *

جسکے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ یہہ بات قرار پاچکی ہے لیکن ابھی عام طور پر مشتہر نہیں ہوئی کہ جب اس قدر رویہ جمع ہو جائیگا کہ ایک طالب علم کے ولایت میں تعلیم دلانے کے لیئے کافی ہونے اُس وقت ایک مقابلہ کا امتحان لیا جائیگا اور جو کسی مقررہ جگہ پر مثلاً علیگڑہ یا الہ آباد یا کسی آزر جگہ ہوگا اور اُس میں تمام ہندوستان میں سے خواہ مدراس - بمبئی - بنگال وغیرہ میں سے ہر طالب علم شامل ہوسکیگا جس کی عمر ۱۷ برس سے زیادہ نہ ہو اور تین مضمون میں امتحان لیا جائیگا - یعنی ریاضی - انگریزی اور عربی میں اور یہہ مضمون اسلامیہ منتخب کئے گئے ہیں کہ انگریزی کی ضرورت میں کسہم کلام نہ ہوگا اور ریاضی ایسا مضمون ہے جس میں دیسی اور بیرونی

طلبا برابر رہ سکتے ہیں اور عربی اس لئے کہ یورپین طلبا یونانی یا لاطینی زبانیں لیتے ہیں اور انہیں ان کا مقابلہ مشکل ہی عربی دیسی طلبا کے لئے بمقابلہ یورپین طلبا کے آسان ہی ان مضامین میں یورپین طلبا کا مقابلہ دیسی طالب علم اچھی طرح کرسکینگے - اور جو شخص اول نکلیگا وہ اُس روپیہ سے بھیجا جاوےگا لیکن کمیٹی اُس طالب علم کے مربوں سے پہلے دریافت کریگی کہ وہ کسی قدر مدد کرسکتے ہیں یا نہیں اور جس قدر وہ مدد کرسکے وہ رقم ان سے وصول کی جائیگی اور ولایت میں ایک ایجنٹ کے پاس وہ رقم جمع کی جائیگی اور اُس کو اختیار دیا جائےگا کہ جب تک وہ طالب علم ولایت میں رہے اور تعلیم حاصل کرے اُس کو ایک مقررہ رقم ماہوار اُس کے گذارے کے لئے دی جائے *

اس کے بعد یہ سوال کیا گیا (جو کسی قدر فضول تھا کیونکہ مدرسۃ العلوم کا دستور العمل منگانی سے وہاں کے تمام قواعد سے آگاہی ہوسکتی ہی) کہ آیا مدرسۃ العلوم میں سنسکرت لازمی ہی یا نہیں اس کے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ مدرسۃ العلوم میں نہ سنسکرت لازمی ہی نہ عربی اور نہ فارسی - ان تینوں میں سے کوئی سی زبان سکند لینگوچ کے طور پر لی جاسکتی ہی *

ایک اور موقع پر ایک عیسائی نوجوان نے سوال کیا کہ آیا مسلمانوں کی طرح کوئی عیسائیوں کے لئے بھی عبادت گاہ مدرسۃ العلوم میں موجود ہی ؟ اس سوال کے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ وہاں پر ہندو - مسلمان - عیسائی سب طلبا کے لئے یکساں آرام موجود ہی وظائف میں کسی طرح کا فرق نہیں کھا جاتا اور کسی طرح کا فرق نہیں اگر ہی تو یہ ہی کہ مسلمان طلبا پر نماز فرض ہی اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے لئے اختیاری ہی خواہ عبادت کریں یا نہ کریں - مدرسۃ العلوم کے احاطہ میں بہت سے پھل کے درخت کھڑے ہیں جس کا جی چاہے پرستش کرے یا اپنے کمرہ میں ہر شخص پوجا کرسکتا ہی اسی طرح عیسائی بھی اپنے کمرہ میں نماز پڑھ سکتا ہی *

میں نے چاہا تھا کہ سید صاحب ان دونوں اخباروں کو دیکھکر جس سلسلہ سے تقریر ہوتی ہو اور دونوں اخباروں میں جو مضمون ہیں ان سب کو جاری ہو تبصرہ فرماویں تو بہتر ہی مگر انہوں نے

انکار کیا اور کہا مجھے یاد نہیں اس لیئے دونوں اخباروں میں جو مضمون چھپے تھے دونوں کو نقل کر دیا ہی دونوں کے ملانے سے کل تقریریں جو جلسہ میں ہوئیں معلوم ہو سکتی ہیں *

دوسری فروری کو وقت شب جناب مسٹر پارکر صاحب بہادر نے سید صاحب کے لیئے یونیورسٹی ہال میں ایک ایوننگ پارٹی کا ہونا قرار دیا تھا - سید صاحب سے بعض بزرگوں نے کہا کہ اُس ایوننگ پارٹی میں یہہ بھی قرار پایا ہی کہ جناب مولوی فیض الحسن صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب آزاد اور مرزا عبدالغنی صاحب ارشد کچھ اپنے اشعار سید صاحب کے سامنے پڑھینگے - سید صاحب ایسے موقع پر اشعار مدحیہ کا پڑھا جانا نہایت ناپسند کرتے تھے - انہوں نے یہہ بھی فرمایا کہ مولوی محمد حسین صاحب آزاد اگرچہ بلحاظ علم و فضل مہرے مخدوم و مکرم ہیں مگر بلحاظ اُس ارتباط کے جو اُن کے دادا صاحب کو سید صاحب کے والد سے تھا اور بلحاظ اُس برادرانہ اخلاص کے جو خود سید صاحب اور والد مولوی محمد حسین صاحب سے تھا وہ اُن کو اپنا ایک چھوٹا عزیز سمجھتے ہیں اگر وہ اُن کے سامنے کچھ اشعار پڑھیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر مولوی فیض الحسن صاحب کی نسبت کہا کہ میں اُن کو اپنا اوسناد سمجھتا ہوں میں نے اُن سے ایک کتاب مسمیٰ منار اصول فقہ کی اور چند مقامے مقامات حریری کے پڑھے ہیں مجھکو ہرگز گوارا نہیں ہونیکا کہ وہ مہرے سامنے اُس طرح پر اپنے اشعار پڑھیں *

سید صاحب کا ارادہ تھا کہ اگر ایسا موقع ہوا تو اُس مجمع میں سید صاحب مولوی فیض الحسن صاحب کے ہاتھ سے وہ کاغذ لے لیئگے اور کہیں گے کہ آپ کرسی پر بیٹھیں اور میں آپ کے سامنے کھڑا ہو کر پڑھوں میں اُن سبقتوں کو بھول نہیں گیا ہوں جو اپنے مجھے پڑھائے ہیں سید صاحب ضرور ایسا ہی کرتے کیونکہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا مگر اُس پارٹی میں مولوی فیض الحسن صاحب کسی سبب سے تشریف نہیں لائے اور ایسا کرنے کا موقع نہیں ملا *

اگر مہرے معلومات میں غلطی نہیں ہی تو غدر کے تھوڑے زمانہ بعد سے اُس وقت تک کہ جناب مولوی صاحب پنجاب میں تشریف لیگئے سید صاحب مولوی صاحب کے ساتھ ہمیشہ اُس طرح پیش آئے جیسا کہ

ایک دوست دوست سے پوش آسکتا ہی - سین ٹیفک سوسٹی جو سود صاحب نے قائم کی ہی جب تک کہ مولوی صاحب پنجاب میں تشریف لائے ان کو تعلق ملازمت اُس سوسٹی سے تھا اُن کے پنجاب آنے میں بھی سود صاحب کا کچھ کم حصہ نہ تھا مگر ہم کو پندرہویں فروری سنہ ۱۸۸۴ع کے اخبار شفاء الصدور کے دیکھنے سے جو لاہور سے عربی زبان میں نکلتا ہی اور جسکو مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں نہایت تعجب ہوا کہ سود صاحب کی جو تعظیم و تکریم پنجاب میں ہرٹی اُس سے جناب مولانا صاحب کو کہوں رنج ہوا اُنہوں نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ قبول ایک امر خدا داد ہی علم و فضل پر موقوف نہیں ہی * میرا ارادہ نہیں تھا کہ میں ایسی بھونہ باتوں کا اپنے رسالہ میں ذکر کروں مگر میں نے کہا کہ ہرگاہ اس رسالہ میں میں وہ سب باتیں لکھتا ہوں جو اس سفر میں واقع ہوئیں ہوں تو شاید ناانصافی ہوگی اگر میں صرف دوستوں کی باتیں لکھوں اور دشمنوں کی باتوں کو چھوڑ دوں خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب دشمن کی باتیں لایعنی ہوتی ہیں تو خود اُس شخص کی جس کی نسبت کہی گئی ہوں قدر و منزلت زیادہ ہو جاتی ہی - دشمن کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا کہ جناب مولوی صاحب ممدوح بنی امیہ کے خاندان سے ہیں اور سید صاحب اہل بہت رسول سے - غرضکہ جو کچھ جناب مولوی صاحب ممدوح نے اُس اخبار میں لکھا ہی بجنسہ اس مقام پر نقل کرتا ہوں *

نقل اخبار شفاء الصدور

مطبوعہ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۸۴ع

انی لا اذکر شیئاً من الامور فی هذا الاخبار الا ما رايت بعینی
اوسمعت باذنی علی توثق اویستفاد من الاخبارات التجاریة فی البلاد والامصار
اذا کان مما یجوز العقل السلام والطبع المستقیم فمن ذلک ما رايت
وما سمعته من تعظیم السید احمد خاں فی الفتنجاب حیث عظمہ و
بجلہ اهل الفتنجاب لما انهم استقبلوه ورحبوا به و قد صوالیہ الذور
والتقادم وذلوا علیہ ما کبتوا له والہو ایدوا مدرستہ بالانفس والاموال ولم یکن
ذلک الاعناق ہم فیہ و تصدیقہم ایلا فیما قال او یقول واللہ لوا دعی
لولاية و الامامة بل الذبوة بل اللوہیة لصدیقہ بالقلب و اللسان و لامنوا بہ

و اذ عنواله غاية الازعان ولكنه لم يدع الولاية لما انه لا يعد الولاية شهناً ولا النبوة لما انه لا يعد تصديق النبي ضرورياً في الاسلام ولا الالهوية لتنا في الظاهر بين البشرية والالهوية وهؤلاء المعتقدون رجال ان جاء هم دجال من الدجالين الذين يا تون قبل القيام كما اخبر به النبي صلعم يصدقوه باللسان والجنان ان رغبته في منافع الدنيا شئى يعتقد به لاغير ليسوا سواء فملهم من امن به ومنهم من كفر و من يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها ويستفاد من افتاب الغنجاب المطبوع في ثلاثين من الشهر الماضى ان الهنود - ايضاً ايدوا مدرسة العلوم المذكورة بشئ من المال واعترض عليهم هند كي بان المسلمين الذين هم في سائر بلاد الهند لم ياتوا من العرب بل الاصل ان اباؤهم واجدادهم كانوا هندوا في الاصل فاسلموا خوفاً على انفسهم واموالهم فتسلط المسلمون عليهم حتى اخذوا نساء الهنود وضيعاتهم واموالهم وهدموا معابدهم وبنوا المساجد عليها وكسروا اصنامهم وذللوها فان كانت لهم قوة ومنعة كما كانت لهم في العهد الماضي هدموا المعابد وكسروا الاصنام والهنود قوم لاعقل لهم ولاشعور ولا يتدبرون في المنافع والمضار فمن قال لهم ما بطرت به انفسهم وخذ عنهم باندني شئى فهم يتخذعون به ولا يعلمون ان من يتعلم في تلك المدرسة من المسلمين يكون كمثلى اسدو يصيد من الهنود كما صادهم من قبلهم واذا كان الامر كذلك فلا بد للهند ان يقوموا مدارسهم الدينية ويبدلوا فيها انفسهم واموالهم انتهى - اقول ولعل هذا الهند كي لا يعلم حقيقة مدرسة العلوم المذكورة فانها لا يدرس فيها ماينا في دين الهنود حيث منافعها مقصورة على منافع الدنيا وهي اكبر همهم ولذلك ايدها من ايدها من الهنود ولو كانت ذلك المدرسة كمدراس بلا دنا سلمها الله تعالى من الشدور والافز لما اعطى هند كي شيئاً قليلاً في امدانها كما هو مجرب مشاهد على ان مدرسة العلوم ليست مختصة بتعليم اهل الاسلام حتى يخاف منه اهل يتعلم فيها الهنود والمسلمون ما يفيد الدنيا ويهدد الدين وذلك لشهوع تعلم اللسان الا فكري في فيها واعتقادهم ان سبب الرزق منهصرفية و ان كل كمال من كمالات الانسان لا يبلغ صوتبة من المراتب العالية الا به حتى زعمة من صرف برهة من عمره العزيز في العلوم العربية ثم تعلق بتلك المدرسة منذ مدة يسيرة اللهم اعذني من وساوس الشيطان وهمزاته *

پھر ایک جگہ اس طرح پڑ لکھتے ہیں اور جو کچھ اخبار انجمن پنجاب میں لکھا ہی اُس پر بلا خیال اپنے طریقہ کے اور اپنی حالت نفس کے تفریع فرماتے ہیں *

وفي اخبار الانجمن المطبوع ثاني هذا الشهر نقل ما كتبه البعض على الغيرة وحاصله ان الغيرة مفقودة في اهل الاسلام في زماننا وقد كانت حاصلة لهم في القرون الماضية ونقل شيئاً من احوال السلاطين السابقين كالب ارسلان والسلطان صلاح الدين وعد من باب الغيرة تطهير النبي صلعم بميت الله من الاصنام ثم كتب في آخر مكتوبه انه يكفيننا نظيراً و مثلاً هذا الشيخ السيد الكبير الذي هو مقيم في عليكرة ولم يذكر من غيرته شيئاً ليعلم انه نظير و مثال واضح في باب الغيرة الا انه غار على الهنود الذين اكبرهمهم الدنيا وما فيها فالقى المسلمين في تحصيل اسباب الدنيا و فعل مراد هذا الكاتب من الغيرة تلك الغيرة *

اُسکے بعد لاہور میں جو کوئی مسجد بنتی ہی اُسکی امداد میں لوگوں کو ترغیب دیتے وقت یوں ارقام فرمایا ہی *

والمرجو من مسلمي هذه البلدة ان يبذلوا مساعيهم في تعمير هذا المسجد الجديد كما بذل اهل بلادنا فبنوا مدرسة سهارنפור و مسجد الجامعة و مدرسة ديوبند و مسجد الجامعة ولوبذل سادات هذه البلدة اموالهم و انفسهم كما انهم بذلوا للسيد احمد خاں لكان لهم اجر عظيم ولكن الله يهدي من يشاء و اما اهل بلادنا فلم ياخذوا ولم يقبلوا ما وعدهم هذا المستخدم ان يعطي في مدرستهم فضلاً ان يعطوا في مدرسته و ان لم يكن عندي عيب و عار ان قبلوا ذلك و لعل وعدة كان لهم من جهتي لا من جهةهم و ذلك لان بيئي و بينه ربطاً و ضبطاً من قديم - وانا اعلم به و هو اعلم بي و ان لي عليه حقاً معلوماً و هو معترف به و ذلك من جودة امله و شرافة نسله *

اس تحریر سے جو امر باعث رنج مولوی صاحب ہوا ہی ظاہر ہو گیا ہی کہ پنجاب کے لوگوں نے اُنکی قدر و منزلت نہیں کی اور اُنکو چندہ نہیں دیا اخیر کو مولوی صاحب نے نسبت شرافت نسل سید صاحب لکھا ہی میں ہم غنیمت است ہم اُسکا شکر ادا کرتے ہیں *

افسوس ہی کہ بیچ میں یہہ ایک فضول جملہ معترضہ آگیا اب میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔ رات کے وقت سہوا

صاحب مدد اپنے سب ہمراہی دوستوں کے ایوننگ پارٹی میں تشریف لیگئے سینٹ ہال پنجاب یونیورسٹی کا جہاں ایوننگ پارٹی تھی نہایت خوبصورتی سے آراستہ تھا بہت باجا موجود تھا جس نے سید صاحب کے آنے اور جانے کے وقت مبارک باد دی *

اس پارٹی میں لاہور کے قریب تمام رئیس اور تعلیم یافتہ اشخاص شامل تھے یورپین صاحبان بھی موجود تھے لیکن ہندوستانی صاحب کثرت سے تھے — جب سید صاحب وہاں پہنچے تو جناب مسٹر پارکر صاحب بہادر اُنکو استقبال کر کے لیگئے اور جناب مسٹر سبم صاحب بہادر ایم اے پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور کو انٹرویو کھا اور اسی طرح اور صاحبان کی سید صاحب سے ملاقات کرائی سو آدمی کے قریب اس پارٹی میں شریک تھے *

— سینٹ کے مکان کی آرایش بھی قابل دید تھی ہندو مسلمان یورپین سب صاحبان کے لیگئے سامان دعوت بھی نہایت نفیس تھا برآمدہ میں بہت باجا بیچ رہا تھا کوئی کسی سے ملتا تھا کوئی دو شخص بیٹھے باتیں کر رہے تھے دوسری طرف دو چار دوست ملکر قہقہہ اوزاتے تھے کوئی چاء پیتا تھا کوئی کچھ میوہ کھاتا تھا غرضکہ سبکو بجز ہنسی اور خوشی اور آپس میں محبت سے ملنے اور بات چیت کرنے کے کچھ کام نہ تھا * اسی جلسہ میں مولوی سید محمد حسین صاحب آزاد نے اپنے پرالے تصنیف کیئے ہوئے اشعار جو انگریزی یونیٹری، "اکسپریس"، کا ترجمہ تھے اور جن میں ترقی کرنے کی ہمت دالے کا مضمون ہی پڑھے جسکا ترجمہ بند پہہ تھا *

آہستہ سر اوٹھا کے کہا ہاں بڑھے چلو

سید صاحب نے مولوی صاحب کے کلام کی تعریف نہایت برجستہ الفاظ میں کی اور کہا کہ انکی شستگی زبان کی کیا تعریف ہوسکتی ہی ہمارے ہی دلی کے ہیں مسٹر پارکر صاحب نے فرمایا کہ نہیں پنجاب کے سید صاحب نے کہا کہ ہاں پنجاب کی خوش قسمتی ہی جو اُس نے چھین لیا ہی مگر میں تو ہماری دلی ہی کے *

اسکے بعد مرزا عبدالغنی صاحب ارشد تخلص نے جو خاندان ہمازندگان دہلی سے ہیں سید صاحب کے ولکم میں اپنے جدید تصنیف

کیئے ہوئے اشعار پڑھنے شروع کیئے اسوقت سید صاحب کو کھڑے ہوئے دھر ہوگئی تھی اور جب سید صاحب کی تعریف آتی تھی تو سید صاحب کے چہرہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ شرمندہ ہوتے ہیں اور اُسکو پسند نہیں کرتے اس بات کو مسٹر پارکر صاحب نے خیال فرماکر مرزا صاحب کو اشارہ کیا کہ اب ختم کردیں — مگر میں نے سنا کہ بعد کو مسٹر پارکر صاحب نے مرزا صاحب کے کلام کی تعریف کی اور اُن سے کہا کہ آپ برا نمازیں میرے نزدیک سید صاحب کو زیادہ تکلیف دینی مناسب لہ تھی *

مرزا صاحب کو شاید افسوس ہوا ہوگا کہ اُنکا پورا کلام نہیں پڑھا گیا مگر میں اُس کی تلافی کرتا ہوں اور اُنکا پورا کلام اس رسالہ میں لکھ دیتا ہوں کہ ہمیشہ کو یاد گار رہیگا *

وہو ہذا

آگیا وہ سید والا ہم * قوم پر جسٹے کیا لطف و کرم
اُسکے استقبال کو جاتے ہیں ہم * گارے ہیں یہ ہی نغمہ دمدم
ولکم اے عالی جناب ذی حشم
سید احمد خاں بہادر ویکم

خیر مقدم اے حکیم درد مند * خیر مقدم نیکخو نیکی پسند
قوم غم میں ہو چلی تھی پائے بند * دستگیری کر نہیں بھونچے گزند
ولکم اے عالی جناب ذی حشم
سید احمد خاں بہادر ویکم

مرحبا تشریف لانا آپ کا * حبذا لاہور آنا آپ کا
قوم کو لکچر سنانا آپ کا * فرض ہم پر گہت گانا آپ کا
ولکم اے عالی جناب ذی حشم
سید احمد خاں بہادر ویکم

اے رسول اللہ کے لخت جگر * اے بتول پاک کے نور بصر
اے مسلمانوں کے بوجھے راہبو * ہم سبھوں کو لالے والے راہ پر
ولکم اے عالی جناب ذی حشم
سید احمد خاں بہادر ویکم

اے رسول سروس کے خواہاں مرحبا * مغربی علموں کے چوبیاں مرحبا

حامی قوم مسلمان مرحبا * سب یہی کہتے ہیں ہر آن مرحبا

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

ایکسا سی ایس آئی ہی خطاب * ہو نلوگدہ کے تمہیں تو افتاب
قوم کی حالت بہت کچھ ہی خراب * ہاں مدد فرماؤ اے عالی جناب

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

تھی بہت امید واری آپ کی * تھی بہت کچھ انتظار آپ کی
بارے اب آئی سواری آپ کی * قوم ہی ممدون ساری آپ کی

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

ہاں بہت کچھ غم سے تھی بیمار قوم * ہو گئی تھی عاجز و ناچار قوم
آپ آئے ہو گئی ہوشیار قوم * تھینک یو کہتی ہی سوسو بار قوم

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

اولد فیشن نے سنایا ہی بہت * نہ چری کہہ کر رولایا ہی بہت
کافر و ملحد بنایا ہی بہت * ایتو سید تورا سایہ ہی بہت

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

ہو جواد الدولہ عارف جنگ تم * ہو بہت ہی صاحب فرنگ تم
قوم کی حالت ندیکو تنگ تم * بہتری کی کچھ کرو آہنگ تم

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

اے میرے دلی کے دل والا تبار * اے میرے ہندوستان کے افتخار
آپ کے ہمراہ جو ہوں چار یار * اُنہ ہو میرا سلام اُور چار بار

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سید احمد خاں بہادر ویکم

اُنہ حضرت سلامت آئیے * قوم کی حالت نظر فرمائیے
لد صحت کی دوا بنائیے * یہ مبارک بان لائیے جائیے

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سہد احمد خاں بہادر ویلکم

خیر خواہ ملک و ملت زندہ باش * ہمارے خوبی و صحت زندہ باش
زندہ باش اے ٹھیک طبیعت زندہ باش * ہر سہ ماہ تا قیامت زندہ باش

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سہد احمد خاں بہادر ویلکم

اپنے جو رات کو تقریر کی * آسمان بس اُلفت کی ایک تاثیر تھی
اتنے گنی ذہن مخالف سے دوئی * آنکھ میں بالکل سمائے آپ ہی

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سہد احمد خاں بہادر ویلکم

یار گر صاحب بہادر آپ کو * رات دیتے تھے مبارک ہاں لو
مہمان کی خوب سی خاطر کرو * پارٹی کا شکر یہ سفر کہو

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سہد احمد خاں بہادر ویلکم

گر نہوتا آپ سا یاں مہمان * اور صاحب سا نہوتا مہربان
پوچھتا تھا کون ارشد کو یہاں * آپ کا ہی شکر کرتا ہر زمان

ولکم اے عالی جناب ذی حشم

سہد احمد خاں بہادر ویلکم

غرضکہ اسطرح لطف و خوبی سے یہ جلسہ وقت معین پر ختم ہوا
سہد صاحب جناب مستویدار کر صاحب سے رخصت ہوئے اور اُنکی عنایت
کا جو ایک ایسی عنایت تھی جس سے آپس میں محبت و اخلاص و دوستی
کی ترقی متصور تھی شکر ادا کیا جب سہد صاحب سوار ہوئے بیعت
باجے لے سلامی دی *

تیسری فروری سنہ ۱۸۸۴ ع کو بارہ بجے گورنمنٹ اسکول میں انڈین
ایسوسی ایشن لاہور اور انجمن اسلامی لاہور کی جانب سے سہد صاحب
کی خدمت میں ایڈریسوں کا پیش ہونا اور اُس کے بعد سہد صاحب
کا ایک لکچر دینا قرار پایا تھا اور اُسی شام کو اسلام پور لکچر دینا سہد
صاحب نے دوستوں کے اصرار سے منظور کر لیا تھا اگرچہ اکثر لوگوں کو
دعا تھی کہ وہ ان سب کاموں کا ہونا دشواری سے خالی

نہوگا اور کچھ نہ کچھ مشکل پیش آویگی مگر یہ تجویز قرار پا چکی
تھی اور اُس کی تبدیلی دشوار بلکہ قریب نا ممکن کے تھی اور اسی سبب
سے اُس میں کچھ تبدیلی نہوسکی *

وقت معینہ سے کچھ پہلے شیخ غلام حسن صاحب اور مولوی مرزا
فتح محمد صاحب سید صاحب کی خدمت میں بطور استقبال کے آئے
اور گورنمنٹ اسکول میں تشریف لیچنے کی درخواست کی سید صاحب
معه اپنے ہمراہی دوستوں کے روانہ ہوئے جب سید صاحب کی گاڑی گورنمنٹ
اسکول کے دروازہ پر پہونچی تو جناب سردار دیال سنگھ بہادر - ڈاکٹر
رحیم خاں بہادر - خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب - منشی
فضل شاہ صاحب - بابو پرتول چند صاحب - راء صاحب بابو کالی
پرشہوا صاحب - منشی گوپال داس صاحب - پدنت امر ناتھ صاحب
راء بہادر ڈاکٹر برج لال صاحب گھوس نے استقبال کیا اور سید صاحب
کو گورنمنٹ اسکول کے برے ہال میں لے گئے - اُس ہال میں ایک
جم غفیر اور 'مجمع کثیر لوگوں کا ہو گیا تھا افسوس ہی کہ لاہور میں ٹکٹ
کے تقسیم کا قاعدہ اختیار نہیں کیا گیا تھا اور نیچے کی منزل میں اور
اوپر کی منزل میں استدر تھسا تھسا آدمی بھر گئے تھے کہ لوگوں کو
جنبش کرنے کی یہ جگہ نہ تھی چہر پہاڑ کر اور لوگوں کو ہٹا کر ہم
سب لوگ اپنی کرسیوں تک پہونچے - سید صاحب جب ہال میں
داخل ہوئے سب لوگوں نے چہر زنی اور ہال میں صدائے عظم گونج
اُٹھی - جناب مسٹر پارکر صاحب معہ چند یورپین صاحبان کے تشریف
لائے تھے ہجوم خلایق سے ایسی تنگی ہو گئی تھی کہ صاحبان مدوح نے
جس طرح ممکن ہوا ہال سے نکل جانا اور اپنے گھر چلا آنا وہاں تھرنے سے
بہتر سمجھا *

سب سے اول انڈین ایسوسی ایشن لاہور کی جانب سے ایڈریس کا
پیش ہونا قرار پایا تھا ایڈریس انگریزی میں تھی - جناب سردار دیال
سنگھ بہادر پریسڈنٹ انڈین ایسوسی ایشن لاہور اُس آڈریس کو پڑھلے
اور پیش کرنے کے لئے اپنی کرسی پر سے اُٹھے مگر ہال میں غل
ایسا تھا کہ اُن کو توقع نہ تھی کہ کوئی سن سکے گا چلند منت اُنہوں نے
تامل کیا اور لاچار اُسی غل میں اُنہوں نے پڑھنا شروع کیا - ولا آڈریس

بہت کم سنائی دی یہاں تک کہ جو اوگ قریب تھے وہ بھی بخوبی نہیں سن سکیں - پڑھنے کے بعد وہ ادریس خریطہ زرین میں سید صاحب کے پیشکش کیا گیا - سید صاحب نے نہایت احسانمندی سے اُس کو لیا - اور اُسی غل میں اُسکا جواب اُردو زبان میں دیا - ہر چند سید صاحب نے بہت بلند آواز سے جواب دیا لیکن سوائے اُن لوگوں کے جو قریب تھے بہت لوگوں کو وہ جواب سنائی نہ دیا *

شام کو سید محمد علی صاحب نے انگریزی میں اُس جواب کا ترجمہ کر کے پریسڈنٹ صاحب کی خدمت میں بھیج دیا تربیون اخبار لاہور میں وہ جواب مع مختصر رمارک کے چھپا ہی چنانچہ ہم اُس مقام پر انڈین ایسوسی ایشن کی انگریزی ادریس اور اُس کا اُردو ترجمہ اور سید صاحب کا اُردو جواب اور اُس کا انگریزی ترجمہ اور تربیون کا رمارک اور اُس کا اُردو ترجمہ مندرج کرتے ہیں *

ADDRESS FROM 'THE INDIAN ASSOCIATION, LAHORE.

TO

THE HON'BLE SYED AHMED KHAN BAHADUR, C. S. I.

HON'BLE SIR,

We, the members of the Indian Association of Lahore, beg to welcome you to our city with our best wishes and most distinguished sentiments.

Your noble exertions to improve the condition of the Mahomedan population of India and to diffuse the blessings of knowledge and enlightenment among them, and the brilliant success you have been able to achieve in this direction, mark you out as one of the most meritorious of our public men, and deservedly entitle you to the esteem and gratitude of all classes of the Indian people. Our Association, composed of members of all races and creeds in this Province, have much pleasure in bearing testimony to the high character of your services to the

public and in expressing their sense of the benefits you have conferred on the country.

Not the least remarkable feature of your public career has been the breadth of your views and your liberal attitude towards sections of the community other than your co-religionists. Your conduct throughout has been stainless of bias or bigotry. The benefits of the noble educational institution you have established at Aligarh are open alike to Hindus as well as Mahomedans. Our unhappy country is so split up with petty religious and sectarian jealousies and had suffered so much in the past from sectarian and religious dissensions, that the advent of a man of your large-hearted and liberal views is a matter of peculiar congratulation at this time. Long may you be spared to inculcate knowledge among Mahomedans and Hindus alike, and, by eradicating prejudice and bigotry from their minds, to unite them in the firm bonds of fraternal union.

Your highly useful career in the Legislative Council of India can only be touched upon here. Your impartial care for all classes, your manly and faithful representation of national views and your vigilant regard for national interests, while acting in that body, deserve the warmest acknowledgments from us and our countrymen.

Again welcoming you to Lahore and hoping that the pleasure of your visit may often be renewed and that your noble efforts may be crowned with success,

We remain,

Your most obedient servants.

(Sd.) Dayal Singh—*President.*

(Sd.) Jogendra Chandra Bose, M. A., B. L, Pleader,
High Court Calcutta.

(Sd.) Ramnarain Pandit, Pleader, High Court N. W. P.
Honorary Secretary.

- (Sd) Gholam Hasan, Honorary Magistrate.
- (Sd) Rahim Khan "Khan Bahadur" Honorary Surgeon.
- (Sd) Gopal Dass, Supdt. Chief Court.
- (Sd.) Eduljee Cowasjee Jussawalla, merchant.
- (Sd.) Sashi Bhoshan Mukerjee, M. A., B. L., Professor,
Lahore College.
- (Sd.) Brij Lal Ghose, " Rai Bahadur", Asstt. Surgeon,
Teacher Medical College.
- (Sp.) Haji Gholam Hassan, Fellow, Punjab University.
- (Sd.) Syed Fuzul Shah, Member, Municipal Committee.
- (Sd.) Kali Prasanno Roy, M. A., B. L., Pleader, High
Court, Calcutta.
- (Sd.) Protul Chandra Chatterjee, M. A., B. L., Pleader,
High Court, Calcutta.
- (Sd.) Usuf Shah, Municipal Commissioner, Amritsar.
- (Sd.) Pandit Amar Nath, Head Translator, Chief Court,
Punjab.
- (Sd.) Amrita Lal Roy, B. A., B. L., Pleader, Chief
Court, Lahore.
- (Sd.) Ram Gopal Bose, Accountant, Alliance Bank
of Simla, Ld.
- (Sd.) Gunda Mal, Head Clerk, Medical College.
- (Sd.) Peyari Lal, Pleader.

REPLY.

MR. PRESIDENT AND MEMBERS OF THE INDIAN ASSOCIATION.—I beg to thank you cordially for the kindness and honor you have shown me this day by presenting me with this address here. It is a matter of great pleasure for me to learn that your Association is composed of members of all classes and creeds ; this is not only a matter of pleasure, but this union reflects a light at its foundation which gives a hope that our dear India is still capable of advancement. My friends, I cannot help ex-

pressing the pride which I feel at the presentation to me of this address on behalf of the Indian Association. If I remember right, I think this Association was founded by one whose name should be respected by all classes of the Indian population without regard to creed, caste, or place of abode; his name is Surendro Nath Bannerjee. I feel that this address, presented as it is to me, an insignificant person, by the Association whose founder was such a great man, has given me this day such an honor as I shall never forget as long as I live.

MY FRIENDS,—You will excuse me if I am wrong in thinking that this Association, composed as it is of members of all classes and creeds, consists mostly of the Bengalis (Here one of the members of the Association pointing out that it was composed mostly of natives of the Punjab, the speaker said that he was sorry that he was wrong here, and continued). Well if it consists mostly of the people of the Punjab, even then I would say that this light has been introduced by the selfsame people whom I have designated by the name of the Bengalis. I confess that the Bengalis are the only people in our country of whom we can rightly feel proud. It is solely on account of them that the progress of learning, the progress of liberty, and the feelings of patriotism have spread in our country. I can rightly say that they are certainly the head of all the peoples of India.

MY FRIENDS,—You have alluded to the Mahomedan Anglo-Oriental College at Aligarh in your address. I would be sorry if any one were to think that this College was founded to mark a distinction between the Hindus and Mahomedans. The chief cause that led to the foundation of this College was, as I believe you are aware of, that the Mahomedans were becoming more and more degraded and poor every day. Their religious prejudices had kept them back from taking advantage

of the education offered by the Government Colleges and Schools; and consequently it was deemed necessary that some special arrangement should be made for them. It can be thus illustrated: suppose there are two brothers, one of whom is quite vigorous and healthy while the other is ill and is decaying; then it will be the duty of his other brother to help him towards his recovery. This was the thought which led me to the foundation of the Mahomedan Anglo-Oriental College. But I am happy to be able to say that both brothers receive the same instruction in that College. All the rights at the College which belong to one who calls himself a Mahomedan, belong without any restriction to him also who calls himself a Hindu. There is not the least distinction between the Hindus and the Mahomedans. Only he can claim the reward who earns it by his own exertions. Both Hindus and Mahomedans are equally entitled to scholarships at the College; both are treated equally as boarders. I regard the Hindus and Mahomedans as my two eyes. The people would generally mark a difference by calling one the right, and the other the left eye; but I regard both Hindus and Mahomedans as one single eye. I wish I had only one eye; in which case I could compare them with advantage to that single eye.

You have also alluded, in your address, to my services in the Legislative Council during the period when I have had the honour of being a member of the Council. I cannot help saying that I feel that a man like myself was not worthy of having a seat in the Legislative Council of India, and of holding the great responsibility attached to that seat. I was myself aware of the difficulties that stood in my way; nevertheless, it was my earnest and sincere desire that I should faithfully serve my country and my nation. By the word *nation*, I mean both Hindus and Mahomedans. This is the way in which I

define the word *nation*. In my opinion, it matters not whatever be their religious belief, because we cannot see anything of it; but what we see is that all of us, whether Hindus or Mahomedans, live on one soil, are governed by one and the same ruler, have the same sources of our advantage, and equally share the hardships of a famine. These are the various grounds on which I designate both the communities that inhabit India by the expression Hindu nation; and while a member of the Legislative Council I had at heart the prosperity of this very nation. I feel very much gratified that you attach so much value to my insignificant services; and now, in the end, I pray to God that He may grant progress of learning to our nation as defined above, which may spread light among our people and in our country. May He also crown your Association's efforts with success, and may He also help you in all your undertakings and endeavours.

REMARKS OF THE "TRIBUNE" OF THE 9TH FEB. RUARY, 1884.

THE HON'BLE SYED AHMED KHAN, C. S. I. was here. He left this on Monday last. His visit to this place deserves more than a passing justice on account of certain utterances which deserve the careful consideration of all our countrymen. We have all along pointed out the great desirability of establishing more friendly and intimate relations between the Hindus and Mahomedans than now exist. They should not only love and embrace each other as brothers, but they should also, if they want this country to rise to its ancient glory once again, become fused into one nation. The latter, however, must be the work of generations; the former is unquestionably the easier of the two and can be accomplished in less time. It would help us little now to insist on the exclusive privileges of either the Hindu or the Mahomedan. It is a fact that there

are in India about 200 millions of Hindus and about 50 millions of Mahomedans, and this fact cannot be ignored. Religious prejudices are the great stumbling block in the way of brotherly feeling between the two mighty sections of the people; but liberal thought and liberal training have been at work, and we have already seen many apostles among the Hindus who have made it the mission of their life to preach the development of that feeling. The Mahomedans are more conservative in this respect, and it therefore gives us infinite pleasure to find that there is at least one great man among them who does not yield to any one in large-minded patriotism.

We heartily welcome his words which we do not often hear from the lips of our Mahomedan compatriots. The example set by the Syed is worthy of imitation not only by men of his own creed but even by Hindus. We trust it will be largely followed. Before we conclude, there is one point which we would point out here. The Syed was very naturally led by false reports into a mistake as to the constitution of the Indian Association. Those who are jealous of it always try to make out that the Lahore Indian Association consists mostly of Bengalies. The fact, however, is that out of nearly one hundred members there are only eleven Bengalies. Ungenerous and not overtruthful critics should bear this fact in mind.

ترجمہ ایڈریس

منجانب انڈین ایسوسی ایشن لاہور

بخدمت جناب آنریبل سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی -
آنریبل سر - ہم ممبران انڈین ایسوسی ایشن لاہور اپنے شہر میں
آپ کی تشریف آوری پر اپنی بہترین خواہشوں اور نہایت عمدہ خیالات
کے ساتھ آپ کو ویلکم دیتے ہیں *

جو عمدہ کوششوں اپنے ہندوستان کے مسلمان باشندوں کی حالت
کی اصلاح اور انکے درمیان علم اور روشنی پھیلانے کے

واسطہ کی ہیں اور جو نمایاں کامیابی آپ نے اس باب میں حاصل کی ہے اُسکے لحاظ سے آپ ہمارے ملک کے مشہور و معروف شخصوں میں سے نہایت ممتاز اور نیکنام ہیں اور آپ واجبی طور پر رعایاے ہندوستان کے تمام فرقوں کی طرف سے قدر و منزلت اور احسانمندی کے مستحق ہیں — ہماری ایسوسی ایشن جس میں اس صوبہ کے تمام اقوام اور مذاہب کے لوگ شامل ہیں نہایت خروشی سے آپ کے اُن اعلیٰ درجہ کی خدمتوں کی تصدیق کرتی ہے جو آپ نے عوام کے حق میں کی ہیں اور اُن فائدوں کی نسبت اپنی قدر شناسی ظاہر کرتی ہے جو آپ نے ملک کو پہنچائے ہیں *

آپ کے خیالات کے وسعت اور آپکا فیاضانہ برتاؤ جو آپ نے اپنے خاص ہم مذہبوں کے علاوہ اور فرقوں کے ساتھ کیا ہے آپ کے عام طریقہ کارروائی کی کچھ کم مشہور و معروف صفت نہیں ہے — آپ کا برتاؤ ابتدا سے انتہا تک تعصب یا خون رانی کے دھبہ سے بالکل مبرا رہا ہے — جو عمدہ تعلیمی انسٹیٹیوشن آپ نے علیحدہ میں قائم کیا ہے اُسکے فائدوں سے ہندو اور مسلمان دونوں برابر مستفیض ہو سکتے ہیں ہمارے بد قسمت ملک میں خفیف مذہبی اور قومی خصوصیتوں کی وجہ سے اس قدر تفرقہ پڑا ہوا ہے اور اُسکو زمانہ گذشتہ میں قومی اور مذہبی تنازعات کے باعث سے اسقدر نقصان پہنچا ہے کہ آپ جیسے کشادہ دل اور فیاضانہ خیالات رکھنے والے شخص کا یہاں تشریف لانا اسوقت پر ایک خاص مبارکبادی کا باعث ہے خدا کرے کہ آپ عرصہ دراز تک زندہ رہیں تاکہ آپ مسلمانوں اور ہندوؤں کو برابر ملتین علم کو سکھیں اور اُنکے دلوں میں تعصب اور خون رانی کو بھٹھ و بنیاد سے دور کر کے برادرانہ اتحاد کے مستحکم رشتوں میں اُن کو باہم ملا سکیں *

ہندوستان کی قانونی کونسل میں جو آپ نے نہایت منفعت بخش کارروائی کی اُس کی نسبت یہاں صرف سرسری طور پر ذکر کیا جاسکتا ہے اور آپ جو اُس زمانہ میں جب کہ آپ مجلس مذکور میں کام کرتے تھے بے طرفدارانہ طور پر تمام فرقوں کی بہبودی کی فکر رکھتے تھے اور قومی خیالات کو دلیوری اور راستبازی کے ساتھ اور بڑی سرگرمی کے ساتھ قومی مطالب کا خیال رکھتے تھے اُس کے لحاظ سے آپ ہماری

طرف سے اور ہمارے ہمرطنوں کی طرف سے دلی اہسانمندی کے مستحق ہیں *

اب ہم پھر لاہور کو آپکے تشریف لانے پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اور یہہ امید کرتے ہیں کہ آپ کی ملاقات کی خوشی اکثر نصیب ہوا کرے اور آپ کو اپنی عمدہ کوششوں میں کامیابی حاصل ہو *

ہم ہیں

آپ کے تابعدار خادم

(دستخط) دیال سنگھ — پریذیڈنٹ

(دستخط) چوگندر چندر بوس — ایم اے — بی ایل وکیل عدالت

ہائی کورٹ کلکتہ

(دستخط) رام نرائین وکیل ہائی کورٹ اضلاع شمال و مغرب

آنریری سکریٹری

(دستخط) غلام حسن — آنریری مجسٹریٹ

(دستخط) رحیم خاں — خان بہادر آنریری سرجن

(دستخط) گوپال داس سپرنٹنڈنٹ عدالت چھف کورٹ

(دستخط) ایڈلجی کواسچی — جسا والہ سوداگر

(دستخط) سوسی بھوشن مکرجی ایم اے — بی ایل پروفیسر

لاہور کالج

(دستخط) برج لال گھوس — راے بہادر اسسٹنٹ سرجن

تیپچو مہدیگل کالج

(دستخط) حاجی غلام حسن — فیلو پنجاب یونیورسٹی

(دستخط) سید فضل شاہ — ممبر مہونیسپل کمیٹی

(دستخط) کالی پرسن راے — ایم اے — بی ایل وکیل عدالت

ہائی کورٹ کلکتہ

(دستخط) پروتال چندر چترجی ایم اے — بی ایل وکیل

عدالت ہائی کورٹ کلکتہ

(دستخط) یوسف شاہ — مہونیسپل کمشنر امرتسر

(دستخط) ہفتت امر ناتھ مترجم اول عدالت چھف کورٹ

پنجاب

(دستخط) امرت لال رائے - بی اے - بی ایل - وکیل

عدالت چیف کورٹ لاہور

(دستخط) رام گوپال ہوس ایکونٹنٹ ایلائنس بلک لمیٹڈ

شملہ

(دستخط) گیندا مل ہڈ کلرک مہدیگل کالج

(دستخط) پھارے لال وکیل

سیدی صاحب کا جواب

جناب پریزیڈنٹ و ممبران انڈین ایسوسی ایشن — جو مہربانی اور عزت آج آپ نے میری نسبت اس حال میں اس ایڈریس کے پیش کرنے سے ظاہر فرمائی ہے اُسکے لئے میں دل سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں — مجھکو اس بات کے معلوم ہونے سے نہایت خوشی ہوئی کہ آپ کی ایسوسی ایشن میں تمام فرقوں اور قوموں کے لوگ شامل ہیں یہ امر صرف خوشی کا ہی باعث نہیں ہے بلکہ اس اتفاق سے اُس میں ایک روشنی کی جز ہائی جاتی ہے جس سے یہ امید ہوتی ہے کہ ہمارا پھارا ہندوستان اب بھی ترقی کرنے کے لائق ہے — میرے دوستو — میں اُس فخر کے ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا ہوں جو مجھکو انڈین ایسوسی ایشن کی جانب سے اس ایڈریس کے پیش کیئے جانے پر حاصل ہوا ہے — اگر میری یاد صحیح ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ اس ایسوسی ایشن کو ایک ایسے شخص نے قائم کیا تھا جس کے نام کی عزت ہندوستان کے تمام فرقوں کو بلا لحاظ قوم اور ذات یا جائے سکونت کے کرنی چاہیئے یعنی سررندرناتھ باتر جی نے — میں خیال کرتا ہوں کہ اس ایڈریس نے جو اُس ایسوسی ایشن نے مجھ سے ناچیز شخص کو دی ہے جسکا بانی ایسا بڑا شخص تھا آج مجھکو اس قسم کی عزت بخشی ہے جسکو میں جب تک زندہ ہوں ہرگز نہیں بھولنیکا *

میرے دوستو — آپ مجھکو معاف فرمائیے اگر میرا یہ خیال غلط ہو کہ اس ایسوسی ایشن میں جو تمام فرقوں اور مذہبوں کے لوگوں سے مرکب ہے بیشتر بنگالی شامل ہیں (اس مقام پر ایسوسی ایشن کے ایک ممبر نے یہ اشارہ کیا کہ اس ایسوسی ایشن میں بیشتر پنجاب کے باشندے شریک ہیں تو اس پر نے کہا کہ مجھکو افسوس ہے کہ یہاں

مجھ سے غلطی ہوئی اور پھر اپنی گفتگو کو اس طرح پر جاری رکھا)
 اچھا اگر اس ایسوسی ایشن میں بیشتر پنجاب کے باشندے شریک ہیں
 تو بھی میں یہہ بات کہتا ہوں کہ یہہ روشنی انہی شخصوں نے پھیلائی
 ہی جنکو میں نے بنگالیوں کے نام سے تعبیر کیا ہی — میں اقرار کرتا ہوں
 کہ ہمارے ملک میں صرف بنگالی ہی ایسی قوم ہیں جنہر ہم واجبی
 طور پر فخر کر سکتے ہیں اور یہہ صرف انہیں کی بدولت ہی کہ علم
 اور آزادی اور حب وطنی کو ہمارے ملک میں ترقی ہوئی ہی — میں
 صحیح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ وہ بالیقین ہندوستان کے تمام قوموں کے
 سر تاج ہیں *

میرے دوستو — آپ نے اپنی ایڈریس میں محمداں اینگلو اورینٹل
 کالج علیگڑہ کا ذکر کیا ہی مجھکو انسوس ہوگا اگر کوئی شخص یہہ خیال
 کرے کہ یہہ کالج ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان امتیاز ظاہر کرنے کی
 غرض سے قائم کیا گیا ہی — خاص سبب جو اس کالج کے قائم کرنیکا
 ہوا یہہ تھا جیسا کہ میں یقین کرتا ہوں آپ بھی واقف ہیں کہ مسلمان
 روز بروز زیادہ تر ذلیل اور محتاج ہوتے جاتے تھے — ان کے مذہبی تعصبات
 نے ان کو اُس تعلیم سے فائدہ اوتھانے سے باز رکھا تھا جو سرکاری کالجوں اور
 مدرسوں میں مہیا کی گئی تھی اور اسی وجہ سے یہہ امر ضروری خیال
 کیا گیا کہ ان کے واسطے کوئی خاص انتظام کیا جاوے — اُسکی مثال اس
 طرح پر دی جا سکتی ہی — فرض کرو کہ دو بھائی ایسے ہیں جن میں
 سے ایک بالکل طاقتور اور تندرست ہی اور دوسرا بیمار ہی اور اُسکی
 تندرستی زوال ہو ہی — پس اُسکے تمام بھائیوں کا یہہ فرض ہوگا کہ اُس
 بیمار بھائی کی صحت کی تدبیر کریں اور اُسکو مدد دیں — یہی خیال
 تھا جسنے مجھکو محمداں اینگلو اورینٹل کالج کے قائم کرنے پر آمادہ کیا
 مگر میں اس بات کے بیان کرنے سے خوش ہوں کہ اس کالج میں دونوں
 بھائی ایک ہی سی تعلیم پاتے ہیں دلچ کے تمام حقوق جو اُس شخص سے
 متعلق ہیں جو اپنے تئیں مسلمان کہتا ہی بلا کسی قید کے اُس شخص
 سے بھی متعلق ہیں جو اپنے تئیں ہندو بیان کرتا ہی — ہندوؤں اور
 مسلمانوں کے درمیان ذرا بھی امتیاز نہیں ہی صرف وہی شخص انعام
 کا دعویٰ کر سکتا ہی جو اپنی سعی و کوشش سے اُسکو حاصل کرے اس

کالج میں ہندو اور مسلمان دونوں برابر وظائفوں کے مستحق ہیں اور دونوں کی نسبت بطور برتر کے یکساں طور پر سلبک کہا جاتا ہے۔ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو مثل اپنی دو آنکھوں کے سمجھتا ہوں — اس کہنے کو بھی میں پسند نہیں کرتا کیونکہ لوگ علی العموم یہ فرق قرار دینگے کہ ایک کو دائیں آنکھ اور دوسرے کو بائیں آنکھ کہینگے مگر میں ہندو اور مسلمان دونوں کو بطور ایک آنکھ کے سمجھتا ہوں — اے کاش میرے صرف ایک ہی آنکھ ہوتی کہ اُس حالت میں میں عمدگی کے ساتھ اُن کو اُس ایک آنکھ کے ساتھ تشبیہ دے سکتا *

آپ نے اپنی ایڈریس میں میری اُن خدمتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو میں نے اُس زمانہ میں انجام دی تھیں جبکہ مجھ کو قانونی کونسل کے ممبر ہونے کی عزت حاصل تھی — میں اس بات کے کہنے سے باز نہیں رہ سکتا ہوں کہ مجھ کو پورا یقین ہے کہ مجھ سا شخص ہندوستان کی قانونی کونسل کی ممبری اور جو بڑی جوابدہی اُس ممبری سے متعلق ہے اُسکو اپنے ذمہ لینے کے لائق نہ تھا — میں خود اُن مشکلات سے واقف تھا جو میرے راستہ میں حائل تھیں مگر باوجود اسکے میری یہ دلی تمنا تھی کہ میں اپنے ملک اور اپنی قوم کی وفاداری کے ساتھ خدمت کروں — لفظ قوم سے میری مراد ہندو اور مسلمان دونوں سے ہے یہی وہ معنی ہیں جس میں میں لفظ نیشن (قوم) کی تعبیر کرتا ہوں — میرے نزدیک یہ امر چنداں لحاظ کے لائق نہیں ہے کہ اُن کا مذہبی عقیدہ کیا ہے کیونکہ ہم اُسکی کوئی بات نہیں دیکھ سکتے ہیں لیکن جو بات کہ ہم دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم سب خواہ ہندو ہوں یا مسلمان ایک ہی سر زمین پر رہتے ہیں — ایک ہی حاکم کے زیر حکومت ہیں — ہم سب کے فائدہ کے مندرجہ ایک ہی ہیں — ہم سب قحط کی مصیبتوں کو برابر برداشت کرتے ہیں — یہی مختلف وجوہات ہیں جن کی بنا پر میں اُن دونوں قوموں کو جو ہندوستان میں آباد ہیں ایک لفظ سے تعبیر کرتا ہوں کہ ”ہندو“ یعنی ہندوستان کی رہنے والی قوم — جس زمانہ میں میں قانونی کونسل کا ممبر تھا تو مجھ کو خاص اسی قوم کی بہبود کی دل سے فکر تھی — مجھ کو اس بات سے نہایت مسرت ہوتی ہے کہ آپ میری ناچیز خدمتوں کی استقدر وقعت کرتے ہیں اور اب میں آخر پر خدا تعالیٰ سے یہ

دعا مانگتا ہوں کہ وہ ہماری قوم کو جس کی تعریف میں نے ابھی بیان کی ہے علمی ترقی عطا فرمائے جس کے ذریعہ سے ہماری قوم اور ہمارے ملک میں روشنی بھلے اور آپ کی ایسوسی ایشن کی کوششوں کو کامیاب کرے اور نیز آپ کی تمام کوششوں اور کاموں میں آپ کا معاون ہو (چھوڑے بڑے زور سے) *

ترجمہ ریہارک مندرجہ اخبار تریہیموں لاہور

مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۸۴ ع

آنریبل سیّد احمد خاں بہادر سی ایس آئی یہاں تشریف لائے تھے۔ اور دوشنبہ گذشتہ کو یہاں سے تشریف لے گئے۔ اس مقام پر اُن کا تشریف لانا بعض باتوں کے سبب سے جو ہمارے تمام ہموطنوں کے دلی غور و توجہ کے لائق ہیں سرسری طور کی بہ نسبت زیادہ تر انصاف کے ساتھ ذکر کیئے جانے کا مستحق ہے۔ ہم نے برابر اس بات کو ظاہر کیا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے درمیان بہ نسبت حال کے زیادہ تر دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات کا قیام ہونا پسندیدہ ہے اُن کو صرف یہی بات نہیں چاہیئے کہ مثل بھائیوں کے ایک دوسرے سے محبت کریں اور بغلیں ہوں بلکہ اگر وہ یہ بات چاہتے ہوں کہ یہ ملک پھر اپنے قدیمی عروج کو پہنچ جاوے تو اُن کو آپس میں مل ملا کر ایک قوم ہو جانا چاہیئے۔ لیکن پچھلی بات (یعنی ایک قوم ہو جانا) نئی پشتوں میں حاصل ہوگئی اور پہلی بات (یعنی برادرانہ تعلقات کا پیدا ہونا) بلاشبہ دونوں باتوں میں سے زیادہ آسان ہے اور وہ کم مدت میں حاصل ہو سکتی ہے۔ ہندوؤں یا مسلمانوں کے جداگانہ حقوق کی نسبت اصرار کرنے سے ہم کو بالکل بہت کم مدد ملے گی۔ یہ امر واقعی ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی تعداد قریب بیس کروڑ کے اور مسلمانوں کی تعداد قریب پانچ کروڑ کے ہے اور اس امر کی جانب سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی ہے۔ مذہبی تعصبات لوگوں کے ان دو زبردست فرقوں کے درمیان برادرانہ ارتباط قائم ہونے کے سخت مانع ہیں مگر فیاضانہ خیالات اور فیاضانہ تعلیم و تربیت اپنا اثر پیدا کر رہی ہے اور ہم نے ہندوؤں میں بہت سے پیشوا ایسے دیکھے ہیں جنہوں نے اس قسم کے اتحاد کی ترقی کی نسبت ہندو نصیحت کرنا اپنی زندگی کا ایک کام

تھرایا ہی — مسلمان لوگ اس باب میں قدیمی طریقہ پر زیادہ تر فہم
ہیں اور اسی وجہ سے ہمکو اس بات کے دیکھنے سے بے انتہا خوشی
حاصل ہوتی ہے کہ بہر کیف اُن میں ایک بڑا شخص ایسا ہی جو
کشادہ دلی اور حب وطنی میں کسی سے کم نہیں ہے *

ہم اُس شخص کے کلمات کو سنکر جیسے کہ ہم اکثر اپنے مسلمان
ہموطنوں کی زبانی نہیں سنتے ہیں دل سے خوش ہوتے ہیں جو نظائر
سید احمد خاں بہادر نے قائم کی ہیں وہ صرف اُنکے ہم مذہبوں کی ہی
پوری کے لائق نہیں ہیں بلکہ ہندوؤں کی پوری کے بھی لائق ہی اور ہم
یقین کرتے ہیں کہ اُسکی کثرت سے پوری کی جاویدگی — قبل اس سے کہ ہم
اپنی تحریر کو ختم کریں ایک بات ایسی ہی جس کو ہم یہاں ظاہر
کرنا چاہتے ہیں یعنی آریل سید احمد خاں بہادر کو جھوٹی خبروں
کے سننے سے انڈین ایسوسی ایشن کی بنارت کی نسبت بالطبع دھوکا
نوگیا — جو لوگ اس ایسوسی ایشن سے خصوصیت رکھتے ہیں
وہ ہمیشہ اس بات کے مشہور کرنے کے واسطے کوشش کرتے ہیں کہ اُس
میں سب سے زیادہ بنگالی شریک ہیں — لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ
کہ قریب سو ممبروں میں سے صرف گیارہ بنگالی ہیں — پس تنگ دل
اور خلاف واقع نکتہ چینی کرنے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا
چاہیئے *

ممبران انڈین ایسوسی ایشن لاہور کی جانب سے مبلغ ایک ہزار
تین سو اسی روپیہ جس میں بہت بڑی رقم تعدادی پانسو روپیہ کی عطیہ
جناب سردار دیال سنگھ بہادر صاحب پریسیڈنٹ ایسوسی ایشن کی
شامل تھی بطریق دعوت سود صاحب کے پیشکش کی گئی اور اُمید ہے
کہ یہ رقم پوری پندرہ سو روپیہ کی ہو جاوے گی *

بعد اس کے انجمن اسلامیہ لاہور کی جانب سے ایک آدریس سید
صاحب کی خدمت میں پیش ہوا یہ آدریس بہت طوالتی تھا اور
باجودیکہ غل بھی ہو رہا تھا اور لوگوں کے آنے اور اُپر کے مکان میں
چڑھنے اور جگہ نمٹنے کے سبب دوسری طرف جانے کے قصد سے ہل گونج
رہا تھا اُس آدریس کو جناب خان بہادر محمد ہرکت علی خاں صاحب
نے نہایت خوبی سے پڑھا — غنیمت ہے کہ جو لوگ قریب تھے انہوں

نے اُس کو سلا وہ ادریس اسقدر طولانی تھا کہ اُس کے ختم ہونے کو ایک لکچر کے برابر عرصہ لگ گیا *

بعد ختم ہونے کے وہ ادریس سید صاحب کو نذر کیا گیا سید صاحب نے نہایت احسانمندی سے اُس کو لیا اور جواب دینے کو کھڑے ہوئے اور جہاں تک اُن کی طاقت میں تھا اُنہوں نے بلند آواز سے اُس کا جواب دیا - سید صاحب نے اسقدر پکار کر اُس کا جواب دیا تھا کہ اُن کی آواز اور دماغ پر اُس کا تکان ظاہر ہوتا تھا - حقیقت میں اسقدر پکار کر بولنے سے سید صاحب کو تکلیف ہوئی اور اُن کی طبیعت میں اضطراب آگیا تھا - مذکورہ بالا ادریس اور اُس کا جواب ذیل میں مندرج ہے *

ادریس از جانب انجمن اسلامیہ لاہور

عالی جناب

حضرت سیدنا و مولانا آنریبل مولوی سید احمد خان

صاحب بہادر سی ایس آئی عارف جنگ

جوان الدولہ دام مجدکم

آج وہ دن ہی کہ تمام بلاد مقدسہ شہر لاہور کو مبارکباد دیں کیونکہ اُن کا حامی تہذیب شہر مذکور میں وارد ہی اور فخر ہی ہمارا کہ اس کے کارناموں کی کامیابی پر اُسے مبارکباد دے رہے ہیں *

اے حامی قوم ! - آپ کے خاندانی احسان ہر طبقہ ملک پر برابر چلے آتے ہیں - آپ کے نواب دیوالدولہ بہادر مرحوم جو فنون ریاضی - حکمت طبعی اور علم ہیئت کی مہارت سے اپنا فظہر نہ رکھتے تھے ہمیشہ قوم کو تعلیم علوم سے فیض پہنچاتے رہے عین جوانی جس میں دنیا کے لوگ ترقی مراتب کی فکروں یا عیش و طرب کے فکروں میں وقت گزارتے ہیں - اُس میں آپ اور آپ کے برادر مغفور قوانین سرکاری کو مرتب و منضبط کر کے قوم کی ترقی مناصب کے لئے بلند سوزھی تیار کرتے تھے *

ساتھ اس کے ایک اخبار بھی جاری کیا تھا - اسوقت اردو تحریر

نثر کے لحاظ سے گہنہوں چلتی تھی - اخبار مذکور سے ملک کی زبان کو

توت داروں کو تفریح حاصل ہوئی اور اُس کے قانونی مباحثوں نے ضرورت مندوں کو گرانہا سرمایہ دیا *

اسی عالم میں تواریخ ہلد کی مختلف کتابوں سے اور کہن سال بزرگوں کی زبانوں سے نکتہ نکتہ اور بات بات چٹکر آثارالصلادید لکھ چو کہ دہلی کی عمارات اور اہل دہلی کے قدیم و جدید حالات کے لیئے عمدہ ذور بھن ہوئے *

انہی دنوں میں کئی رسالے علم ریاضی میں ایشیائی طرز پر لکھے - ان میں بعض آلات چرنقیل اور پرکار متغاسبہ وغیرہ کا بیان تھا جن سے اس ملک کے لوگ کم واقف تھے *

اس سلسلہ میں اُس تصنیف کو نہ بھولنا چاہیئے کہ غدر سنہ ۱۸۵۷ ع کے بعد اپنے ایک رسالہ کے قالب میں اسباب بغاوت ہلد کو گورنمنٹ پر ظاہر کیا اور جہاں کی تحقیق میں ثابت کر دیا کہ جو اصلی اور خالص اسلام ہی اُس کا اصل اصول اطاعت اور فرماں برداری اور خدمت گذاری اپنے بادشاہ کی ہی *

اس شکریت کے اظہار سے ہم کس طرح خاموش نہیں رہ سکتے کہ جب اپنے دیکھا کہ زمانہ اہلی رفتار بدلتا چلا جاتا ہی اور مسلمان پوچھے رہے جاتے ہوں تو اُن کے بڑھانے کے لیئے کیا کیا عمدہ کام تیار کیں - پہلے علمگدہ میں ایک سو سنیٹی قائم کی اور اُس میں بہت سی کتابیں فن تاریخ - علم فلاحیت - فنون ریاضی وغیرہ وغیرہ اور بعض رپورٹوں کے ترجمے کیئے - کتب مذکورہ کو اہل نظر نے دیکھا لیکن قوم کی حالت کچھ اور تھی - عام لوگ جو بکاولی اور لسان عجایب سے دل پہلا رہے تھے ادھر مترجم نہ ہوئے - اس واسطے نواید اُن کے کاغذوں میں ملنوف رہے اور یہ نہایت مایوسی اور افسوس کی حالت تھی *

اپنے وقت کو دیکھ کر ایک اخبار جاری کیا جو اہلی دو زبانوں سے انگریزی اور دیسی قوموں کے درمیان میں ترجمان ہی اخبار مذکور ایک اور رحمت ہو کر اُنہا اور مضامین ملکی - اخلاقی - علمی اصلاح قومی کا مہنتہ برسا دیا - اُس سے دماغ شاداب - مکرر دل صاف اور آنکھیں روشن ہو گئیں - اپنے اس کی عمدہ طرز تحریر سے سکھا دیا کہ ایک قومی اخبار کو کیسا ہونا چاہیئے - وہ کیونکر اپنے بادشاہ کا مہنتہ خیر اندیش ہو سکتا

ہی اور حقیقی اور نیک نیت رعایا کیونکر اپنے بادشاہ سے عرض حال کر کے کچھ لے سکتی ہی - کیسی طرز گفتار اُسے مشورہ اور مصاحبت کے درجہ پر عزت دیتی ہی اور کب اس کی گفتگو حد ادب سے بڑھ کر رتبہ سے گرا دیتی ہی اس مقام پر یاد آتا ہی ہمیں تہذیب الاخلاق - وہ مرحوم دو دفعہ ملک عدم سے آیا مگر قوم کی بے توجہی سے پھر نقل مکان کر گیا جب دلسوزی لے دیکھا کہ ایک دل کی گرمجوشی تہذیب قوم کی انجن کو نہیں گوما سکتی اور جسقدر ہمت و حوصلہ کے خیالات یہاں تحصیل انگریزی سے حاصل ہوتے ہیں وہ منزل مقصود کو پہونچانے والے نہیں تو تجویز کیا کہ بہت سے دل تیار کرنے چاہئے جن میں گرمجوشی کا مادہ قوی ہو - آپ نے ولایت کے سفر سے اس کا راستہ نکالا وہ نہایت سہولت اور پاس کا راستہ نکلا - اکثر کوتہ اندیشوں کے خیالات اس جہاز کے لئے بامخالف ہوئے مگر آپ نے خود کمر ہمت کو چست کیا دونوں فرزندوں کو تعویذ کی طرح بازوں پر لیا - دو اور شریف زادوں کی سرپرستی کا ذمہ لیا اور توکل بخدا روانہ ہوئے - نیت کی برکت تھی کہ ہمت کا کارواں جس طرح گیا تھا اُسی طرح صحیح سلامت کامیابی کی متاع لے کر پھرا اور تمام قزم کے لئے رستہ کی داغ بیل ڈالتا آیا اب مہدان صاف اور سمندر پایاب ہی اسوقت پانچ شہسوار مدرسۃ العلوم کے ولایت میں مہدان تحصیل پر گھوڑے دوڑاتے پڑتے ہیں - ولایت میں بھی آپ خالی نہیں بیٹھے - وہاں کے کتب خانوں کو تجسس کی نگاہ سے دیکھا اور قدیم و جدید کتابوں سے عمدہ اور کارآمد مطالب نکال کر لائے جو یہاں حاصل ہونے ناممکن تھے بعض کتابیں وہیں لکھیں اور اسلام کی اصلاح پر جو پردہ تھا اُسے اس خوبصورتی سے اُٹھایا کہ اکثر صاحبان فرنگ اُسکی خوبیوں کے گرویدہ ہو کر ہمدردی پر آمادہ ہو گئے اور اکثروں نے کتابیں لکھیں آپ بہت کتابیں علوم و فنون کی رہاں سے لائے جس کا حال بھی ہمیں معلوم نہ تھا *

• بعض اہل یورپ کی عمدہ تصانیف اسلام کے متعلق لائے کہ ہمدوستان نے انہیں شوق کے ہاتھوں پر لیا اور دیسی زبان میں ترجمہ کیا کہ اُن سے روشن دماغ لوگوں نے عقیدوں کو روشن کیا *

آپ نے دیکھا کہ یہ کچھ کوئلے اس آگ سے بھی دھمکتے نہیں تب

علیحدہ میں ایک ابتدائی مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اپنے چست انتظام اور درست تدبیروں سے اس درجہ پر پہنچایا کہ آج وہ کالج ہی اور ایک برگزیدہ اور نامور کالج ہے *

جسوقت یہ مدرسہ قائم ہوا تھا تو عام لوگوں نے یہی سمجھا تھا کہ اس میں حنفی فرقے تعلیم پائی جائے گی لیکن آپ نے سب کو سمجھا دیا کہ سچے اسلام کی خیر خواہی فقط مسلمانوں میں یا انکے ایک فرقہ میں محبوس نہیں — کل اہل آدم مختلف رنگ — مختلف مذہب مختلف وطن شہر میں ہوں یا ڈنوں میں جنگل میں یا پہاڑوں میں یا دریا اور سمندر کے کناروں میں — بلکہ جو گمانی کے جزیروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ سب کا فیض پہنچائے والا ہی — سب اُسکی قوم اور سب اُسکے بھائی ہیں — آپ نے اس کے فوئڈ کو ایسا عام کیا کہ سنی شیعہ اور ہندو بھائی سب اُسی گھات سے تعلیم و تہذیب کا پانی پیتے ہیں — پرنسز و گار مولوی پارسی بدلت موجود ہیں — جب نماز کا وقت ہوتا ہی سنی اپنی نماز — شیعہ اپنی نماز پڑھتے ہیں اور نماز جماعت ادا کرتے ہیں ہندو اپنے وقت پر گیان دھیان کے ساتھ پوجا پات کرتے ہیں *

کالج کی حیثیت حال نے فقط آٹھ برس کی عمر میں ایسا اعتبار اور بزرگی دکھائی کہ صاحب عالی مراتب — فاضل جلیل مناصب ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب نے اسے ملاحظہ فرمایا اور اپنی رپورٹ تعلیم میں لکھا کہ یہ مدرسہ ہندوستان کے کالجوں میں اول درجہ کا کالج ہی یونیورسٹی کلکتہ نے اُسے اس فخر کا تمغہ دیا کہ اضلاع نواح کے لائے ایف اے تک کے طالباء وہیں آکر امتحان دے سکتے وہیں — ہائی کورٹ نے اجازت دی کہ ہائی کورٹ کی پلیدی کے لائے طالب علم تیار کر سکتا ہے * مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی عالیشان عمارتیں اور اُسکے متعلق مکانات و لوازمات ضروری جس برجستگی اور خوشنمائی کے ساتھ آپ نے تعمیر فرمایا ہی وہ ہماری تعریفوں سے بہت بلند ہیں — ڈاکٹر موصوف نے خود تحریر فرمایا ہی کہ کیمبرج اور آکسفورڈ کے مکانات بھی ان کی خوبیوں کو نہیں پہنچتے — سب سے بڑی مہم انکی تعمیر کے لائے رہے فراہم کرنا تھا جو کچھ ہوا آپ کی عالی ہمت سے ہوا اور فکر کی

جگہ ہی کہ ابھی بہت کام باقی ہی — کریم و کارساز قوم کو ہمت دے اور اس مہم کا سرانجام کرے *

جب آپ نے دیکھا کہ ہمارے لڑکے ولایت میں جا کر امتحان سول سروس میں کم کامیاب ہوتے ہیں تو اس کے اسباب و بواعث پر غور کر کے کالج میں ایک جماعت کی تجویز کی — اس میں سول سروس کے امیدوار اُن مراتب کی تکمیل کریں گے جن میں وہاں امتحان دینا ہوگا اُس کے لئے سول سروس فنڈ قرار دیا اور روپیہ فراہم کرنے پر قوم کو آمادہ کیا —

آپ نے قوم کو فقط تعلیم و تہذیب ہی سے شکر گزار نہیں کیا بلکہ جب آپ قانونی کونسل کے ممبر ہوئے اُسوقت بھی قوم کی یاد کو نہیں بھولے ان کے آرام و آسائش کے لئے بینظیر اور عمدہ مطالب نکالتے رہے — ہمیں یاد نہیں کہ آج تک کسی ممبر نے گورنمنٹ کی خیر اندیشی اور قوم کی ہمدردی میں ایسی نکتہ یابی اور عرقریزی کی ہو — تھکے کا قانون پاس کر کے ہمارے ہزاروں بچوں کی جانوں بچالوں — قاضیوں کا اہمیت منظور کروایا — وقف خاندانی اہل اسلام کا مسودہ تجویز کیا — تمام اہل ریاست اور اہل دول نے جو عقل دوراندیش رکھتے ہیں اُسے دل سے پسند کیا اور شکریہ کے ساتھ تسلیم کیا کہ آپ قوم کے حاسی خاندانوں کے محافظ اور اُنکی عظمت و اعزاز کی بلحاظ کو قائم رکھنے والے ہیں *

اپنے اپنے کلاموں اور نیک کاموں سے — محنت روحانی و جسمانی مصارف مالی — صرف اوقات — ارتکاب خطرات اور برداشت مکروہات سے ہمیں سکھا دیا کہ قومی ہمدردی اور ملکی اتحاد کا حق اس طرح ادا کیا کرتے ہیں *

آپ نے اس مسئلہ کو اس طرح پھیلایا ہی کہ ایک عالم دارونہر چہا گھا ہی اور آپ کی ہرکات انہاس سے امید ہی کہ یہ نور جلدی اندہرے کو اوجالا کر دیگا *

اے حاسی قوم جب ہم زمانہ کی حالت پر غور سے دیکھتے ہیں تو عقل حیران ہوتی ہی کہ ملک کی یہ شکستہ حالی — قوم کی یہ بد حالی — باوجود اسکے انہی میں سے ایک شخص پیدا ہو جائے جو اسے

خیالات اور ایسے اعمال کا موجد اور آفریدگار ہو یہ فقط شان الہی ہی اس شفقت کا شکر یہ ہم کس طرح نہیں ادا کرسکتے کہ آپ کی عمدہ تدبیروں اور نیک تجویزوں کے روکنے میں ہزاروں سدراہ پیدا ہوئے — زبانی باتوں اور تحریری باتوں سے تصحیح بلکہ تکفیر تک نوبت پہنچائی لیکن آپ نے فقط ہماری بھلائی اور قوم کی نیک خواہی کے جوش میں ایک بات کی پرواہ نہ کی — پہاڑ کی ثابت قدمی سے مستقل رہے اور دریا کے بہاؤ سے اپنے رستہ پر چلتے رہے — وہ گھاس پھوس تھے کہ بہ گئے اور بھے چلے جاتے ہیں *

سنہ ۱۸۷۳ ع میں علم و شایستگی کا نوروز ہوا تھا کہ آپ نے اپنے قدوم سے اس ملک کو برکت بخشی تھی دس برس کے بعد پھر اُس عہد نے اعادہ کیا ہی — اے خدا ہمیں سال بسال یہ عود نصیب کر اور ہمارے حامی قوم کو صحت کی سلامتی — تن کی توانائی سے عمر دراز روزی کر — ایں دعا از من و از روح آمون آمون باد *

نواب عبدالمجید خان
اندریزی اسسٹنٹ کمشنر لاہور

سید صاحب کا جواب

جلاب صدر انجمن اور ممبران مجلس اسلامہ لاہور۔

مجھکو اس حیثیت سے کہ میں بھی ایک مسلمان ہوں اپنے بھائی مسلمانوں کی انجمن کی طرف سے آج اس ادریس کے پیش ہونے سے جو عزت اور افتخار حاصل ہوا اُسکو بیان نہیں کرسکتا بجز اس کے کہ میں آپ سب ممبروں اور پریسڈنٹ کا شکر یہ ادا کروں اور کچھ نہیں کرسکتا مگر افسوس ہی کہ میری زبان اُس شکر یہ کے ادا کرنے میں بھی قاصر ہی اپنے اپنی ادریس میں میری پچھلی تصنیفات کا کچھ ذکر کیا ہی وہ میری تصنیفات اس سے زیادہ کچھ رتبہ نہیں رکھتی تھیں جو ایک طالب علم اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے کچھ علم اور کچھ زبان میں کچھ لکھتا ہی لیکن اپنے اُس کی بھی قدر کی میں اُس کا بہت شکر گزار ہوں ہاں ان تصانیف میں ایک ایسی کتاب کا ذکر ہوا ہی جس کی نسبت بالتخصیص کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ کتاب آثار الصنادید ہی جس

میں دلی کی پرانی عمارات کا عالیشان مکانات کا اور اُن کے کتبوں کا ذکر ہی یہ وہ یاد گاریں ہیں جو ہمارے بزرگوں نے بنائی تھیں جن سے اُن کی شان و شوکت ظاہر ہوتی تھی مگر اس زمانہ میں وہ سب افسوس اور حسرت کی نگاہوں سے دیکھنے کے لائق ہیں کہ ہم لوگ ایسے ناخلف ہوئے کہ اُن کو قائم نہ رکھ سکے اور اُن کو مٹا دیا مجھے اُمید ہی کہ مسلمان اپنے بزرگوں کے اُن توڑے پڑے کھنڈروں کو دیکھیں گے اور روٹینگے کہ اُس دارالسلطنت میں جہاں سالہا سال مسلمانوں نے شاہنشاهی کی وہاں مسلمانوں کے پاس حسرت اور افسوس کے سوا اور کچھ باقی نہیں تمام خانوادے برباد ہو گئے اب وہاں بجز کھنہ دیوار ہائے لمبیدہ و استخوان ہائے زہر زمین بوسیدہ اور کچھ نہیں ہی یہ سچ ہی کہ زمانہ کے انقلاب سے یہ سب چیزیں ہوجانی ہیں مگر ہماری قوم کے لوگ اگر اُس کو توجہ سے پڑھیں گے تو اُس سے عبرت پکڑیں گے اگر استقدر بھی ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ میری محنت وصول ہوئی آپ اُس رسالہ کا بھی ذکر کیا ہی جو غدر کے حالات پر مبنی ہے (لکھا تھا اس سبب سے کہ میں بھی ہندوستان کا باشندہ ہوں میں نے خیال کیا تھا کہ جو غلط خیال ہمارے حاکموں کے دلوں میں اُس خراب زمانہ کی نسبت جم گئے تھے اُن کو مٹاؤں اور سچے واقعات ظاہر کروں گورنمنٹ کی خیر خواہی اسی میں ہی کہ سچے واقعات ظاہر کئے جاویں - جہاں کا مسئلہ جو میرے لکھا اُس کو بھی میں نے اپنے خدا کا فرض ادا کرنا اپنے ہر فرض سمجھ کر لکھا تھا میرے عقیدہ میں مذہب اسلام دنیا بازی اور فریب کا وسیلہ یا لوٹیرے بن کا حیلہ نہیں ہی اُس کا سچا مسئلہ یہ ہی کہ اپنے حاکم کے جس کی امن میں رہتے ہیں اور امن میں زندگی بسر کرتے ہیں اُس کے سچے خیر خواہ رہیں میری رائے میں یہ اصول مذہب اسلام کا ہی گو میرے کسی نا اہل ہندوستانی یا میرے کسی ذرا تیز دین دوست کو اُس سے مخالفت ہو (چورز) میرے سفر انگلستان کا جو کچھ اپنے ذکر کیا اُس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ملک کا دیکھنا خاص کر ایسے ملکوں کا جہاں سے روشنی پھیلتی ہی جو تہذیب کے گھر ہیں انسان کے واسطے خود اور جس ملک میں وہ رہتا ہے اُس ملک کے واسطے بھی مفید ہی (چورز) ہملوگ جو گورنمنٹ انٹلشنس کے

سایہ میں آباہ ہوں اُن کو اُس وقت تک ترقی نہیں ہوسکتی جب تک ہم انگلش نیشن کے عادات اور حالات سے خوب واقف نہیں اسی خیال سے مہنے ولایت کا سفر اختیار کیا تھا اور اس غرض سے کہ اور مریضوں کو اپنی اولاد کے بھونچنے کی توغیب ہو اپنے لڑکوں کو بھی ساتھ لےکھا تھا خدا کا شکر ہی کہ جو کچھ مہنے خیال کیا تھا اُس کا نتیجہ اچھا ہوا اس وقت لندن میں سٹائیس اٹھائیس مسلمان معلم پاتے ہیں اور اُمید ہی کہ یہ جماعت روز بروز بڑھتی جائیگی مسلمانوں میں انگلستان جانے کی نسبت جو تعصبات مذہبی تھے وہ اب نہیں رہے ہیں یا بہت کم ہو گئے ہیں - جو لوگ لڑکوں کو بلکھا اُن کے حال چانے کے یورپ بھیجئے سے قترے ہیں یا جو لوگ ہندوستانیوں کو قترے ہیں اُن کی رائے سے متفق نہیں ہوں بلکہ میں اُن کو ہندوستانیوں کا خیر خواہ یا دوست نہیں سمجھتا ہوں مدرسۃالعلوم جن ضرورتوں سے قائم ہوا اُس کو آپ خوب جانتے ہیں اور ابھی ایک اڈریس کے جواب میں میں اُس کا بیان کرچکا ہوں اب دوبارہ اُس کے اسباب بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا مگر ایک بات اپنی قوم اور موطوں بھائیوں بلکہ سب سے کہتا ہوں کہ جس قدر آپ نے اُس کی قدر کی ہی اور جیسے نیک خیال اُس کی نسبت ظاہر کئے ہیں وہ بڑی قدر کے قابل ہیں مگر باوجود ان خوبیوں کے وہ ابھی تک ناتمام ہی جب تک وہ پورا نہولے اور اُس قدر سرمایہ نہوجارے جو تمام مصارف کو کافی ہو اور تمام ترقی کے وہ سامان اُس میں موجود نہوجائیں جس کے لئے وہ بلایا گیا ہی تب تک وہ ادھورا ہی جب وہ پورا تیار ہو جاویگا تب وہ اُس قدر مفید ہوگا جیسا کہ اپنے خیال کیا ہی پس ہم سب کو لازم ہی کہ اُس کے پورا ہونے کی خدا سے التجا اور اپنی جانب سے اُس کی تکمیل کے لئے کوشش کریں - سول سروس فذ کا بھی اپنے ذکر کیا ہی یہ ایک ایسا امر ہی جس پر مسلمانوں کو زیادہ توجہ کرنی چاہئے ہمکو بہت خوشی اور بڑا افتخار ہی کہ ہمارے ہندو بھائیوں نے اُس میں بہت کچھ کوشش کی ہی اُن میں سے بہت سے لوگ اپنا روپیہ صرف کرکے سول سروس میں شامل ہونکو ولایت گئے ہیں اور بہت اپنے دوستوں کی مدد سے جیسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت ایک درجن ہمارے موطوں

ہندو بھائی سول سروس کے ممبر ہیں اور ضلع کے افسر اعلیٰ اور اُس سے بڑا کر سشن جج کے منصب اعلیٰ پر ممتاز ہیں کوئی شک نہیں ہی جب تک کوئی قوم اپنے ملک کی حکومت میں شریک نہ ہو تب تک وہ پوری عزت نہیں حاصل کر سکتی ہندوؤں کی یہہ کوشش بہت تعریف کے قابل ہی مگر اُنکو یہہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُنہوں نے پورا کام کر لیا اُنکو بھی ابھی اور کوشش کرنی چاہیئے جس سے بہت سے لوگ ہمارے ملک کے ملکی انتظامی کاموں کے ممبر ہو جائیں چند دھوکے یا سوانک کے سویلین جو ہندوستان میں مقرر کیئے گئے ہیں اُن سے ملک کو عزت یا ترقی نہیں حاصل ہو سکتی میں قبول کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کی ایسی حالت ہی کہ اگر گورنمنٹ کسی قسم کے عہدے ہندوستانوں کے لیئے تجویز کرے اور وہ کیسے ہی مناسب یا نا مناسب ہوں اُنکے اختیار کرنے کو بہت لوگ مل جائینگے کیونکہ اُنکو ضرورت اور حاجت نے مجبور کر رکھا ہی لیکن اگر ہمارے ملک کے لوگ ایسے جوان مرد اور صابر ہوتے کہ گو وہ کیسے ہی مشکلوں میں پھنسے ہوئے ہوتے اور بھوکوں کے مارے مرتے ہی ہوتے اُسوقت بھی اگر انڈین سول سروس جو ہندوستان میں مقرر ہوئی ہی اُس کے قبول کرنے سے انکار کرتے تو البتہ میں سمجھتا کہ قوم عالی حوصلہ ہی یہہ بھی میں جانتا ہوں کہ یہہ بات کہنی آسان ہی مگر کرنی بہت مشکل ہی — اے دوستوں کوئی عہدہ گو کہ وہ کیسا ہی ذلیل ہو اختیار کرنا کچھ زیادہ ذلت کی بات نہیں ہی بڑی ذلت ایسے عہدے کے اختیار کرنے میں ہی جس میں اُس عہدے کے مناسب یا اپنے ہمسر عہدہ داروں کی مانند اُس میں عزت نہو — اور یہہ بات اُسوقت تک حاصل نہیں ہونی کی جب تک ہم خود ولایت چاکر اور عزت سے امتحان پاس کر کر سول سروس کے عہدے نہ حاصل کرینگے (چیرز) مہری کونسل کی خدمتوں کا جو آپ نے ذکر کیا اُس سے میں بہت خوش ہوں کہ آپنے مہری خدمتوں کی قدر کی آپ کی اس اہدیس میں کسیقدر اُس اختلاف کا بھی ذکر ہی جو ہمارے مسلمان بھائیوں نے نہ کہ ہندوؤں نے ان نیک کوششوں میں کی آپ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اگر ہماری قوم کی ایسی حالت نہوتی تو ہمکو ایسی کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہوتی مجھکو عیسائی = ہندو = جولاہا = چمار سیکے

سامنے اپنی ذلیل قوم کی بھلائی کے واسطے کھڑے ہاتھ پھیلاتا پوتا مجھکو اُس مخالفت کی کچھ پرواہ نہیں ہی جسکا اندازہ میں نے پہلے ہی کر لیا تھا اور نہ اسکی پرواہ کرنی چاہئے مجھکو اُس مخالفت سے کچھ افسوس نہیں ہی بلکہ میں اُس مخالفت سے بہت خوش ہوں یہہ خوشی اسلیئے ہی کہ میں نے یہہ کوشش دیں میں یا دنیا میں کسی صلہ پانے کی اُمید پر نہیں کی ہی! میرا قدرتی جوش اسکا مقتضی تھا کہ میں اپنی قوم کی بھلائی کے لیئے کوشش کروں جوں جوں لوگ گالیاں دیتے ہیں جوں جوں تکلیف دیتے ہیں جوں جوں برا کہتے ہیں میرا جوش پڑھتا جاتا ہی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہیں سمجھتے (بہت زور سے چہرے) *

اسی مجلس میں خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب نے انجمن اسلامیہ اور احباب لاہور کی جانب سے زردعوت پیش کیا جو اسوقت تک دورا وصول نہیں ہوگیا تھا اور جسکی تعداد مولیٰ اسوقت تک دو ہزار چوتھار روپیہ تک پہنچ گئی ہی *

اس کارروائی کے ختم ہونے پر لوگوں نے سمجھا تھا کہ ایڈریسوں کے پیش ہونیکا سلسلہ اب ختم ہوگیا مگر دفعتاً اُسی مجمع میں سے چند لوگ کھڑے ہوگئے اور باراز بلند پکارے کہ ہم لوگ انجمن اسلامیہ گجرات کی طرف سے بطور ڈیپوٹیشن کے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور اُنکی طرف سے ایک ایڈریس سید صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کو لائے ہیں ہمکو اُسکے پیش کرنے کی اجازت دی جاوے - یہہ بزرگ مولوی غلام محمد صاحب - شیخ محبوب علی صاحب - شیخ غلام حیدر صاحب - شیخ فضل کریم صاحب - شیخ عبدالقادر صاحب تھے - اس کے سننے سے سید صاحب کو حیرت ہوئی کہونکہ اس کا نہ اُن کو اور نہ کسی اُڑ کو خیال تھا سید صاحب نے نہایت احسانمندی سے اجازت دی - شیخ محبوب علی صاحب نے اُس ادریس کو نہایت خوبی اور ایسی بلند آواز سے پڑھا کہ جو شور ہال میں ہورہا تھا وہ بھی دب گیا - ادریس کا مضمون بھی نہایت عمدہ تھا اور ہر لفظ سے پایا جاتا تھا کہ جو اُنکے دلمیں تھا اور سید صاحب کے کاموں سے جو اثر اُن کے دلمیں ہوا تھا وہی اُنہوں نے لکھا تھا -

شہنشاہ معصوم علی صاحب نے پڑھنے کے بعد اُس ایتدریس کو گجرات کے بنے ہوئے گرفتکاری کے نہایت خوبصورت بکس میں رکھ کر سید صاحب کی نذر کی *

ہم دیکھتے تھے کہ سید صاحب کی طبیعت پر زیادہ پکار کر بولنے سے کسقدر اضمحلال ہی وہ کس مساکر اُسکا جواب دینے کو کھڑے ہوئے اور ہم مختصر مگر دلچسپ اُسکا جواب دیا - سید صاحب کہتے تھے کہ وہ ایتدریس بہت طولانی اور مفصل جواب دینے کے لائق تھی اگر وہ سب سے اول پیش ہوتی تو تمام وقت اُسکے جواب میں گزر جاتا - مذکورہ بالا ایتدریس اور اُسکا جواب ذیل میں مندرج ہی *

ایتدریس انجمن اسلامیہ گجرات

بعالی خدمت آنریبل جلال مولوی سید احمد خان

صاحب بہادر سی ایس آئی فخر اسلام

حامی قوم بانی مدرستہ العلوم علیگڑہ

ہم ممبران انجمن اسلامیہ گجرات کل ممبران انجمن کی طرف سے نہایت اقدس میں نہایت عجز و انکسار سے اس ایتدریس کے پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں - انجمن آپکی اُن تمام کوششوں کا جواب ہمیشہ ترم کی اصلاح و بہبودی کے لئے فرماتے ہیں کہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہی ہم خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر بجا لاتے ہیں جس نے ایسے وقت میں جبکہ قوم کی نا اُچار کے بہزور میں پھنسی ہوئی تھی - عام سے نا آشنا تھی - تعصب کے دریا میں غرقاب تھی - آپ جیسے ناخدا کو اس کشتی کے گرداب سے نکالنے اور اہل کشتی کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے پیدا کیا - آپکی اُن مساعی جمیلہ نے ہماری مردہ قوم میں نہ ہلاکت کی ایک نئی جان ڈال دی - مدت سے مہذب قومیں ہم کو نیم وحشی اور نامہذب کہتی تھیں اور ہم اُن کے ایسے الفاظ پر بچہ توجہ نہ کرتے تھے - اب ہم سمجھنے لگے ہیں کہ ہم کس حالت ابتر میں پڑے تھے اور اُس سے نکلنے کے کیا وسائل ہیں - آپ نے نہ صرف وہ وسائل زبانی بتائے بلکہ نہایت احسن طور پر سمجھا بھی کر دیئے محمدین اینگلو اورینٹل کالج علیگڑہ آپ نے ایسا عالیشان دارالعلوم

بنادیا جسکو قوم کے لیئے تمام ترقیوں کی بنا اور تمام کمالات کی بنیاد تصور کرنا چاہئے بالتخصیص ہم آپکی اُن مساعی جمہلہ کا ذکر کرنا بھی نہایت ضروری سمجھتے ہیں جو مذہب اسلام کے حقائق و معارف کے ظاہر کرنے میں دکھلائے ہیں۔ ہم یہ بات بھول نہیں سکتے کہ ہماری قوم جو حقیقت میں مختلف النسل قوموں کا مجموعہ ہے صرف مذہب اسلام کے ہی رشتہ سے ایک قوم کہلاتی ہے۔ مذہب اسلام کے ہی ذریعہ سے مسلمانوں نے نہایت اعلیٰ درجہ کی ترقی حاصل کی تھی اور اب اپنی بدبختی اور نالائقی کے سبب سے مذہب اسلام کو ایک ایسی چیز بنا دیا ہے جو بلا مبالغہ ہماری تمام خرابیوں کی جڑ اور تمام بدیوں کی بنیاد کہا جاسکتا ہے۔ مگر آپ نے اپنی کمال تحقیق سے دنیا پر یہ بات روشن کر دی کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو علوم کی روشنی کا خوب مقابلہ کرسکتا ہے۔ اگر نظر تحقیق سے دیکھا جاوے تو علم سے — عقل سے — فطرت سے — تجربہ سے اور ہر طرح سے سچا ہی سچا ہے — اس بات میں کچھ شک نہیں کہ ہمارے تمام تغزل و بر بانی کا اصلی سبب صرف یہی تھا کہ ہم نے اپنی نا سمجھی سے مذہب و معاشرت کو جو بالکل اور بالاستقلال علیحدہ علیحدہ شے ہیں ایسا خلط ملا کر دیا تھا کہ اُن میں کوئی تمیز باقی نہ رہی — اور ایک سے نکلنا بغیر دوسرے سے خارج ہوئے کے محض ناممکن ہو گیا جس سے کہ ترقی معاشرت کا رستہ بالکل مسدود ہو گیا — اب یہ عقدہ امتیاز صدہا برس کے بعد آپ نے ہی حل کر دکھلایا کہ جس سے ہم نے مذہب و معاشرت کو جدا جدا سمجھا — اور حدیث ”انتم اعلم“ کی رمز کے سمجھنے کے آپ ہی مصداق ہوئے اور اسلام کے دریا کو اپنے اصلی بہاؤ پر لانے اور قوم کو اُسی عروج و ترقی کے مدارج پر پہنچانے کی کوشش کی ہے ہمارا شہر ایک چھوٹا سا شہر ہے — اور بلحاظ علم و فضل کے اس قابل نہیں ہے کہ آپکی بھش بہا قومی خدمات کی پورے طور سے قدر کرسکے یہ صرف آپ کی کوشش اور اسلام کی برکت ہے جو نور اسلام رلقہ رلقہ ہر چھوٹے بڑے شہر میں آفتاب کی روشنی کی طرح پھیلتا جاتا ہے — آخر میں ہم اس ایڈریس کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ چھ سے ہادی حقیقت حامی قوم

کا سایہ ہمارے سروں پر دہر تک قائم رکھے تاکہ نور اسلام آپ کی بدولت
ملکوں — جنگلوں اور پہاڑوں میں پھیلے — آمین ثم آمین *
شیخ غلام محمد سکرتری — شیخ فضل کریم اسسٹنٹ سکرتری — شیخ
غلام حیدر ممبر — ماسٹر محمد عبدالعزیز ممبر — شیخ مہراں بخش —
چراغ دین — نور احمد — شیخ محبوب علی *

سیدی صاحب کا جواب

اے بزرگان و برادران ساکنان گجرات —

آپ نے جو اس دور دراز مقام سے سفر کر کے یہاں تشریف لانے کی
تکلیف گوارا کی اور ایک ادریس مجلس اسلامہ گجرات کی طرف سے
مہرے سامنے پیش کی اسکا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اسوقت کہ میں نے
مستجاب کے مختلف اضلاع میں سفر کیا تو لوگوں نے میری وہ عزت کی
جسکے لائق میں نہ تھا مجھکو اُن ادریسوں سے جو مختلف مقاموں میں
مجھکو دی گئیں اور اُن مہربانیوں سے جو ہر ایک مقام کے بزرگوں نے
مہرے ساتھ کیں بہت فخر حاصل ہوا ہی مگر میں یقین دلاتا ہوں
کہ آپ کی اس ادریس سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی ہی اور جو عزت
اُس کے پیش ہونے سے میں اپنی سمجھتا ہوں وہ اُن سب سے زیادہ ہی
اور مقاموں میں مہرے معزز عالی درجہ دوست موجود تھے اور میں خیال
کرتا تھا کہ جو کچھ اُن مقاموں پر میری عزت کی گئی وہ صرف اُن
بزرگوں کی محبت اور عالی حوصلگی کے سبب سے ہوئی جنہوں نے ایک
شہسہ کے ریزے کو ہیرے کے مول پر خریدا لیکن گجرات ایک ایسا
مقام ہی جس کے کسی شخص سے بھی میں واقف نہیں ہوں وہاں کے
بزرگوں سے بجز اخوت اسلامی جو بلاشبہ نہایت مستحکم رشتہ ہی اور
کسی طرح کا تعلق نہیں رہا ہی ہاں وہ مہرے اس وجہ سے معذور
ہیں کہ میں اپنے تئیں تمام قوم کے خادم ہونے کے لائق ہونا خدا سے مانگتا
ہوں — گو گجرات کے بزرگ میری آنکھ سے دور ہوں مگر مہرے دل سے
دور نہیں پس ایسے شہر سے جس کے ساتھ ظاہری تعلقات نہیں ہیں
مجھے جیسے ناچیز کے لیئے ایک ادریس کا آنا بلاشبہ نہایت عزت اور
نہایت قدر اور سب ادریسوں پر ترجیح دینے کے لائق ہی بہائو اس

آدریس کے سننے سے ایک اور بھی خوشی سمجھ ہوئی ہی اور وہ یہہ ہی کہ اپنے میزنی ناچھڑ تحریروں کو ایسا سمجھا ہی کہ جن سے اسلام کی حقیقی پاکیزگی ظاہر ہوتی ہی بلاشبہ اسلام ایسا ہی پاک ہی اور خدا سے اُمد ہی کہ ہمارے دل میں جسقدر کہ ہم اُس کی اصلیت پر غور کریں گے تو اُسکی پاکیزگی زیادہ منقش ہوتی جاوے گی — مدت سے میں اُس خیال میں تھا کہ ہماری قوم کی یہہ حالت ہو گئی ہی جیسے ایک بند پانی نہ اُس میں اور کسی طرف سے پانی آتا ہی نہ اُس میں خود حرکت ہی وہ روز بروز مہلا اور گدلا ہوتا جاتا ہی مگر آپ کے تشریف لانے اور اس آدریس کے پیش کرنے سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ مسلمانوں میں اب ایک جوش پیدا ہو گیا ہی اور وہ سمجھنے لگے ہیں کہ اُن میں کچھ نقص ہی اب ہر جگہ سے اُسکی صدا آتی ہی کہ ہمکو کچھ کرنا چاہئے یہہ یقین سمجھو آپ ہی کی آدریس نے دلایا ہی اس لئے میں خدا کا اور آپ کا شکر ادا کرتا ہوں (چہرے) *

اس کارروائی میں بہت عرصہ گذرا اور حال میں بسبب ہجرت لوگوں کے سکوت بھی نہ تھا اور لکچر کا دیا جانا جس کا مضمون بھی طولانی تھا ناممکن تھا اور استدر تکلیف کے بعد سید صاحب کسی طرح اُس کو درستی سے ادا نہیں کر سکتے تھے اس لئے سب دوستوں نے سید صاحب کو زیادہ تکلیف دینا پسند نہ کیا بلکہ خیال کیا کہ زیادہ محنت اُن کے مضر صحت ہوگی — آپس کی صلاح سے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب آفریدی سرجن اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور کہا کہ ہم لوگ یہہ تجربہ کرتے ہیں کہ سید صاحب نے جو اس وقت اس قدر محنت کی ہی اور متعدد ایدریسوں کے بہت زور سے جواب دیئے ہیں وہ ضرور تھک گئے ہونگے اس امر پر غور کیا جاوے اور اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ اب کارروائی ختم کی جاوے اور کوئی اور تکلیف کسی بیان یا لکچر کی سید صاحب کو نہ دی جاوے *

شیخ غلام حسن صاحب اور خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی اور جلسہ برخاست ہوا *

سید صاحب کو آج کے جلسہ کا بغیر لکچر کے ختم ہوجانے کا نہایت

افسوس تھا وہ نہایت شوق سے لاہور سے بڑے شہر میں لکچر دینے کو طیار
 ہوئے تھے وہ اس بات سے خوش تھے کہ مسلمانوں کی سوشل حالت
 اور انگریزوں کے ساتھ برتاؤ پر جو لکچر وہ جالندھر میں دینا چاہتے تھے
 اور وہاں ندیا گیا تھا اُس کو لاہور میں دینگے کیونکہ وہ مضمون لاہور سے
 بڑے شہر میں زیادہ مفید تھا اور جو دوستانہ برتاؤ مسٹر پارکر صاحب نے
 کیا تھا وہ ایک عمدہ نظیر اُس سبجکٹ کے لئے ہاتھ آئی تھی۔ علاوہ اُسکے
 اس دس برس کے زمانہ میں جو پنجاب نے تعلیم میں اور ہر قسم کی
 باتوں میں ترقی کی ہی اُس کی مبارک بانی گورنمنٹ پنجاب کو
 اور پنجاب نے لوگوں کو دینے والے تھے۔ مجھے کچھ شک نہیں ہی کہ
 سید صاحب کا ارادہ پنجاب یونیورسٹی کی نسبت بھی بہت کچھ کہنے کا
 اور لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر دینا تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کو وہ کس طرح
 اپنے لئے زیادہ فائدہ رساں کر سکتے ہیں۔ پنجاب سے مراجعت کیوقت
 جالندھر کے لکچر میں انہوں نے کچھ اشارہ اُس کی نسبت کیا مگر لاہور
 میں اُس پر بہت زیادہ تفصیل سے ضرور گفتگو کرتے۔ مجھے بخوبی
 معلوم تھا کہ سید صاحب کو لاہور میں لکچر دینے کا کس قدر شوق تھا
 اور مجھے کو وہ مضامین بھی معارف تھے جن پر وہ لکچر دیتے۔ میں یقین
 کرتا ہوں کہ اگر پورا لکچر جیسا کہ سید صاحب کے دل میں تھا دیا
 جاتا تو تین گھنٹہ سے کم میں ہرگز ختم نہوتا۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا
 الخیر فیما وقع *

جو روپہہ کہ برٹش انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے عطا فرمایا ہی اُس
 روپہہ سے مدرسۃ العلوم میں ایک پختہ بورڈنگ ہوس بھانا تجویز ہوا
 جسکی پوشانی پر پتھر میں کندہ ہو کر مندرجہ ذیل کتبہ لگایا جاویگا *

از زر عطیہ

ممبران ایسو سی ایشن لاہور

کہ بذریعہ جناب سردار دیال سنگھ بہادر پریسیڈنٹ ایسو سی ایشن
 بتاريخ سوم فروری سنہ ۱۸۸۴ ع بم تقریب دعوت سید احمد خاں بہادر
 سی ایس آئی عطا فرمودند *

تعمیر یافت

جو روپیہ ممبران انجمن اسلامی و دیگر احباب لاہور نے عطا فرمایا
ہی اُس روپیہ سے بھی مدرسۃ العلوم میں ایک پختہ بورڈنگ ہوس بنانا
اور مندرجہ ذیل کتبہ اُس پر لگانا قرار پایا ہی *

از زر عطیہ

ممبران انجمن اسلامیہ و دیگر احباب لاہور

کہ بذریعہ جناب خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب حامی
انجمن مذکور بتاریخ سہم فروری سنہ ۱۸۸۴ ع بہ تقریب دعوت سہد
احمد خاں بہادر سی ایس آئی عطا فرمودند *

تعمیر یافت

سہد صاحب کا مستقل لکچر اسلام پر تو پہلی فروری کو ہو چکا تھا
جسکو سب سے اخیر لکھنے کا میں نے ارادہ کیا ہی مگر بعض دوستوں
نے جو یہہ باس چاہتے تھے کہ آج شام کو سہد صاحب مذہب اسلام کی
دو ایک خاص باتیں پر چند اپنے احباب خاص کے سامنے کچھہ بیان کریں
یا ایک چھوٹا سالکچر دیں وہ اس سبب سے کہ سہد صاحب بہت تھک
گئے تھے اور خود انکے دوستوں کو منظور نہ تھا کہ وہ زیادہ تکلیف اوتھائیں
اسلیئے وہ لکچر ملتبی رہا — اب میں اُس لکچر کا ذکر کرتا ہوں جو
اسلام پر دیا گیا تھا میری خواہش تھی کہ اُسکے تمام حالات آڈر کاروائیوں
سے علیحدہ اور ممتاز رہیں اسلیئے میں نے اُسکو سب سے اخیر پر لکھنا
مناسب سمجھا تھا *

حالات متعلق لکچر اسلام

لاہور کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بڑی خواہش تھی کہ سہد صاحب
اسلام پر ایک لکچر دیں علیحدہ میں بھی اس مضمون کے خطوط اُنکے
باس پہونچے تھے مگر اُنہوں نے اُنہر کچھہ خیال نہیں کیا تھا اور یہہ
کہہ کر ڈال دیئے تھے کہ میں واعظ نہیں ہوں کہ ممبروں پر بیٹھ کر مذہب کا
وعظ کرتا پھروں — لیکن جب وہ لاہور میں آئے تو اُنہوں نے چھپا ہوا پروگرام
دیکھا جس میں لکھا تھا کہ انٹیمسویں جنوری کو سہد صاحب اسلام پر
لکچر دیں گے اور گویا عموماً سب لوگوں کو اجازت دی تھی کہ جو چاہے
اُس لکچر میں آوے *

سید صاحب کو یہ بات پسند نہ تھی اول تو اُنکو یہ عذر تھا کہ
 میں کوئی واعظ نہیں ہوں نہ کسیکو کسی مذہب کی ہدایت کرنا چاہتا
 ہوں پھر اس طرح عام طور پر لکچر دینا بے معنی بات ہی - دوسرے اس
 قسم کے لکچر میں میں عوام کے جمع ہونے سے جو اُن مضمونوں کے سمجھنے
 کی کچھ بھی لیاقت نہیں رکھتے کیا فائدہ ہوگا - تیسرے اُنہوں نے
 کہا کہ میں کسی مسجد میں جا کر تو لکچر دینے سے رہا اور کسی ایسے
 مکان میں جو سرکار سے علاقہ رکھتا ہو میں مذہبی معاملہ میں لکچر
 دینا پولیٹیکل مصلحت کے برخلاف سمجھتا ہوں پس ایسا مکان کہاں
 ہی اور اُسکا انتظام کیونکر ہو سکتا ہی جس میں اس طرح عام طور پر
 لکچر دیا جاوے - غرضکہ اُنہیں نے لکچر دینے سے انکار کر دیا *

نوجوان تعلیم یافتہ سید صاحب کے اس انکار سے نہایت مضطر اور
 پریشان ہوئے اور آپس میں کانا پھونسی کرتے تھے کہ کسی طرح سید
 صاحب کو راضی کیا جائے میں بھی دبی زبان سے سید صاحب سے کہتا
 تھا کہ اس میں کچھ مضائقہ تو نہیں ہی اور اگر آپ لکچر نہ دیجئے گا
 تو اُن لوگوں کے دل جو شوق سے بھرے ہوئے ہیں پڑمردہ ہو جائیگے حاجی
 محمد اسماعیل خاں صاحب بھی مرقع بمرقع سید صاحب کو لکچر دینے
 پر آمادہ کرتے تھے کیونکہ ہم دونوں کو بھی اُس لکچر کے سننے کا نہایت
 اشتیاق تھا سید صاحب کی عنایت مولوی ممتاز علی صاحب پر بہت
 زیادہ ہی اور اُن سے بہت محبت کرتے ہیں تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں نے
 مولوی ممتاز علی صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ سید صاحب سے لکچر دینے
 پر اصرار کریں ہماری کچھ خاطر تو سید صاحب نے نہ کی جسکی ہمکو
 شکایت ہی مگر مولوی ممتاز علی صاحب کے اصرار سے لکچر دینے پر
 راضی ہوئے اس شرط پر کہ اسی کو بھی میں جہاں وہ ٹہرے ہوئے ہیں
 لکچر ہو اور خاص خاص آدمی جو اس قسم کا لکچر سننے کے قابل ہوں
 وہی بلائے جاویں اور پہلی فروری کو شام کے وقت لکچر دینا قرار پایا
 مولوی ممتاز علی صاحب نے بذریعہ اپنی خاص تحریر کے اُن لوگوں کو
 جنکو اُنہوں نے مناسب سمجھا اطلاع دی خان بہادر محمد برکت علی خاں
 صاحب نے لکچر کا انتظام کیا اور کرسیاں اور سرخ تول کی مڈھی ہوئی
 بیٹھچیں کہیں سے منگاکر اور جہاز اور فانوس روشن کر کے مکانکو آراستہ کیا *

وقت معین پر جو لوگ بلائے گئے تھے اور اُنکے سوا اور لوگ بھی جنکو اتفاقیہ لکچر کی خبر ہوئی تھی جمع ہوئے قریب سوا سو ڈیڑہ سو آدمی کا مجمع ہو گیا تھا - جب سات بجے تو خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب سید صاحب کے کمرہ میں تشریف لائے اور کہا کہ کوٹھی کے برے حال میں سب کے سب منتظر ہیں - سید صاحب اڑتے اور خان بہادر کے ہمراہ برے حال میں تشریف لیگئے لوگوں نے نہایت گرم جوشی سے چٹرز دی سید صاحب ایک لمبے اینٹ کی کرسی پر بیٹھے اور پھر کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل لکچر دیا - جسکو اس عاجز نے دل لگا کر حتی المقدور لفظ بلفظ قلمبند کر لیا - ادھر اُنکی زبان سے جو لفظ نکلتے تھے دلکو کھینچتے تھے اور دھڑپہ خوف کہ کہیں کچھ لکھنے سے نہ رہ جاوے عجب کش مکش میں مبتلا تھا مگر جس طرح پر ہوا میں نے اُسکو لکھا ہی - ہمارے دوست منشی محمد علی صاحب چشتی کسقدر ناراض ہوئے کہ ہم نے اُس وقت وہ لکچر اُنکو کیوں ندیا مگر اُنکو یہہ معلوم نہیں تھا کہ جب میں اُس لکچر کو صاف کرنے بیٹھا ہوں تو خون میرا لکھا ہوا مجھ سے نہیں پڑھا جاتا تھا گھنٹوں میں مطالعہ کے بعد فقرے پڑھ جاتے تھے پس اُمید ہی کہ وہ ہمکو مدد کریں گے *

سید صاحب کا لکچر اسلام پر

اے برادران دینی -

آپ جو اس وقت اس غرض سے تشریف لائے ہیں کہ مذہب اسلام کے متعلق جو میرے خیالات ہیں وہ میں آپ کے سامنے بیان کروں اُسکے لیئے میں آپکا شکر کرتا ہوں - جو احباب میرے خیالات کے سننے کے مشتاق ہیں مجھے اُنکے سامنے اپنے خیالات کے بیان کرنے میں کچھ عذر نہیں - مگر قبل اسکے کہ میں اُنکو بیان کروں میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں ایک جاہل آدمی ہوں نہ مولوی ہوں نہ مفتی اور نہ قاضی اور نہ واعظ - نہ میزبان نہ خواہش ہی کہ کوئی شخص گو وہ میرا کچھسا ہی دوست سے دوست ہو میرے خیالات کی پیروی کرے - میں رسولوں کے سوا کسی شخص کا ایسا منصب نہیں سمجھتا کہ (اُن باتوں میں جو خدا اور بندوں کے درمیان دلی اور روحانی امور سے متعلق

ہیں اور جسکو مذہب کہتے ہیں (وہ یہہ خواہش کرے کہ لوگ اُسکی
 یہودی کریں - یہہ منصب رسولوں کا تھا اور آخر کو جناب رسول خدا
 محمد مصطفیٰ صلعم پر جنکا ازلی مذہب خدا ابدالاباد تک قائم رکھے اور
 ضرور قائم رکھینگا کیونکہ جیسا وہ ازلی ہی ابدی بھی ہی ختم ہوگیا (چھوڑ)
 لیکن میں اپنے خیالات جو کچھ بیان کرونگا پہلے اُنکا منشاء ظاہر کرنا
 چاہتا ہوں - میرے خیال میں یہہ بات ہی کہ دنیا میں جب سے
 کہ وہ آباد ہوئی اور جب سے کہ خدا نے انبیاء و رسل کے مبعوث کرنے کا
 سلسلہ قائم کیا اُس وقت سے آج تک دنیا میں وہ قسم کے لوگ ہوتے
 رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی موجود
 واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم - اُنک لانہدی من
 احببت ولكن الله يهدي من يشاء فرمایا کہ جسکو میں چاہتا ہوں ہدایت
 لعلک باخ نفسک ان لایکونوا کرنا ہرے - دوسرے وہ جنکی نسبت
 مؤمنین - اُس نے اپنے رسول سے کہا کہ تو جانکو

ہدایت کرنی چاہتا ہی ہدایت نہیں کرسکتا - تو کتنی ہی کوشش کر
 اپنی جان تک کیوں نہ کھودے وہ ایمان نہیں لائے گے - یہی دو قسم کے
 لوگ ہیں جنکی تصریح قرآن مجید سے پڑھی جاتی ہی - اس سے
 ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ ایمان لائے یا ایمان لاتے ہوں خدا نے اُنکی
 خلقت - طبعیت - فطرت یا اُنکا نیچر ایسا بنایا ہی جس میں ایمان
 لانیکا ہا کافر ہونیکا مادہ موجود تھا یا موجود ہی - کیونکہ جو چیز انسان
 کی فطرت میں ہی اُس میں تبدیل نہیں ہوسکتی اُسکا بدل دینا خود
 اُس انسان کی یا دوسرے انسان کی طاقت سے گو کہ وہ نبی ہی کیوں
 نہو خارج ہی *

یہہ امر روز مرہ ہماری زندگی کے تمام کاموں میں پیش آتا ہی -
 دنیا میں بہت سے ایسے امر پیش آتے ہیں جنکی صداقت کی دلیلیں
 ہم نہیں جانتے مگر دل میں از خود لا معلوم اسباب سے ایک ایسی بات
 پیدا ہوتی ہی جس سے اُسکی صداقت پر پورا یقین ہوتا ہی - اسی
 طرح اسلام کی کیفیت ہی ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی جو گذر گئے
 یا جو اب موجود ہیں اور وہ بھی جو رسول خدا صلعم کے زمانہ میں
 موجود تھے ایسے تھے کہ اُنکا دل ہدایت اور ارشاد کو قبول کرتا تھا اور وہ

اُسکی سچائی پر یقین کامل کرتے تھے گو کہ اُسکی صداقت کی دلیلوں سے اُنکو کچھ واقفیت نہ تھی — اسکا سبب یہی تھا کہ خدا نے اُنکے دل اس طرح کے بنائے تھے کہ وہ ذرا سی ہدایت سے صراطِ مستقیم کو مان لیتے تھے اُنکا دل اُس ہدایت کو قبول کر لیتا تھا اور وہ ایمان لے آتے تھے (چیزز) خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اُس کی یہ رحمت اس زمانہ میں بھی ہزاروں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں پر مبذول ہی کہ وہ لوگ دل سے اسلام پر یقین رکھتے ہیں گو وہ اُس کی صداقت کی دلائل منطق و فلسفہ کے اصول پر نہیں جانتے — میرا اعتقاد یہ ہے کہ جو لوگ بلا فلسفی دلائل و حجت کے اسلام پر یقین کرتے ہیں یا یقین رکھتے ہیں اُن کا ایمان ارر اُن کا یقین بہ نسبت اُن لوگوں کے جو دلائل و حجت فلسفہ سے اپنے عقیدہ کو مستحکم کرتے ہیں بہت زیادہ مستحکم ہی کہونکہ اُنکے دل میں کسی قسم کے شک و شبہ نے راہ نہیں پائی اور نہ راہ ہانے کی اُس میں گنجائش ہی یہی لوگ اہل جنت ہیں جو سیدھے بہشت میں جاویں گے (چیزز) *

مجھکو اپنے ملک کا ایک قصہ یاد ہے ہماری طرف رائگہ ایک قوم ہے جو کسی زمانہ میں مسلمان ہو گئی تھی اُن کے ہاں شاید جناب مولوی اسماعیل کے زمانہ سے پیشتر تک ہندوؤں کی تمام رسمیں جاری تھیں — دھوتی باندھتے تھے اُلٹے پردہ کا انگرکھا پھنتے تھے قاضی نکاح باندھتا تھا اور باسن پھیرے پھرواتا تھا — اور بھی بہت سی ہندوؤں کی رسمیں اُن میں مروج تھیں — اتفاق سے ایک مسلمان اُن کے ایک گائوں میں گذرا وہ پیاسا تھا پانی پینا چاہتا تھا — اُس نے دیکھا کہ پانی بہرا ہوا ایک مٹکا رکھا ہے مگر اُسکو شبہ ہوا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں یا ہندو اور وہ پانی ہندوؤں کا ہے یا مسلمانوں کا اس لیے اس نے پوچھا کہ یہ پانی مسلمان کا ہے یا ہندو کا — جس شخص سے اُس نے پوچھا اُس نے نہایت درشتی سے جواب دیا کہ تو اندھا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ پانی کے مٹکے پر کلہر (یعنی مٹی کا آبخورہ پانی پینے کو) رکھا ہے — گویا یہ مسلمان کی ایک علامت تھی کہ سب لوگ ایک آبخورہ سے پانی پیتے ہوں — اُس نے درشتی اس لیے کی کہ باوجود مسلمانی کی علامت موجود ہونے کے اُس نے اُنکے مسلمان ہونے میں شبہ کیا —

اے بھائیوں جبکہ وہ قوم ایسی جاہل تھی تو وہ مسائل اسلام اور فلسفی دلائل صداقت اسلام کو کیا جانتے ہونگے - بجز خدا و رسول پر یقین ہونے کے اور کوئی بات جس سے وہ اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے اُن میں نہ تھی مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں اُن کے ایمان کو (میں اور کسی کو کیوں کہوں) اپنے ایمان سے تو بہت زیادہ مستحکم جانتا ہوں (چہرے) اے بھائیو ایسے شخصوں کا ایمان نہایت مستحکم اور اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہی جن کو کسی طرح کا نہ کچھ شک ہی نہ دل میں کسی طرح کا کچھ شبہ ہی - خدا و رسول پر وہ دل سے یقین رکھتے ہیں اور جو کوئی اپنے تئیں مسلمان کہتا ہی اُسکو مسلمان جانتے ہیں - خدا کے جاننے اور رسول پر یقین کرنے کے لیئے اُنکو کسی منطقی دلیل اور فلسفی برہان کی حاجت نہیں - کیسی ہی کوئی بات خارج از عقل و ناقابل یقین اُن کے سامنے صحیح یا غلط بیان کی جاوے یہ کہہ کر کہ خدا اور رسول نے فرمایا ہی وہ اُس پر یقین کرینگے پس ایسے لوگ ہماری بحث سے بالکل خارج ہیں - میں اُن کو یقین کا ستارا اور اسلام پر یقین رکھنے کا نمونہ سمجھتا ہوں اور ٹھیک مسلمان جانتا ہوں *

مگر دوسرا فرقہ بھی ہی جو ہر چیز کی صداقت کے لیئے دلیل چاہتا ہی وہ اسبات کا خواہش مند ہی کہ اسلام کے عقائد فلسفی دلائل سے اُسکو بتائے جاویں - اُس کے دل کے شے متائے جاویں تاکہ اُس کے دل کو تشفی حاصل ہو - وہ یہ نہیں چاہتا کہ دل میں تو دھوکہ پکڑ ہو اور وہ زبان سے لوگوں کے دہرے سے سوسدھٹی کے دباؤ سے ہاں ہاں کہا کرے - یہی لوگ وہ ہیں جو ہمارے مخاطب ہیں اور جن سے ہم کو بحث ہی *

جس زمانہ میں خلفاء عباسیہ کی سلطنت رونق پر تھی اور مسلمانوں کا ستارہ نہایت عروج پر تھا اُس وقت مسلمانوں میں یونانی فلسفہ - علم طبعی نے کثرت سے رواج پایا تھا اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مسائل میں جو اسلام سے متعلق تھے لوگوں کو شبہ پیدا ہوا کیونکہ جو لوگ اُن مسائل فلسفہ اور عام طبعی کو سچ جانتے تھے اور اُن میں اور اسلام کے اسوقت کے موجودہ یا مجتہدہ مسائل میں اختلاف پاتے تھے تو اُن کو اسلام کی نسبت شبہ پیدا ہوتا تھا - اگر تاریخ

پر اعتماد کیا جاسکتا ہی تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ زمانہ اسلام پر ایسے سخت حملہ کا تھا کہ اسلام کے سخت سے سخت دشمن کے سخت سے سخت حملہ کرنے سے بھی اُس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ نہ ہوتا — تمام علماء کو اُس وقت اسلام کی حمایت کی ضرورت پڑی اور اُنہوں نے اُس کی حمایت اور اُس کی نصرت میں کوشش کی خدا اُن کی کوششوں کو قبول کرے — اُنہوں نے اسلام کی حمایت کے تین طریقے تیار دیئے — اول یہ کہ جو مسائل یونانی حکمت و فلسفہ کے اسلام کے مسائل کے برخلاف تھے اُن کی غلطی ثابت کر دیں — دوسرے یہ کہ اُن حکمی اور فلسفی مسائل پر اس قسم کے اعتراض وارد کر دیں کہ جن سے وہ مسئلے خود مشتہم ہو جاویں — تیسرے یہ کہ اسلام کے مسائل اور اُن حکمی و فلسفی مسائل میں تطبیق کر دیں *

اسی مباحثہ کی غرض سے مسلمانوں میں ایک نیا علم پیدا ہوا جس کو علم کلام کہتے ہیں اور جسکی کتابیں آج تک ہمارے مذہب کے علماء کی درس و تدریس میں داخل ہیں اور جن پر وہ بہت کچھ افتخار رکھتے ہیں — یہی باعث ہوا کہ بہت سے مسائل یونانی فلسفہ اور علم طبعی کے جو تیسری قسم کے تھے مسلمانوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کر لیئے اور رفتہ رفتہ مثل مذہبی مسائل کے تسلیم ہونے لگے حالانکہ اُنکے مذہب اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہی اور اس زمانہ میں اُن کا جدا کرنا کچھ آسان کام نہیں ہی — پس میرا یہ خیال ہی کہ جس زمانہ میں اسلام کی ایسی حالت ہو اور اُس پر ایسا ہی حملہ ہو جیسا کہ اُس زمانہ میں ہوا تھا تو ہمکو بقدر اپنی لیاقت کے ویسی ہی کوشش کرنی چاہیئے جیسی کہ ہمارے بزرگوں نے اگلے زمانہ میں کی تھی *

اے دوستو ! تم خوب جانتے ہو کہ اس زمانہ میں جدید فلسفہ و حکمت نے شروع پایا ہی جسکے مسائل اُن اگلے مسائل سے بالکل مختلف ہیں اور جو ایسے ہی برخلاف مسائل اسلام کے جو اس وقت مروج ہیں پائے جاتے ہیں جیسیکہ اُس زمانہ میں تھے — بلکہ سخت مشکل یہہ پڑتی ہی کہ یونانی مسائل علم طبعی کے جن کی غلطی اب ثابت ہوئی ہی اور جنکو اُس زمانہ کے علماء نے مثل مذہبی

مسائل کے مان لیا تھا جیسا کہ میں نے ابھی کہا اُس سے اور زیادہ مشکل ہو گئی ہے *

اے دوستو ! ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ اس زمانہ کی تحقیقات اور یونانی حکمت کے زمانہ کے مسائل میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جو حکمت کے مسائل تھے وہ زیادہ تر عقلی اور قیاسی دہلوں پر مبنی تھے — تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر قائم نہیں ہوئے تھے — ہمارے بزرگوں کو نہایت آسانی تھی کہ مسجدوں اور خانقاہوں کے حجروں میں بیٹھے بیٹھے قیاسی مسائل کو قیاسی دلائل سے اور عقلی کو عقلی براہین سے توڑتے پھوڑتے رہیں اور اُنکے تسلیم فکریں — مگر اس زمانہ میں نئی صورت پیدا ہوئی ہے — جو اس زمانہ کے فلسفہ و حکمت کی تحقیقات سے بالکل علیحدہ ہے — اب مسائل طبعی تجربہ سے ثابت کیئے جاتے ہیں اور وہ ہم کو دکھلا دیئے جاتے ہیں — یہ مسائل ایسے نہیں ہیں جو قیاسی دلائل سے اُٹھا دیئے جاویں یا اُن تقریروں اور اصولوں سے جو اگلے زمانہ کے عالموں نے قرار دیئے ہیں ہم اُنکا مقابلہ کر سکیں — مثلاً آسمانوں کے خرق و التفہام کا مسئلہ جو ہمارے ہاں کے علم طبعی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور آج تک درس و تدریس میں رہا ہے اور جو اصول علم طبعی کے مذہب اسلام میں تسلیم کر لیئے گئے ہیں اُن سے بھی اُس کو بڑا تعلق ہے — اب وہ مسئلہ کس کام کا ہے اور اُسکے پڑھنے پڑھانے سے کیا فائدہ ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جس طرح اگلے حکماء یا علماء نے آسمانوں کا وجود قرار دیا تھا وہی غلط تھا — اب تو اس بات پر غور کرنی لازم ہے کہ آسمان سے کیا مراد ہے اور اُس کے لائے جدید اصول و مسائل ایجاد کرنے کی ضرورت ہے نہ اُن بوجہ و از کار رفتہ مسائل کے یاد کرنے کی (چیزز) *

ایک بہت بڑی بحث ہمارے ہاں ہولہ و صورت کی تھی اگر یونانی فلسفہ کے مطابق ہولہ تسلیم کیا جاتا تھا تو معاد کا وجود جو ایک اہم مسئلہ مذہب اسلام کا ہے باطل ہوتا تھا اُس پر علماء اسلام نے بہت بڑی بحث کی جو کسمپدر ہے سو د اور کسمپدر ناکافی تھی *

بہر حال اس زمانہ کی حکمت طبعی میں ہولہ کی کچھ بحث نہیں ہے بلکہ تمام اجسام کی ترکیب اجزاء صغار سے تسلیم کی

جہاں ہی پس اب ہولہ و صوبہ کی بحث سے جو ہمارے ہاں تعلیم دینی اور دنیاوی دونوں میں داخل ہی کیا فائدہ ہی - ایسے اور بہت سے مسائل ہیں جو اس طرح مثلاً بیان ہو سکتے ہیں *

اے دوستو! مجھ کو معاف کر دے اگر میں یہ کہوں کہ ایک بہت بڑا ضروری امر جو ان علماء کے خیال سے رہ گیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے یونانی حکمت و فلسفہ کے مقابلہ میں تو بہت کچھ کیا مگر اس بات میں کچھ نہیں کیا یا بہت ہی کم کہا کہ جو کچھ وہ خود مذہب اسلام کو بیان کرتے تھے اُس پر مکر اسلام یا مشکک فی الاسلام کے دل کو کیونکر تشفی ہو - یہ کہہ دینا کہ اسلام میں یونانی آیا ہی اُس کو ماننا چاہیئے یہ تو نہ یقین کو اور نہ اُن لوگوں کی تشفی کو کافی ہی (چورز) *

ایسی ہی اور بہت سے وجوہات ہیں جنکی وجہ سے اس زمانہ میں نئے طریقے بحث کے اختیار کرنے کی مسلمانوں کو ضرورت ہی - کہوں کہ جو شخص اسلام کو برحق سمجھتا ہی اور اُس پر پورا یقین رکھتا ہی اُس کا دل گواہی دیتا کہ گو منطق و فلسفہ اور علم طبعی میں کتنی کچھ تبدیل ہو جاوے اور مسائل حقہ اسلام کے وہ کیسے ہی مخالف معلوم ہوتے ہوں مگر اسلام ہی سچا ہی - یہ بات سچے اور سادہ دل سے اسلام پر یقین رکھنے والوں کے لئے تو کافی ہی مگر منکرین یا مشککوں کے لئے کافی نہیں علوہ اُس کے یہ کچھ حمیت کا کام نہیں ہی کہ مفہم سے تو یہ کہوں کہ اسلام سچا ہی مگر اُن جدید مسائل حکمت و فلسفہ کے مقابلہ میں اُسکی تائید نہ کریں - اس لئے اس زمانہ میں مثل زمانہ گذشتہ کے ایک جدید علم کلام کی حاجت ہی جس سے یا تو ہم علوم جدیدہ کے مسائل کو باطل کر دیں یا اُن کو مستہکم کر دیں یا اسلامی مسائل کو اُن سے مطابق کر دکھلائیں - اس وقت جو بزرگ اس جلسہ میں موجود ہیں میں اُن سب سے بخوبی واقف نہیں ہوں - مگر میں یقین کرتا ہوں کہ اس جلسہ میں بہت سے ذی علم لوگ بھی موجود ہیں میں نہایت صدق دل سے اُنکو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ جو لوگ ایسا کر نیکہ لایق ہیں اور وہ پوری کوشش حال کے علم طبعی و فلسفہ کے مسائل کے اسلامی مسائل سے تطبیق دینے یا اُن کا بطلان ثابت کرنے میں نکرینگے وہ سب گنہگار ہیں اور بقیناً گنہگار ہیں اگر اُن میں سے ایک نہ ہو

اس کام کو انجام دینے کو بیشک فرض کفایہ ادا ہو جاویگا (چہرے) *
 میں ایک شخص ہوں جسکا یہہ یقین ہی کہ کوئی شخص ایسا
 نہیں ہی جو جدید فلسفہ اور جدید علوم طبیعی سے جو انگریزی زبان
 میں بخوبی واقف ہو اور اُن تمام اسلامی مسائل پر جو اس زمانہ
 میں اسلامی مسائل کہلاتے ہیں یقین رکھتا ہو — انگریزی خوان نوجوان
 اور بچے مجھے معاف کریں گے میں نے کوئی انگریزی خوان جسکو انگریزی
 علوم کا مذاق بھی حاصل ہو گیا ہو ایسا نہیں دیکھا جسکو پورا پورا یقین
 ہمارے زمانہ کے مروجہ مسائل اسلام پر ہو — میں یقین کرتا ہوں
 کہ جسقدر وہ علوم پھیلتے جاویں گے اور جن کا پھیلنا ضروری ہی اور میں
 خود بھی اُن کے پھیلنے میں معون و مددگار ہوں اسیقدر لوگوں کے دلوں
 میں اسلام کی جانب سے جیسا کہ اُس کو اس زمانہ میں بنا دیا ہی
 بد ظنی اور بے پرواہی بلکہ روگردانی ہوتی جاویگی — میرا یہہ بھی
 یقین ہی کہ اصلی مذہب کا یہہ نقصان نہیں ہی بلکہ یہہ اُن غلطوں
 کا سبب ہی جو اسلام کے نورانی چہرہ پر لگ گئی ہیں یا نادانستہ
 لگائی ہیں *

میں ہرگز اس لائق نہیں ہوں کہ اسلام کے نورانی چہرہ پر سے اُن
 غلطوں کے سیاہ دھبوں کے چھوڑنے کا دعویٰ کروں یا حمایت اسلام کا کام
 اپنے ذمہ لوں یہہ فرض اور یہہ منصب دوسرے مقدس و با علم لوگوں کا
 ہی — مگر جبکہ میں مسلمانوں میں اُن علوم کے پھیلانے کا سعی ہوں
 جن کی نسبت میں نے ابھی بیان کیا کہ وہ موجودہ اسلام کے کسقدر
 مخالف ہوں تو میرا فرض تھا کہ جہاں تک مجھے سے ہو سکے صحیح
 یا غلط جو کچھ میرے امکان میں ہو اُس طرح اسلام کی حمایت کروں
 اور اسلام کی اصلی نورانی چہرہ کو لوگوں کو دکھاؤں میرا کانشنس (ایمان)
 مجھے سے کہتا تھا کہ اگر میں ایسا نہ کروں گا تو خدا کے سامنے گنہگار
 ہوں گا (چہرے) *

اے میرے دوستو! میں یہہ نہیں کہتا کہ جو کچھ میری تحقیقات
 ہی وہی صحیح ہی مگر جب مجھکو بجز اس کے کہ جو کچھ مجھے
 سے ہو سکے وہ کروں اور کچھ چارہ نہ تھا تو مجھکو ضرور وہی کرنا تھا جو
 میں نے کیا یا کرتا ہوں — میری نیت خالص خدا کے ساتھ ہی

اگر میں نے برا کیا ہی وہ چاہیگا معاف کریگا چاہیگا نکرہیگا — اگر میں نے اچھا کیا ہی تو میں اُس کا صلہ کسی بندہ سے نہیں چاہتا — اور یہی وجہ ہے کہ نہ میں لوگوں کے کافر کہنے سے یا نہ پتھری کہنے سے دُرتا ہوں نہ برا مانتا ہوں — جو لوگ مجھ کو میری ان کوششوں کے سبب برا کہتے ہیں کافر بتلاتے ہیں میں اُن سے اپنی شفاعت کا خواستگار نہیں ہوں اور نہ ہونگا جر بھلا یا برا میرا معاملہ ہی وہ خدا کے ساتھ ہی — اگر مجھ سے کچھ غلط ہوئی ہی یا آئندہ ہوگی خدا سے مجھے اُمید ہی کہ وہ مجھ پر رحم کریگا (چپوز) *

اے دوستو! اس لمبی تمہد کے بیان کرنے کے بعد اب میں اپنے کچھ خیالات جو اسلام کے متعلق ہیں بیان کرونگا — اسوقت جو کچھ میں بیان کرونگا ضرور ہی کہ مختص آزادانہ طریقہ سے بیان کرونگا اُن کو اس خیال پر نہیں بیان کرنے کا کہ میں مسلمان ہوں نہونکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو مسئلہ بیان کیا جاتا ہی اُس میں آزادانہ دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی — اس وقت میں اپنی گفتگو کا طرز ایسا اختیار کرونگا جیسے ایک غیر شخص اسلام کے اصول و مسائل کو ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہی جن کو اسلام یا اصول اسلام پر شبہ ہی یا انگریزی خرافان نوجوان طلبہ میرے مخاطب ہیں جن کو جدید فلسفہ اور جدید علوم طبعی نے اسلام کے اصول کے صحیح ہونے پر شبہ ڈال دیا ہی یا اُس کے غلط ہونے کا انہوں نے یقین کر لیا ہی *

جو شخص یہ بیان کرتا ہی کہ اسلام سچا ہی تو اُس کو یہ بھی کہنا چاہیئے کہ وہ اسلام کی سچائی کیونکر ثابت کر سکتا ہی — کوئی مذہب ہو اسلام یا عیسائی یا ہندو جسوقت اُن میں کا کوئی اپنے مذہب کی تائید یا تصدیق کرنی چاہتا ہی تو ضرور ہی کہ اول وہ اُس کی صداقت ثابت کرے — یہ کہنا کہ فلاں شخص کے مقدس ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہی اور ہم اُس مقدس کے قول پر ایمان رکھتے ہیں اس مذہب کی صداقت ثابت کرنے کو کافی نہیں — یہ تو صرف ایک اعتقادی بات ہی — جو لوگ جس کسی پروری کرتے ہیں خرافہ وہ اوتار ہو یا پیغمبر یا عیسائیوں کا خدا ہر ایک کا پورو اُسکو جس کی وہ پروری کرتا ہی ایسا ہی مقدس اعتقاد کرتا ہی — ہر ایک مذہب والے

کو اپنے مذہب پر ایسا ہی یقین ہی جیسے دوسرے مذہب والے کو اپنے مذہب پر پھر کہونکہ ہم ایک کو سچا اور دوسرے کو غلط کہہ سکتے ہیں * جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے جس میں غلطی کا احتمال بھی نہیں ہے تو دوسرا شخص بھی کہتا ہے کہ اُس کے پاس بھی خدا کی کتاب ہے جسکی صحت میں اُس کو ذرا بھی شک نہیں ہے پس اس صورت میں ایک کے یقین کی دوسرے کے یقین پر ترجیح کی وجہ بتانی چاہیئے اور قابل تسکین دلائل پیش کرنی چاہئے جسکی بنا کسی اعتقاد پر نہو کہ کیوں ہمارے پاس کی کتاب تو خدا کی بھیجی ہوئی ہے اور دوسرے کے پاس کی خدا کی بھیجی ہوئی نہیں ہے *

اگر ہم اپنے پیغمبروں کے معجزات کو اپنے مذہب کی صداقت کے لئے پیش کرتے ہیں تو قطع نظر اُن مشکلات کے جو اُن کے امکان وقوع میں اور پھر اُن کے ثبوت وقوع میں پیش آتی ہیں دوسرے مذہب والا بھی اُسی قسم کے معجزات اپنے پیشواؤں کے بیان کرتا ہے تو اب کیا وجہ ہے کہ جو معجزات ہم بیان کرتے ہیں اُن کو صحیح مانیں اور دوسرا جو بیان کرتا ہے اُن کو غلط قرار دیں — یہ تمام امور ایسے ہیں جو اعتقادات پر مبنی ہیں کوئی شخص اُنکو مٹا نہیں سکتا اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ فلاں اعتقاد صحیح ہے اور فلاں اعتقاد غلط — اگر کسی ایک شخص کا ایسا عقیدہ ہو بھی جاوے تو کیا اُسے ہی کہہ اور بھی ایسا ہی اعتقاد کر لینگے — اس لئے ضرور ہے کہ ہم صداقت کے پہچاننے کے لئے ایک ایسی معیار پیدا کریں اور ایسی کسوٹی قائم کریں جو سب مذہبوں سے یکساں نسبت رکھتی ہو اور جس سے ہم اپنے مذہب یا اعتقاد کو سچا ثابت کر سکیں (چہر ز) *

اب میں اُس معیار کو بیان کرونگا جو تمام مذاہب کے مذہبوں سے یکساں نسبت رکھتی ہے اور جو کہ میں اصلی مذہب اسلام کو جسے خدا و رسول نے بتایا ہے سچ جانتا ہوں نہ اُسکو جسے علماء نے اور مقدس مولویوں اور واعظوں نے گھڑا ہے بغیر کسی دھوکے پکڑ کے اُس معیار سے جانچوں گا اور اُسکا سچ ہونا ثابت کرونگا اور یہی فیصلہ ہمارے اور دوسرے مذہب والوں کے درمیان ہوگا *

کوئی شخص لامذہب یا کسی مذہب کا معتقد اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کی بناوٹ اس قسم کی ہی یا خدا نے اُس کو ایسے قواء مرکبہ سے پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کرنے کے لائق ہے اور کسی کے نہ کرنے کے لائق ہے اور اسلئے حالت زندگی میں اُسکو ایک ایسی روش اختیار کرنی چاہیئے جس سے اُسکے قواء بیرونی و اندرونی وہ کام دیں جس کے لیئے اُنکا ہونا یا پیدا کرنا پایا جاتا ہو — پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اُن کی صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اسبات کی صاف دلیل ہے کہ وہ مذہب اُس شخص کا بھیجا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اُسکی خلقت اور اُن قوا کے جو انسان میں ہیں اور اُن حقوق کے جو اُن قوا سے انسان کے لیئے پائے جاتے ہیں اُسکے برخلاف ہے اور اُن کو فائدہ مند سے کام میں لانے سے باز رکھتا ہے تو اس بات میں شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اُس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے کیونکہ ہر شخص اسبات کو غالباً قبول کرے گا کہ مذہب انسان کے لیئے بنایا گیا ہے اور اگر اسکو اولت دو اور یوں کہو کہ انسان مذہب کے لیئے بنایا گیا تو یہی متحد نتیجہ پیدا ہوتا ہے *

پس میں نے مذاہب کی صداقت دریافت کرنے کے لیئے اور مذہب اسلام کی صداقت کی جانچ کے لیئے بھی یہ اصول قرار دیا ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہیں جو انسان میں بنائی گئی ہے یا انسان میں موجود ہے — اور مجھ کو یقین ہوا ہے کہ اسلام اُس فطرت کے مطابق ہے (چپوز) *

بیشک یہ کام بہت بڑے عقلا و علما کا تھا مجھکو اس کام کے انجام دینے کی طاقت نہیں تھی مگر جیسا کہ میں نے چند لکتے پہلے اُسکے اختصار کرنیکی وجہ کو بیان کیا تھا اُس سبب سے میں نے بقدر اہمی طاقت کے اُسکو کرنا شروع کیا ہے — میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے جو ہمکو پیدا کیا ہے اور ہمارے واسطے جو ہدایت بھیجی ہے وہ ہدایت بالکل ہماری خلقت — ہماری فطرت — ہمارے نیچر کے مطابق ہے اور یہی اُسکی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ یہ کہتا ہے

بے عقلی کی بات ہوگی کہ خدا کا فعل اور ہوگا اور اُسکا قول اور — تمام کائنات مع انسان کے خدا کا فعل ہی اور مذہب اُس کا قول وہ دونوں مختلف نہیں ہو سکتے (راضی ہو کہ سید صاحب کا یہ قول ہی کہ ورک آف گات اور ورک آف گات مختلف نہیں ہو سکتے — ورک سے وہ نیچر مراد لیتے ہیں اور ورک سے مذہب) یہ معیار میں نے اُن لوگوں کے لئے مقرر کی ہے کہ جو خود اپنے دل میں کسی مذہب کی صداقت کا تصفیہ کرنا اور اپنے دل کو تشفی دینا چاہتے ہوں — اور نیز اُن لوگوں کے لئے جو — مشک فی الاسلام میں یا اسلام کے مخالف ہیں — اور مغربی سمجھے ہیں اس سے زیادہ اور کچھ معیار نہیں ہو سکتی *

اس معیار کے قائم کرنے کے بعد میں نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اسلام بالکل فطرت کے مطابق ہے اور اس لئے میں نے کہا ہے کہ ”الاسلام ہر الفطرت والافطرت ہر الاسلام“ بہت بڑھک مسئلہ ہے — مگر اسو س ہی اُن لوگوں پر جنہوں نے دانستہ فطرتی یا نیچری ہونے کا دوسرے معنوں میں مجھے پر الزام لگایا ہے اُن کو خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا — خدا سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جس طرح اُس نے آسمان و زمین و مافہما اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا اسی طرح اُس نے نیچر کو بھی پیدا کیا وہ جس طرح ہمارا اور تمہارا اور سب کا خالق ہے اسی طرح نیچر کا بھی خالق ہے پس مخالفین کا یہ کہنا کہ میں نیچر کو خالق یا مفعول باللہ نیچر کو خدا کہتا ہوں کس قدر بہتان عظیم ہے جسکو میں مخلوق کہتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ وہ اُسکو خالق کہتا ہے — خدا کے سامنے اُس دن جبکہ اعمال کی پرسش ہوگی — بڑی بڑی ڈاڑھی والوں — اور پیشانی پر رگڑ کرکٹا ڈالنے والوں — تختے سے اونچا پاجامہ پہننے والوں — جو سچ کے بدلے جھوٹ کو خریدتے ہیں اس کا سوال ہوگا جنہوں نے یہ جھوٹے الزام مجھے پر لگائے ہیں اُسکو میں خدا پر چھوڑتا ہوں — نہیں — میں خدا پر نہیں چھوڑتا بلکہ میں اپنی طرف سے اُن کو معاف کرتا ہوں (چیز نہایت زور سے) میں اپنے کسی بھائی سے کسی ہمجنس سے نہ دنیا میں بدلا لینا چاہتا ہوں نہ قیامت میں (چیز) میں نہایت ناچیز ہوں مگر اُس رسول کی ذریت میں ہوں جو رحمۃ للعالمین ہے — میں اپنے دادا کی راہ پر چلونگا اور تمام لوگوں کو جہنم میں لے جھونگا ہوا

کہا جنہوں نے مجھ پر اتہام کیا یا آئندہ کہیں اور کریں سب کو میں معاف کرونگا (چہررز) *

جو طریقہ میں نے اوپر بیان کیا — کہا کوئی کہہ گا کہ وہ طریقہ اسلام کی تائید کا نہیں اور کہا اُسکے ذریعہ سے بڑے بڑے فلسفی حکیموں اور علما طبعی کے جاننے والوں اور ملحدوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا — اور کہا وہ طریقہ کسی طرح اسلام کے مخالف ہی ؟ اس پر بھی مجھے یہ دعویٰ نہیں کہ جو طریقہ میں نے اختیار کیا ہی اُس میں غلطی نہیں — میں معصوم نہیں ہوں اور نہ معصوم ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں — میں ایک جاہل آدمی ہوں اسلام کی محبت سے میں نے یہ کام کیا ہی جس کے لائق میں نہیں ہوں — بلاشبہ وہ ایک نیا طریقہ ہی اس میں بھی درحقیقت میں نے قدیم علماء کی پیروی کی ہی جس طرح اُنہوں نے ایک نئے دھنک پر علم کلام ایجاد کیا تھا اُسی کی نظر پر میں نے یہ نیا طریقہ صداقت کے ثابت کرنے کا ایجاد کیا ہی ممکن ہی کہ اُس میں غلطی ہو مگر آئندہ علماء اُس کی صحت کر دینگے اور اسلام کو مدد دینگے میرے خیال میں مخالفین اور مشککین فی الاسلام کے مقابلہ میں اسلام کی تائید اسی طریقہ پر ہو سکتی ہی اور اور کسی طریقہ پر نہیں ہو سکتی (چہررز) *

آپ صاحبوں نے مجھ سے چاہا ہی کہ میں بیان کروں کہ اسلام کیا چہرہ ہی ؟ اُسکے جواب میں میں کہتا ہوں کہ وہ چہرہ جس پر یقین کرنے سے کوئی شخص مسلم یا مسلمان کہا جا سکتا ہی وہ خدا کی توحید ہی جو شخص خدا کو برحق جانتا ہی اور اُسکی توحید پر یقین رکھتا ہی وہ مسلم یا مسلمان ہی — یہی رکن اول اور رکن اعظم اسلام کا ہی اور باقی ارکان اُس کے تحت میں اور اُس کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے ہیں جیسے کسی خاص دوا کی معجون ہو اور اُس کے ساتھ اور اجزا بھی ملے ہوئے ہوں — خدا کو واحد مطلق اور خالق تمام چیزوں کا جاننا اور سمجھنا — بلکہ نہ صرف جاننا اور سمجھنا بلکہ اُسپر یقین ہونا اسلام ہی اور جو اُسپر یقین کرے وہ مسلم ہی — خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود و نصارا کی تکرار کا ذکر فرما کر فرمایا، ”بلی من اسلام وجہہ للہ و هو متحسن ذلہ اجرہ عند ربہ“ یعنی جس نے خدا پر یقین کیا اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور

تھک کام کرتا ہی تو اُسکا اجر اُسکے خدا کے پاس ہی - خدا نے اہل کتاب سے اور کچھ نہیں چاہا بجز اُسکے کہ خدا کی توحید مانیں اور اُسی کی عبادت کریں جہاں فرمایا، ”یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ ہوا بیوننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ“ اور ایک جگہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مہرِی نماز اور مہرِی عبادت اور مہرِی زندگی اور مہرِی موت خدا کے لئے ہی اور اُس کے بعد فرمایا کہ ”انا اول المسلمین“ اسمعیل و ابراہیم نے یہ دعا مانگی ”ربنا و اجعلنا مسلمہی لک و من ذریئتنا امة مسلمة لک“ حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے بھی خدا پر ایمان لانے کے بعد کہا کہ ”و اشہد باننا مسلمون“ حضرت ابراہیم کو خدا نے کہا ”اسلم“ حضرت ابراہیم نے کہا ”اسملت لرب العالمین“ حضرت ابراہیم نے انبی اولاد کو نصیحت کی ”یا بنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون“ اور ایک جگہ خدا نے فرمایا کہ ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ پھر خدا نے فرمایا کہ ”ماکان ابراہیم یہودیاً ولا نصرانیاً ولکن کان حنیفا مسلما“ یعنی ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی بلکہ تہمت مسلمان تھا - پس جو حقیقت اسلام کی خدا نے بتلائی وہ خدا کو ماننا اور اُسپر یقین ہونا ہی *

خدا پر اور خدا کی وحدانیت پر اُس وقت یقین ہو سکتا ہی جب اُسکی ذات و صفات پر جو حقیقت میں متحد ہیں اور اُس کے استحقاق عبادت پر جو اُسکو لازم ہی پورا پورا یقین ہو - اُسکی ذات پر یقین - اُسکے موجود بالذات ازلی و ابدی وحدۃ الشریک لہ ہونے پر یقین ہوتا ہی - اُسکی صفات پر یقین - اُسکی مانند صفات کا کسی دوسرے میں نہ ہونے پر یقین کرنا ہی - تمام صفتوں جو خدا سے منسوب کی جاتی ہیں عالم - رحم - حی اور مثل انکے اور جو اُن کا مفہوم ہمارے ذہن میں آتا ہی اور جن میں ادروں کا اشتراک بھی بوجہ ما متصور ہوتا ہی اُس مفہوم سے اور اُس اشتراک سے بھی خدا کی صفات کو مبرا و منزہ ماننا اُسکی صفات پر یقین ہونا ہی - اُسکے استحقاق عبادت پر یقین یہہ ہی کہ کوئی شے سوا خدا کے مستحق عبادت نہیں یعنی عبادت کے لائق نہیں - جو شخص کہ اس طرح سے خدا پر یقین رکھتا ہی وہ مسلمان ہی - میں نہیں کہتا بلکہ خدا نے یوں ہی

کہا ہی - ہاں ایسے شخص کی نسبت جو صرف خداے وحد
کو مانتا ہی مہں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ محمدی نہیں - قرآن کی
اصطلاح تو یہی ہی جو مہں نے بیان کی مگر ہمارے زمانہ مہں محمدی
اور مسلمان کے الفاظ ایک ہی معنی مہں لہئے جاتے ہوں اور مترادف
سمجھے جاتے ہوں اسلامئے مجھکو کسوقدر تفصیل کے بیان کرنے کی ضرورت
معلوم ہوتی ہی - محمدی ہونے کے لہئے ضرور ہی کہ ہم اُس شخص
پر بھی جس نے ہمکو توحید کی نعمت دی اُر جس نے ہمکو توحید
کی تعلیم کی - جس کی وجہ سے ہم نے خدا کو جانا اور اُسکی صفات کو
پہچانا یقین کریں خوں عقل ہی ہمکو ہدایت کرتی ہی کہ جس سے
ہمکو ہدایت ہوئی کس طرح ہوسکتا ہی کہ ہم اُس کے ہائی ہونے پر
یقین نہ کریں - اسلام جس کو مہں نے ایسے استحکام سے سچا بتایا اُس
کی ہدایت محمد رسول اللہ صلعم نے کی ہی پس اس کی تصدیق
بالضرور دوسرا رکن اسلام کا ہی جو پہلے رکن سے ملنکا ہی نہیں ہوسکتا -
اس تمام تقریر کا نتیجہ یہہ ہی کہ جو شخص خدا کو مانتا ہی اور
وحده لاشریک جانتا ہی اور اُس پر یقین رکھتا ہی اور کعبی نہی کی
تصدیق نہیں کرتا اور آنحضرت صلعم کی بھی تصدیق نہیں کرتا اُسکی
نسبت یہہ کہتا کہ محمدی نہیں ہا مرادف معنی لیکر یہہ کہتا کہ وہ
مسلمان نہیں ہی بالکل صحیح ہی مگر اُس کو کافر بمعنی مشرک
کہتا یا موحد نہ کہتا اسلام کے اصول کی رو سے درست نہیں *

بلاشبہ تصدیق نبوت دوسرا رکن اسلام کا ہی - موحدین محض کے
مخلد فی الغار ہونے یا نہونے پر قدیم سے علماء مہں بحث چلی آئی
ہی کوئی کہتا ہی کہ مخلد فی الغار ہونگے کوئی کہتا ہی کہ بعد عذاب
نجات پازینگے اس بحث کو اُنہی عالموں کے لہئے چھوڑ دو اور ہمکو اپنے
حبیب کے اس قول پر رھنے دو کہ، “عای رغب انف ابی ذر“ *

وحدانیت و رسالت کی تصدیق کے بعد از چھیزوں بھی اسلام کے
ساتھ مہں جنکو خدا تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہی مثلاً نماز روزہ حج زکاۃ
وغیرہ وغیرہ *

ان فرائض کے نہ ادا کرنے والے کو ہم گنہگار اور اُن کے ملکر کی نسبت
وہی کہینگے جو رسالت کے منکر کی نسبت کہا ہی کہ وہ محمدی نہیں

یا بمعنی مرادف مسلمان نہیں — اُسکے مٹل فی النار ہونے یا نہونے کی نسبت وہی بحث پہلے آ جاتی ہی جو ابھی موحّد متحض کی نسبت میں نے بیاں کی *

اے دوستو! یہہ ایک بحث بہت بڑی اور نہایت نازک ہی جس کے بھان کے لہئے ایک بہت بڑا وقت درکار ہی اُس کو مختصر کر دینا ہی وقت کے لحاظ سے بہتر ہی اسطرح شرک کی بحث بھی جو اسلام کا پورا پورا دشمن ہی اور جس کے ساتھ اسلام جمع ہی نہیں ہو سکتا بہت بڑی ہی مگر میں اسوقت ایک شے اُس کا بیان کرونگا — جس طرح خدا کو اپنی ذات و صفات میں وحدت ہی اسطرح رسول کو تبلیغ احکام یا احکام شریعت کے قرار دینے میں وحدت ہی اور کسی کو اُس میں شرکت نہیں پس جو شخص رسول کے سوا کسی آڈر شخص کے احکام کو دیں کی باتوں میں اسطرح پر واجب العمل سمجھتا ہی کہ اُس کے برخلاف کرنا گناہ ہی اور اُسی کی تابعداری کو باعث نجات یا ثواب سمجھتا ہی وہ بھی ایک قسم کا شرک کرتا ہی جسکو میں شرک فی النبوة سے تعبیر کرتا ہوں خدا نے یہود و نصارا دونوں کو اسی بات پر ملزم تھرا کر فرمایا، "اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ"، پس اس طرح کی پیروی اربابا من دون اللہ تک پہونچا دیتی ہی *

میری اس تقریر سے آپ یہہ تصور نہ کریں کہ میں ائمہ مجتہدین کے برخلاف رائے رکھتا ہوں — نہیں — میں اُن کو اُمت کا سر تاج اور اُن کے اجتہادوں اور اختلافوں کو باعث رحمت سمجھتا ہوں — یہہ بھی آپ خیال نہ کریں کہ میں اُن کے پیرو مقلدین کو برا کہتا ہوں یا تقلید کو برا جانتا ہوں مگر اسقدر میں ضرور سمجھتا ہوں کہ مقلدین کے بعض افعال اس حد تک پہونچ گئے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی غلطی سے نہ اُن کی تقلید سے اُن کو اربابا من دون اللہ تک پہونچا دیا ہی — جو لوگ کہ اس مسئلہ تقلید کے برخلاف ہیں اور عدم تقلید کے مسئلہ کی پیروی کرتے ہیں اور اُس کے اجرا میں کوشش کرنی چاہتے ہیں اُن کی بھی میں عزت کرتا ہوں — میں سمجھتا ہوں کہ دونوں کا مقصود ایک ہی اور دونوں خدا و رسول کی خوشنودی چاہتے ہیں (چہرے) مگر انسوس

ہی کہ ان دونوں فرقوں کے سبب سے باہم رنج و عداوت پیدا ہوئی ہی یہہ شیطان کے وسوسے ہیں جو گمراہ اسلام کو متفرق کرنے اور قوت کو ضعیف کرنے کی فکر میں ہی حقیقت میں اسلام لالہ الالہ و محمد رسول اللہ کہنا اور اُسپر دل سے یقین رکھنا اور سب کلمہ گوؤں کو بھائی سمجھنا ہی باہمی اختلاف سے اسلام کے مجمع کو متفرق کرنا اصول اسلام کے برخلاف ہی اور اُس برکت کی ناشکری ہی جو خدا نے نبی ہی اور جسکو ” فالف بہن قلوبہم “ کے لفظوں سے تعبیر کیا ہی (چھوڑ) *

اب میں اُن امور کی نسبت کچھ تھوڑا سا بیان کرنا چاہتا ہوں جو تصدیق نبوت اور اُن مسائل اسلام سے متعلق ہیں جو ظاہر میں عقل و علم کے برخلاف پائے جاتے ہیں - اگرچہ اسکی تفصیل بیان کرنے کو بہت بڑا وقت چاہیئے اور شلوغ برسوں گزر جاویں اور یہہ بیان ختم نہو تو بھی کچھ عجب نہوں - مگر بعض نوجوان انگریزی خوانوں یا اور لوگوں کے لیئے جو اپنے خیال دوسری طرح پر کرنے چاہتے ہیں اسکا بیان کرنا گو مختصر ہی ہو بے موقع نہوگا *

محمدمدی ہونے کے لیئے یا مرادف معنی کے لحاظ سے اسلام کے دائرہ میں داخل ہونیکے واسطے توحید کے ساتھ رسالت یعنی نبوت کی تصدیق بھی واجب ہی اسلام کی نسبت نوجوان انگریزی خوانوں کو یا آزاد خیال والوں کو دو چیزیں ہیں جو شک میں ڈالتی ہیں ایک تصدیق نبوت دوسرے وہ مسائل جو اس زمانہ کی حکمت و فلسفہ یا عقل کے برخلاف یا بعید از عقل معلوم ہوتے ہیں - نبوت کی بحث فطرت کے اصول پر ایک طوائفی بحث ہی اسوقت میں اُسکو بچھڑونگا محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کی صداقت پر چند باتیں بطور خطابات کے جن کو دل قبول کر سکتا ہی بیان کرونگا - بڑے بڑے فلاسفر جو گذر گئے ہیں اور جو اب بھی موجود ہیں جہاں نے علوم میں بہت بڑا درجہ حاصل کیا ہی اور عمدہ عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں وہ بھی اصل اسلام کی ہدایتوں کو اور اُن اصولوں کو جن پر اصل اسلام مبنی ہی لاثانی تسلیم کرتے ہیں - اُنکو جانے دو اور خود جانچ لو کہ اصل اسلام کے اصول فقہاء کے اجتہادات اور پیچیدہ مسائل کو چھوڑ کر جو سیدھے سادھے اصول اسلام سے مناسبت نہوں رکھتے کہسے عمدہ و پختہ لاثانی ہیں جس نے

تمام عمرِ فلسفہ و حکمت و علوم و طبعی اور انسانیکی فیچر کی حقیقت کی تحقیق میں بسر کی ہو وہ بھی ایسے اصول قائم نہیں کرسکتا — پس اب کیا میثرا یہہ کہنا بیجا ہوگا کہ ایک ایسے شخص نے جو ریتلے کنکرلے منک میں پیدا ہوا اور جو چھوٹی عمر میں یتیم ہوگیا اور جس نے نہ کسی دارالعلوم میں تعلیم پائی نہ سقراط و بقراط اور افلاطون کے مسائل کو سنا نہ کسی اوسٹن کے سامنے تعلیم کو بیٹھا نہ حکماء اور فلاسفروں اور پولیٹکل و مارل سینڈر کے عالموں کی صحبت اُٹھائی بلکہ چالیس برس اپنی زندگی کے نا تربیت یافتہ اور بد اخلاق اونت چرانے والوں میں بسر کئے چالیس برس تک بجز ایسی قوم کے جو بت پرستی اور باہمی جنگ جدال میں مبتلا تھے چوری و زنا کاری پر عورت و مرد کو فخر تھا اور کسیکو نہیں دیکھا تھا — وہ دفعتاً اپنی تمام قوم کے برخلاف اُٹھا — چاروں طرف سے وہ بت پرستی میں گھرا ہوا تھا مگر اُس نے کہا تو یہہ کہا کہ ،، لالہ الااللہ “ اُس نے صرف یہہ کہا ہی نہیں بلکہ تمام قوم سے بھی جو سکڑوں برس سے لات و منات و عزی کو پوجتی آئی تھی یہی کھوا دیا — اُن تمام بد اخلاقیوں و امارل عادتوں کو تمام قوم سے مٹوا دیا — بتوں کو زمین پر گروا یا اُن کو تروایا اور خدا کے نام اور خدا کی پرستش کو تمام عرب کے جزیرہ نما میں بلند کیا — وہ جزیرہ جو ابراہیم و اسمعیل کے بعد سے ہزاروں ناپاکوں سے ناپاک ہوگیا تھا پھر اُس کو اُس کی اعلیٰ پاکی اور دین ابراہیم کی بزرگی تک پہونچایا — چالیس برس کے بعد کس نے یہہ نور اُس کے دل میں ڈالا جس نے نہ صرف جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو روشن کر دیا (چہرز) اُس نے لالہ الااللہ کی تعلیم کے بعد جو احکام دین کے اخلاق کے لوگوں کو بتائے کیا کوئی فلاسفر اُس سے زیادہ کچھہ بتا سکتا تھا جو اُس اسی نے بتائے (چہرز) صرف بتائے ہی نہیں بلکہ اپنے پاک دل اپنی پاک زبان کے اثر سے لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیئے (چہرز) یہہ کام وہ تھا جو نہ کسی فلاسفر سے ہوسکتا تھا نہ کسی سلطان مقتدر سے پھر کیا چہرز اُس یتیم بچے میں تھی جس نے نہ جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو خدائی کا کرشمہ دکھلا دیا (چہرز) اے میرے دوستوں ! کوئی سخت سے سخت دھریہ اور لامذہب بھی اگر ایسے شخص کو معاذ اللہ

نبی نمانے گا تو اُس کو یہہ ماننا تو ضرور پڑیگا کہ اگر بعد خدا کے کوئی دوسرا شخص بزرگ ہی تو یہی ہی (چیزز) روحی فداک یا رسول اللہ۔ پس جو کوئی شخص نبوت کی حقیقت کو سمجھ لےگا تو امکان سے خارج ہی کہ محمد رسول اللہ کی نبوت کی تصدیق نہ کرے (چیزز) یہہ مختصر الفاظ تصدیق نبوت کے ایسے شخص کی دل کی تشفی کے لئے جو کچھ بھی سمجھ بوجھ رکھتا ہی میں سمجھتا ہوں کہ بالکل کافی ہیں *

اب مسائل اسلام کی نسبت سمجھو کچھ کہنا ہی آپ سب صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام کے مسائل دو قسم کے ہیں ایک منصوص دوسرے اجتہادی جو علماء نے اپنی نیک دلی اور نیک نیتی سے قائم کیئے ہیں — دوسری قسم کے مسائل جو اجتہادیات کہلاتے ہیں اگر اُنکا کوئی مسئلہ نیچر یا فطرت انسانی کے برخلاف ہو تو اُس سے اسلام پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ فی الحقیقت وہ ایک ایسے انسان یا مجتہد کا اجتہاد ہی جو سہو و خطا سے معصوم نہیں ہی *

خون ائمہ مجتہدین نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہی کہ “المجتہد قد یخطئ و قد یصوب” اس سبب سے ہمکو علماء کے اجتہادی اور قیاسی مسائل پر بحث کرنی فضول ہی ممکن ہی کہ وہ صحیح ہوں اور ممکن ہی کہ غلط ہوں — ہم اسلام کے طرف دار ہیں نہ فلاں و بہماں کی راے و اجتہاد کے اگر اُن میں غلطی ہی تو اُس سے اسلام کو کچھ مضرت نہیں اگر وہ صحیح ہوں تو اسلام کو اُس پر فخر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں — منصوص مسائل کو نیچر انسانی فطرت کے مناسب ثابت کرنے کو ہم موجود ہوں نہ کسی نقالی دلیل سے نہ اپنے ہاں کے عالمونکے قول سے نہ مجتہدوں کی براہین اجتہادیہ سے بلکہ نیچر سے — ہم اُن مسائل کو اُسی علم سے ثابت کرنے کو طیار ہیں جس علم کے پڑھنے سے اُن لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوئے ہوں — یہہ ہمارا دعویٰ لوگوں کے خیال میں کیسائی ہو اور گو بعض لوگ اُس کو ناممکن سمجھتے ہوں مگر جو کچھ ہمارے دل میں ہی اور جسپر ہمکو یقین ہی اُس کو باآواز بلند ہم کہہ رہے ہیں — ہماری سمجھ میں کوئی مسئلہ تہمت اسلام کا یا جو کچھ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہی

کسی قدیم یا جدید علم کے برخلاف نہیں ہی نہ کوئی حکمت اُس کو توڑ سکتی ہی نہ کوئی فلسفہ (چیزز) میں یقین کرتا ہوں کہ دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی ایسا مذہب نہیں ہی جسکو پرانی اور حال کی تحقیقاتوں فلسفہ اور نیچرل فلاسفی سے مقابلہ کرو اور سب طرح ٹھیک اور مضبوط پاؤں - بات صرف اسقدر ہی کہ حقیقت کبھی تبدیل نہیں ہوتی -

ہاں بلاشبہ جس وقت فلسفہ کا طرز بدل جاتا ہی مباحثہ کے اصول بدل جاتے ہیں اور نئی دلیلوں کی حاجت ہوتی ہی - یہی سبب ہی کہ اگلے زمانہ میں جو دلائل ہمارے قدمائے قایم کیئے تھے وہ اس زمانہ میں بکار آمد نہیں رہے ہیں اور اس لئے ضرور ہی کہ نیا طریقہ بحث کا اختیار کیا جاوے - قرآن مجید جو تیرہ سو برس سے معجز یقین کیا جاتا ہی میں بھی اُس کو معجز مانتا ہوں - مگر ہمارے قدمائے صرف ایک اویسی دلیل اُس کے معجز ہونے کی قرار دی تھی یعنی فصاحت اور کلام کی عمدگی اور وہ بھی اس وجہ سے کہ آج تک کسی بشر سے نہ کسی فصیح و بلیغ سے اُس کی ایک یا دس آیتوں کی برابر بھی ویسا فصیح کلام نہیں کہا گیا - باوجودیکہ اُن سے بطور مقابلہ کے کہا گیا کہ اگہ کہہ سکتے ہو تو کہہ لاؤ - بلاشبہ میں بھی قرآن مجید کو ایسا ہی فصیح و بلیغ تسلیم کرتا ہوں اور کیوں نہ تسلیم کروں جبکہ میں یقین کرتا ہوں کہ وہ خدا کا کلام اور وحی متلو ہی اُسکے الفاظ وہی ہیں جو خدا کی طرف سے رسول کے دل میں ڈالے گئے تھے اور رسول کی زبان سے ہم لوگوں تک پہونچے - اور میں یہہ بھی قبول کرتا ہوں کہ آج تک کسی بشر سے مثل اُسکے نہیں کہا گیا - مگر میں اس دلیل کو ایک خام دلیل سمجھتا ہوں اور جو الفاظ قرآن مجید میں اس امر کی نسبت آئے ہیں اُنکا یہہ مطلب قرار نہیں دیتا ہوں - اور اگر یہہ دلیل ایک دلیل ہونے کے رتبہ میں بھی ہو تو بھی ایسی نہیں ہی جو غیر معتقد لوگوں کے مقابلہ میں پیش کی جاسکتی ہو اور اُن کے دلکو تسلی دے سکتی ہو - میں ایک آؤر دلیل رکھتا ہوں جسکو میں اُس دلیل سے زیادہ مضبوط سمجھتا ہوں - وہ دلیل کیا ہی وہ ہدایتیں انسان کے لئے ہیں جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں - کوئی اور ہدایت اُس کے مثل بے شک نہیں ہو سکتی میں اُس کو بھی معجزہ بلکہ اصلی معجزہ

قرآن مجید کا سمجھنا ہوں (چہرے) قرآن مجید اُس زمانہ میں نازل ہوا جو جاہلوں اور نا واقفوں اور ناتربیت یافتہ لوگوں کا زمانہ تھا وہ اُس زمانہ کے جاہل لوگوں کی ہدایت کی لیئے بھی تھا اور اُن اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کے لیئے بھی تھا جو اُسوقت کی دنیا میں تھے اور جو آئندہ دنیا میں ہونے والے تھے ضرور تھا کہ اُس کی ہدایتیں اسطرح پر بیان کی جاویں کہ اُس سے ایک صحرائی اونٹ چرانے والا بدو اور ایک اعلیٰ درجہ کا حکیم سقراط اور بقراط دونوں برابر فائدہ اُٹھاویں دونوں برابر ہدایت پادویں۔ قرآن مجید ہی صرف ایسا کلام ہی جسمیں یہہ صفت موجود ہی اور جس سے مختلف درجوں بلکہ متضادہ حیثیتوں کے لوگوں کو یکساں ہدایت ہوتی ہی۔ ایک جاہل بدو یا ایک مقدس مہلوی اُسکے لفظی معنوں سے جیسی ہدایت پاتا ہی ویسا ہی ایک فلاسفر اُنہی الفاظ کے مقصود سے ویسی ہی ہدایت پاتا ہی اور کسی لفظ کو نیچر یا فلسفہ سے برخلاف نہیں پاتا۔ کسی زبان میں۔ فرنچ لیٹن۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت وغیرہ میں کوئی ایسی کتاب لکھ دو یا اگلے زمانہ کی لکھی ہوئی بتا دو جس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین فلسفہ اور حکمت بھرے ہوئے ہوں اور پھر نہایت دلکش اور سہل الفاظ میں اور پھر اُس سے جاہل اور عالم عامی اور فلسفی سب کو یکساں فائدہ حاصل ہو اور سب کے دلوں پر یکساں اثر ڈالے نہایت ناممکن ہی۔ مگر صرف قرآن مجید ہی ایسا ہی جس میں یہہ تمام خوبیاں موجود ہیں اور یہی اُس کا اصلی اور سچا اور واقعی معجزہ ہی (چہرے) اُسکے مسائل جیسے اُس زمانہ میں سچے تھے جبکہ زمین ساکن مانی جاتی تھی ویسے ہی اب بھی سچے اور قابل تسکین ہیں جبکہ سورج ساکن اور زمین گہومتی مانی جاتی ہی۔ یہودیونکے پاس عیسائیوں کے پاس چینیوں کے پاس ہندوؤں کے پاس بھی کتابیں ہیں جنکو وہ مقدس سمجھتے ہیں مگر بتاؤ کہ کس میں یہہ صفت موجود ہی جو میں نے بیان کی۔ تربیت میں ہی کہ یوشع کے لیئے سورج ٹہر گیا۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو تمام عالم کب کا برباد ہوچکا ہوتا مگر قرآن مجید ایسی باتوں کے وعظ کرنے سے پروہیز کرتا ہی اور اگر وہ کچھ نصیحت کرتا ہی تو یہہ کرتا ہی کہ ”لا تبدیل لخلق اللہ“ —

مہرا یقین ہی اور گو کہ وہ ایک پیشہن گوئی ہونے کے لحاظ سے

قابل اعتراض ہو کہ اگر یہ حکمت و فلسفہ جو اس زمانہ میں سچے مانی جاتی ہی اگر آئندہ غلط ثابت ہو جسے یونانی حکمت اب ثابت ہوئی ہی اور حکمت و فلسفہ کے بالکل نئے اصول سچے ثابت ہوں تو بھی میں دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن مجید ویسا ہی سچا ثابت ہوگا جیسا کہ اب سچا ہی اور غور کرنے کے بعد ثابت ہوگا کہ جو کچھ غلطی تھی وہ ہمارے علم کا نقصان تھا مگر قرآن ویسا ہی سچا تھا (چیرز) ہمارے قدیم مفسروں نے قرآن مجید پر اُس کو یونانی حکمت اور علم ہیئت سے مطابق کرنے پر بہت زور ڈالا ہی مگر جو لوگ خدا کی ہدایت کی روشنی سے قرآن پر غور کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ اُس میں غلطی ہو وہ اُن کی غلطی تھی نہ قرآن مجید کی *

اے بھائیو اے میرے دوستو! یہ ایک ایسا مشکل رستہ ہے جسپر چلنا دشواری سے خالی نہیں مگر ضرور ہی ہے جو لوگ دین اسلام پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اُس پر غور کریں — جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ واقع میں اور لوگوں کا کام تھا نہ ایک جاہل آدمی کا جیسا کہ میں ہوں مگر جب کسی نے نہ کیا تو میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی اور میں اُس پر آمادہ ہوا — میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک میرے دل میں خدا نے ڈالی ہی اگر میں بقدر اپنی طاقت کے اُس میں کوشش نکروں تو خدا کو کیا جواب دونگا — مگر افسوس اس بات کا ہی کہ لوگوں نے میرے مطلب اور میرے مقصد کو نہیں سمجھا اور چھوٹے چھوٹے اختلاف پر جو درحقیقت بالکل نئے بھی نہیں ہیں میں مجھ سے مخالفین چھوٹے چھوٹے اٹھام لگا کر کہیں — مگر آپ پرانے حالات پر غور کریں اور اُنلے علما کی کتابوں کو جہاں سب ادب کرتے ہیں بغور دیکھیں کہ اُن میں باہم ایسے اصول ہیں جو ایک طرف کفر اور دوسری طرف اسلام تک پہنچانا ہی کس قدر اختلاف ہی — ایک فرقہ خدا کی رویت کا قائل ہی اور کہتا ہی کہ وہ منصوص ہی — دوسرا کہتا ہی کہ نہ یہ ممکن ہی اور نہ منصوص ہی — اہل سنت و جماعت ہی کا ایک فرقہ خدا کے ہاتھ پانوں آنکھ ناک کا قائل ہی اور اُس کے عرش پر متمکن ہونے کا یقین کرتا ہی اور اُس کو منصوص جانتا ہی دوسرا گروہ اُس کے برخلاف ہی اور اُس کو کفر

سمجھتا ہی — جب کہ قدیم سے اصولی مسائل میں قدیم علماء نے استقدر اختلاف کیا ہی تو میٹرا کیا گناہ ہی اگر میں اُن قدیم علماء کے مقرر کردہ مسائل سے اختلاف کروں وہ بھی آخر انسان توہ اور معصوم اور محفوظ عن الخطا نہ تھے *

بلا حجت اور غہر مشتبہہ منصوص مسائل میں جیسے نماز روزہ حج زکاۃ ہیں جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرض بتائے ہیں اُنکو میں بھی اُسی طرح فرض سمجھتا ہوں جیسے ایک جاہل مسلمان یقین کرتا ہی — لیکن جب اُن پر مخالف کا حملہ ہوتا ہی تو اُن کی لمیت اور اصلیت بتانی ضرور پڑتی ہی — اگر یہ بحث پوش آئے کہ ہاتھ منہ دھونے کو یعنی وضو کو عبادت سے جس کا تعلق دل سے ہی کیا تعلق ہی — حدث کے بعد بے محل منہ میں کلی کرنے سے کیا تعلق ہی — نماز کو جو ایک روحانی فعل ہی اُٹھنے بیٹھنے سر نہچا اور سرین اُونچے کرنے سے کیا علاقہ ہی تو ہمجبوری ہمکو اُس کی اصلیت اور نماز کے ارکان کی لمیت پر بحث کرنی ہوگی اور سمجھانا پڑیگا کہ وضو کیوں فرض کیا گیا ہی اور نماز کے ارکان کیوں قرار پائے ہیں اور اس کے بیان کے لئے منقولی سفیدیں کچھ کالم نہیں آئے کیوں کہ مشک فی المذہب یا غہر مذہب والا اُن کو نہ مانے گا بلکہ اُن کا بیان کرنا ایسی طرز پر لازم ہوگا جو عقل یا نیچر — انسان کی فطرت کے مطابق ہو تاکہ دوسرے کے دلکو تسکین ہو جاوے (چیرز) کیا غہر لوگوں کو یہ کہنا کافی ہوگا کہ میں ہی حکم ہی یوں ہی مانوں *

اے میرے بھائیوں ! یقین جس کا دوسرا نام ایمان ہی صرف کسی شخص کے کھدینے سے نہیں ہوتا — اگر میں آپ سے ایسی حالت میں کہ یہ نفیس ہال بلورین جہازوں کنولوں دیوار گیزیوں سے روشن ہو رہا ہی مہم کہوں کہ اُس میں بالکل اندھیرا ہی اور آپ مجھکو اور مہری بات کو قابل ادب اور لائق تسلیم سمجھ کر کہہ بھی دیں کہ ہاں اندھیرا ہی تو کیا اس کھدینے سے آپ کے دلوں یقین بھی ہو جاویگا — ہاں اگر آپ عقلمند ہیں اور واقعی دل سے مجھکو قابل ادب اور مہری بات کو قابل یقین سمجھتے ہیں تو آپ ضرور خیال کریں گے اور سوچیں گے کہ اللہ ہرے کے لفظ سے کیا مراد ہی اور جب اُس کو آپ سمجھ جاویں گے تو اُسوقت

آپ کے دل میں سمجھا یقین ہوگا (چیزز) - مہرا یہی مطلب
 ہی اور میں اپنے بھائی مسلمانوں سے یہی چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کو
 صرف زبان سے معجز نہ کہو بلکہ دل سے معجز چاہوں - اسلامائے میں نے
 خیال کیا کہ اُن کے سامنے ایسی چیزیں پیش کی جاویں جنسے اُن کو
 اُسکے معجز ہونے کا اور کم سے کم اُسکے سچے ہونے کا یقین ہو - جو کہ مجھ کو
 اُسور ایسا ہی یقین تھا اسلامائے میں نے بے دھڑک اور بغیر اس خیال کے
 کہ وہ اگلوں کے مخالف ہی یا موافق اور بغیر علماء زمانہ کے کفر کے
 فتروں کے تر کے دنیا کو دکھانا چاہا کہ قرآن مجید اور اسلام یکساں انسان
 کی فطرت کے مطابق ہی (چیزز) میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اُمد
 کرتا ہوں کہ اگر اُن سے ہوسکے جو کچھ میں نے کیا ہی اُس کی اصلاح
 کریں اور اگر مجھ سے کچھ غلطی ہوئی ہی تو معاف فرماویں نہ یہ
 کہ مجھ کو ایک فرقہ کا موجد یا ایک نئے مذہب کا قرار دینے والا قرار
 دہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو مسائل اسلام کے محقق ہوں
 جہاں تک مجھ سے ممکن ہی میں اُن کی تصدیق کرتا ہوں کیا تم کہہ
 سکتے ہو کہ یہ کوئی جدید مذہب ہی؟ مہرا عقیدہ ہی کہ مذہب
 اسلام ایک مکمل اور آخری مذہب ہی - مجھ کو خدا کے اس قول پر
 یقین کامل ہی کہ "الہوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و
 رضیت لکم الاسلام دینا" مگر جب مفسرین خدا اُن پر رحمت کرے اس
 تکمیل کے یہ معنی بتائیں کہ خدا نے فلاں جانور کو حلال اور فلاں جانور
 کو حرام بنا کر دین کو کامل کر دیا ہی تو میں اُن سے مخالفت کرتا ہوں
 گو نہ وہ فخر الدین رازی ہوں یا ملا علی نقشا پوری یا اُن سے بڑے کو اور
 کوئی اور اُن بزرگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جناب اگر یہی
 معنی تکمیل دین کے ہیں تو سلام - میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر غلط
 ہی - دین اسلام خدا کی توحید کے کامل طور پر بتانے سے اُس کے ہر
 ایک فروع و اصول کو روشن کر دینے سے مکمل ہوا ہی اور یہی تکمیل دین
 کی ہی اور اسی تکمیل کے سبب وہ آخری دین ہی اور اسی تکمیل کے
 سبب قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی بغیر تبدیل کے قائم
 رہیگا (چیزز) *

اب میں اُن بعض احکام کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں جو قرآن

معبود میں مذکور ہیں مثلاً، ”نماز“ میں سمجھتا ہوں کہ انسان میں جو فطرتِ خدا نے رکھی ہے اُسکے لحاظ سے نماز کو فرض کہا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ معبود کی یاد دل میں رہے اور انسان اُس کو بھول نجات دے اپنا دلی نیاز اور تذلُّل اُس کے سامنے ادا کرتا رہے یہی اصلی جزو نماز کا ہے جو خدا نے فرض کیا ہے۔ مگر اِسلیمے کہ یہ فرض کیونکر ادا ہو اُس کے لئے ارکان مقرر کیئے ہیں جو حقیقت میں اُسکے اصلی جزو نہیں ہیں بلکہ اُسکے محافظ ہیں اور محافظ ہونے کی حیثیت سے اصلی جزو سے جدا نہیں ہوسکتے اور اِسلیمے اصلی جزو میں داخل ہو گئے ہیں اور بطور اصلی جزو کے واجب الادا ہو گئے ہیں۔ اُسکی تمیز اُس صورت میں بخوبی ہوسکتی جب انسان پر سے اُن ارکان کا ادا کرنا جو بطور محافظ اصلی رکن کے تھے ساقط ہو جاتا ہے۔ عذر کی حالت میں وضو کی فرضیت نماز میں قہام و قعود و سجدة کی فرضیت حتیٰ کہ قرأت کی فرضیت بھی ساقط ہو جاتی ہے مگر توجہ الی اللہ اور اُس دلی نیاز و تذلُّل کا ادا جو اصلی رکن نماز کا تھا جب تک کہ انسان کو ہوش ہے اور اُسکا سانس چلتا ہے ساقط نہیں ہوتا پس صاف روشن ہے کہ جو رکن ساقط ہوتے گئے وہ دراصل اصلی نہ تھے وہی رکن اصلی تھا جو کسی وقت جب تک کہ انسان انسان ہی ساقط نہیں ہوا (چیز) اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ طریقہ نماز کا خلاف فیچر یا انسانی فطرت کے برخلاف ہے (چیز) *

ہاں یہ بحث باقی رہتی ہے کہ نماز میں یہ ارکان کیوں مقرر کیئے گئے اور ان ارکان مقررہ کو فطرت انسانی سے کیا مناسبت ہے۔ مگر میں کہوں گا کہ ہاں فطرت انسانی سے مناسبت ہے مگر میں اسوقت دوسرے فلسفیانہ طریقہ سے اسکا جواب دوں گا۔ اگر ہم کوئی دوسرے ارکان اُس فرض کے ادا کرنے کے لئے مقرر کریں تو جو سوال ان مقررہ ارکان کے مقرر کرنے پر وارد ہوتا ہے وہی سوال اُن ارکان کے مقرر کرنے پر وارد ہوگا اور علیٰ هذا التماس الی غیر النہایۃ پس ایسا سوال کرنا جو عامۃ البرود ہو ذی عقل انسان کا کام نہیں ہے *

البتہ یہ بات پیش کرنی چاہیئے کہ ان سے عمدہ دوسرے رکن مقرر ہوسکتے تھے مگر میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی شخص ان ارکان سے بہتر

جسمیں تمام اعضاء اندرونی و بیرونی تمام قوائے ظاہری و باطنی تمام طریقہ ادب و تذلل جسمانی و روحانی ادا ہوتے ہیں اور جو انسان پر بمقتضای فطرت انسانی مؤثر ہوتے ہیں اور کوئی ارکان نہیں بتلا سکتا (چیزز) *

میں نے مختصر طور پر اپنے تمام خیالات جو مذہب اسلام کی نسبت ہیں آپ کے سامنے ظاہر کیئے ہیں اور یہ بات بھی بتائی ہے کہ جو جدید طرز تائید مذہب اسلام کی اور مباحثہ کی میں نے اختیار کی ہے اس کا کیا سبب ہے اور اس بات کو بھی بتایا ہے کہ مجھ کو علماء متقدمین سے اختلاف کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے - اس بات کے بیان کرنے کو کہ خود علماء متقدمین آپس میں کن کن باتوں میں مختلف ہیں اور میں نے کن کن امور میں علماء متقدمین سے اختلاف کیا ہے اور ان میں سے کتنی باتیں ایسی ہیں جن میں بعض متقدمین علماء نے بھی وہی مسلک اختیار کیا ہے جو میرا ہے - اور کتنے ایسے ہیں جن میں میں منفرد ہوں اور کل علماء متقدمین کے برخلاف ہیں - ایک بہت بڑی فرصت چاہیئے - مگر جس قدر کہ میں نے اس وقت بیان کیا اس کے بعد اس بات کا تصفیہ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے آیا وہ اسلام کی تائید ہے یا نہیں آپ صاحبوں کے اوپر چھوڑتا ہوں *

اب میں اخیر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو تائید اسلام کی میں نے اپنی دانست میں اختیار کی ہے وہ اس وجہ سے نہیں کی کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہوں اور خواہ مخواہ مجھ کو اسلام کی تائید کرنی چاہیئے میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا - جو شخص جس مذہب میں پیدا ہے خاموشی سے اس میں چلے جانا دوسری بات ہے اور اس کی تائید پر مستعد ہونا دوسری بات ہے پچھلی بات اس شخص کو زیبا نہیں ہے جس نے خود پورا یقین اس پر نہ کر لیا ہو - میں نے خالی الذہن ہو کر اسلام پر بہت کچھ غور کیا ہے اور نہایت غور و فکر کے بعد میرے دل میں اس بات کا یقین ہوا ہے کہ دنیا میں کوئی مذہب سچا ہے تو وہ اسلام ہی ہے اور میں اس دلی یقین پر اس کی تائید کرتا ہوں نہ اس وجہ سے کہ میں مسلمان ہے گھر میں پیدا ہوں اور مسلمان ہوں (چیزز بہت زور سے) *

یہ لکچر ایسا موثر تھا جس کی کیفیت لکھائی ناممکن ہی سلمے
 واپس کو ایک سکتہ کا عالم تھا وہ بالکل محو تھے اور نہ جانتے تھے کہ ہم
 کہاں ہیں البتہ اکثر ہی آنکھیں اٹھا کر کرتی تھیں اور سید صاحب کے
 کلام پر در شاہوار نثار کرتی تھیں - یا ایک اثر تھا کہ سب کے دلوں پر
 کام کر رہا تھا - سید صاحب کی زبان سے دلی سچائی اور دلی جوش سے
 جو لفظ نکلتا تھا ہر ایک کے دل میں تیر بہدف جا کر بیٹھتا تھا مجھ کو
 سید صاحب سے اکثر ملنے اور بات چیت سننے کا اتفاق ہوا ہی میں نے
 اس قدر موثر کلام اُن کا بھی اُس سے پہلے کبھی نہیں سنا تھا - ہمارے
 شفیع ایڈیٹر اخبار انجمن لاہور نے جو کچھ اس لکچر کی نسبت لکھا
 ہی ہم اُس کو اس مقام پر لکھتے ہیں *

منقول از اخبار انجمن پنجاب مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۸۴ ع

۳۱ جنوری کو سید صاحب کا "اسلام" پر لکچر ہوتا لیکن کسی
 وجہ سے اس لکچر کو جس کے مشتاق ہر صغیر و کبیر تھے ملتوی
 کر دیا گیا اور تیسرے روز یعنی یکم فروری کو یہ لکچر شام کے وقت
 مہاراجہ کپور تھلہ کی کوٹھی میں ہوا لیکن کافی اطلاع نہونے کے باعث
 اور مکان کے وسیع نہونے کے سبب سے بہت سے ایسے اشخاص جو اس
 لکچر کے نہایت مشتاق تھے اس لکچر میں شامل نہوسکے پھر بھی اس
 لکچر میں سو آدمی سے زیادہ تھے اور دو سو آدمیوں سے زیادہ گفتجائش
 اُس مکان میں بھی نہ تھی - لیکن فی الحقیقت لکچر نہایت فصیح
 ہونے کے علاوہ غایت درجہ مؤثر الفاظ میں تھا اور حاضرین پر ایک عجب
 کیفیت طاری تھی - اس لکچر میں اہل ہنود میں سے بھی چند
 صاحبان موجود تھے اور شاید دو چار عیسائی بھی ہوں - لیکن مسلمانوں
 کے ہر فرقہ کے آدمی موجود تھے - شیعہ لوگ بھی تھے جن میں سے
 جناب مولوی آلفٹ حسین صاحب قابل ذکر ہیں حنفی لوگ کثرت سے
 تھے اور غیر مقلد بھی موجود تھے جن میں سے میاں رجب الدین قابل ذکر
 ہیں - سید صاحب نے جو کچھ اس لکچر میں فرمایا - ہر شخص
 کو پسند آیا - انہوں نے بہت سے بہتان جو اہل غرض نے اس بزرگ
 اور مقدس شخص پر لگائے تھے اپنے عقائد بہان کر کے سے دور کئے اور

نہایت جرآنردی سے اُن شخصوں کو معاف کیا جنہوں نے اُن کو لکچری اور کافر ٹھہرایا تھا - سید صاحب فی الحقیقت فغانی القوم کے عمدہ سے عمدہ مثال ہیں اور اُن کے درد انگیز الفاظ جو کہ [دل سے نکلتے تھے دلوں پر بہت بڑا اثر کرتے تھے - یہ لکچر لاہور میں نوجوان تعلیم یافتہ اشخاص کی کوشش سے ہوا تھا - اکثر اشخاص اس کے فوائد سے اور اسکے نتائج سے بالکل ناواقف تھے بلکہ بالکل برخلاف نتیجہ نکالتے تھے - لیکن خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ ہمارے احباب کی آرزو صرف پوری ہی نہیں ہوئی بلکہ وہ نتائج ظاہر ہوئے کہ جن کا خیال بھی نہ تھا لاہور میں ہر متغیس خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان برہمن ہو یا آریا مقلد یا غیر مقلد سنی ہو یا شیعہ - سید صاحب کا مداح نظر آتا ہی اور صرف اس لئے کہ سید صاحب کے دنیاوی خیالات کو چھوڑ کر جسکا ہر شخص پہلے سے بھی ہمدرد تھا مسلمانوں کی طرح طرح کی غلط فہمیاں اس لکچر سے اُن کے مذہبی عقاید کی طرف سے بالکل دور ہو گئیں - اس سے سید صاحب کو چنداں بڑا فائدہ نہیں لیکن مسلمانوں کی قوم کو بڑا فائدہ ہوا - اب تک اکثر مسلمان جو اُن کے مخالف تھے اور اُن کی دنیاوی اصلاحوں میں طرح طرح کے شبہات رکھتے تھے وہ صرف اس قسم کی غلط فہمیوں کے باعث خواہ مخواہ اُن سے اختلاف ظاہر کرنے کو ایک فرض اسلامی سمجھتے تھے - سچ ہی راستی کو ضرور فتح ہوتی ہی اگر انسوس ہی تو صرف اس بات کا ہی کہ یہ لکچر عام نہوسکا جسکا باعث یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اہل انتظام کو اس لکچر کی قدر پہلے سے معلوم نہ تھی اور بڑا باعث یہ ہی کہ یہاں کوئی مسلمانوں کے پاس ایسا مکان نہیں تھا جو ہر طرح سے اس لکچر کے مناسب ہوتا *

سید صاحب سے مخالفت

قیل ان الاله ذو ولد * قیل ان الرسول قد کہنا
مانجی الله والرسول معا * من اذا هم فکیف سیدنا
جیسی مصیبت سید صاحب کی لوگوں کے دلوں میں ہی اُن کے مخالفوں کے دلوں میں عداوت بھی کچھ کم نہیں ہی گو کہ اب وہ صرف معدودے چند باقی رہ گئے ہیں جو انگلوں پر گئے جا سکتے ہیں اُن کی

مخالفت کے مختلف اسباب ہیں — ممکن تھا کہ میں اُن سب کو ایک ایک کر کے بیان کرتا مگر مجھے یقین ہی کہ سید صاحب کی پسند خاطر نہ ہوتا — تعجب یہہ ہی کہ سید صاحب کے دل میں نہ کسی مخالف کی طرف سے رنج ہی نہ بد ظنی وہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ جو لوگ میرے مخالف ہیں وہ یہہ سمجھتے ہوں کہ میں اسلام کے برخلاف ہوں اور میرے خیالات سے اسلام کو نقصان پہونچتا ہی پس جو کچھ کہ وہ اپنی دانست میں اس خيال پر کرتے ہیں اُس کے ليئے وہ بزرگ تعريف کے قابل ہیں نہ مذمت کے لائق *

لوگوں نے اُن کے حسب و نسب و خاندان کے حالات دریافت کرے میں کوشش کی اُن کی سہرت و خصلت اور اُن کے چال چلن کی بہت کچھ تفتیش کی — اُنکی تحریرات تو در حقیقت ایسی تھیں کہ ایمانداری اور سچائی سے اُن پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی تھی — بڑے سے بڑا الزام یہہ لگا سکتے تھے کہ فلاں اقوال اگلے علماء کے اقوال یا جمہور علماء کے برخلاف ہی — اس امر کی سید صاحب کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے تھے تو اُن مخالفوں کے پاس بجز جھوٹ اور اتہام کے کیا چیز تھی کہ جس کو وہ مخالفت میں کام لاسکتے اسليئے اُن مخالفوں نے اُسکو اختیار کیا اور تقریر میں اور تحریر میں اُسی کی پوری کی مگر اُنہوں نے یہہ خیال نہیں کیا کہ سید صاحب اُس کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے — ایک دفعہ ایک شخص نے سید صاحب کے سامنے بیان کیا کہ فلاں صاحب آپ کی نسبت یہہ بات بیان کرتے تھے جو کذب محض تھی — سید صاحب سنکر ہنسے اور کہا کہ آپ اُن صاحب سے کہیں کہ جناب مجھے میں واقعی عیب کون سے کم ہیں جو آپ کو خلاف واقع اتہام کرنے کی ضرورت پڑتی ہی *

تحریرات میں مخالفوں نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہی کہ محض غلط باتیں اُنکی نسبت لکھتے ہیں اُن کے عمدہ اقوال کو بگاڑ کر تحریف کر کے چھاپتے ہیں کہ سید صاحب کا یہہ قول اور یہہ عقودہ ہی حالانکہ وہ محض جھوٹ اور غلط ہوتا ہی یہہ بلا ہمارے ہی اطراف کے لوگوں میں زیادہ تر پائی جاتی ہی — اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے تھا کہونکہ قدیم سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہی واللہ درمیان قال —

حسن و بصرہ بلال از حبش صہب از روم

ز خاک مکہ ابو جہل میں چہ بوالعجب ہست

پنجاب کے بزرگوں نے جو اسقدر محبت سہد صاحب کے ساتھ کی اُس سے بھی اُن کے مخالف نہایت رنجیدہ ہوئے - اخبار فیراعظم مراد آباد نے بزرگان پنجاب کو بہت ملامت کی کہ کیوں سہد صاحب کی اسقدر توقیر کی اور ایسے بد عقیدہ کو کیوں اپنا پیشوا بنایا اور موافق اپنے طریقہ کے چند عقاید نسبت سہد صاحب کے منسوب کیئے کہ اُن کے یہ عقیدے ہیں اور سوال کیا کہ آیا اہل پنجاب بھی انہی عقیدوں پر ایمان لائے ہیں یا سہد صاحب نے اپنے عقاید بد سے توبہ کی ہی - افسوس ہی کہ اخبار فیراعظم مراد آباد میرے پاس موجود نہیں ہی ورنہ میں اُس کی بھی اسطرح اس رسالہ میں نقل کرتا جہسبیکہ شفاء الصدور کی نقل کی ہی - غالباً پنجاب کے کسی نوجوان تعلیم یافتہ نے اخبار فیراعظم مراد آباد کے مضمون پر دو آرٹیکل لکھے ہیں اور ہمارے شفیق ایڈیٹر پنجابی اخبار لاہور نے اپنی مہربانی سے اُن کو اپنے اخبار میں چھاپا ہی جو واقعات سفر پنجاب کے قابل یاد واقعات میں ہو سکتا ہی اسلئے ہم دونوں آرٹیکلوں کو بحسنہ اس رسالہ میں چھاپتے ہیں تاکہ آئندہ کو بھی اُن کی یاد گاری رہے - اور جناب منشی عبداللطیف صاحب ایڈیٹر پنجابی اخبار لاہور کا شکر ادا کرتے ہیں جن کی مہربانی اور قریبی ہمدردی کے سبب وہ دونوں آرٹیکل اُنہوں نے اپنے اخبار میں چھاپے اور اُن کی بدولت اُن کے لکھنے والوں کے خیالات ہم تک پہونچے - اور اس رسالہ میں مندرج ہوئے سے ہمارے اس رسالہ کی عزت کے باعث ہوئے *

پنجاب اور سید احمد خان

(مندرجہ پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۵ مارچ سنہ ۱۸۸۴ ع)

جبکہ مسلمانوں کا جہاز افلاس کے گرداب میں چکر کہا رہا تھا - نفاق کی چھندی علماء وقت کے ہاتھ میں تھی اسلام کی قوت ۱۴ پر تقسیم ہو چکی تھی دیندار کا مدار صرف اس بات پر رہ گیا تھا کہ کسی مسلمان کو کافر و لامذہب کہو کہ خارجی ناصبی و معتزلی کسی کو مقلد وغیر مقلد کہہ کر پکارا جاتا تھا - ہر ایک کے دلمہں آپس کا حسد موج زن تھا - سب ایک دوسرے سے الگ ہوتے جاتے تھے - تب خدا کو رحم آیا - اُس نے پردہ غیب سے

ہمارے لیٹے ایک ایسا اولوالعزم ناخدا بھیجا جو ہمارے جہاز کو گردابِ جہالت سے نکالکر ساحلِ ترقی پر کھینچے لیٹے جاتا ہی اور سب کو ایک دردِ ناک آواز سے یہ کہہ کر للکارتا ہی ، ” کفتم اعداؤ الف بدن تلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً “ *

افسوس بعض ضدی مسلمانوں کے دشمن اُس کی پیاری باتوں اُس کی سچی تحریروں کو بگاڑ بگاڑ کر دکھلا رہے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتا ہی صحیح نہیں ہی بلکہ تمکو دھوکا دیتا ہی اسکی ایک نہ سہو — جو شخص مسجد دار ہیں اپنی گُرو کی عقل رکھتے ہیں وہ تو کسی کی نہیں سنتے اور نہ کسی کی مخالفت کا اندیشہ رکھتے ہیں بلکہ نہایت استقلال سے اسکی تحریروں کو پڑھتے ہیں اور اُس کی دلسوز تقریروں کو سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جیسے ایک ڈاکٹر بچے کے زخم میں نشتر مارتا ہی تاکہ اُس کی تکلیف جلد رفع ہو اور وہ ناسمجھ چلاتا ہی اور گالیاں دیتا ہی — ڈاکٹر ہنستا ہی اور کہتا ہی کہ کچھ پرواہ نہیں جب یہ سمجھ دار ہو جائینگے تو خونِ جان لیوے کہ میں انکا سچا غمخوار تھا — اگر غور کیا جائے تو یہی حال بعینہ آجکل ہندوستان کے آئریہل سید احمد اور اُس کے مسلمان بھائیوں کا ہو رہا ہی کہ وہ اس نعمتِ ربانی کو حسد کی لاثوں سے مار رہے ہیں اس کی کوششوں پر طرح طرح کے حملے کر رہے ہیں وہ بھیچارے کس کس جانو بھرے کلام سے اسکی تلافی کر رہا ہی کہ ” جوں جوں وہ ہمکو برا کہینگے ہمپر کفر کے فتوے دیں گے توں توں ہمکو ان سے زیادہ رغبت ہوتی جائیگی اور ہم ان کی بھلائی میں زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے “ *

بعض اخبار نویسوں نے تو یہ ایذا وظیفہ ہی مقرر کر لیا ہی کہ جہاں تک ممکن ہو بزرگ سید کی کارروائیوں میں رخنہ انداز ہوں تاکہ مسلمانوں کو تحت الثرے پھونچنے میں کوئی آڑ باقی نہ رہے چنانچہ پوروس موری نظر سے اخبار نیر اعظم مراد آباد گڈا — جو تعظوم و تکریم سود صاحب کی پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ہوئی اسپر آڈیٹر اخبار نے بڑی بڑی نکتہ چہنیاں کیں — جسکو دیکھکر مجھے کچھ افسوس ہوا اور کچھ خوشی — افسوس تو اسلئے ہوا کہ جن لوگوں نے سود صاحب کی کارروائی کو ناپسند کیا اُنکو چاہیئے تھا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر مسلمانوں کی ترقی کی کر دھاتے — پھر کچھ کہتے تو منہ کے قہل

تھوٹا - اپنے اباہج ہاٹوں سے تو کچھہ کرنسکے دوسرے کے کام کو پسند نہ کیا۔
اب غریب مسلمان ادبار سے کھونکر قدم نکالیں ؟ خوشی اس وجہہ سے
ہوئی کہ جسقدر سید صاحب کی باتیں لوگوںکو بدریغہ تفسیر بدنما کر کے
دکھلائی جاتی ہیں لوگ اُسقدر سید صاحب کی طرف زیادہ رجوع ہوتے
جاتے ہیں اور اُن کے خیالات کے مطالعہ کا شوق روز بروز بڑھتا جاتا ہی -
حق و باطل میں تمیز کر کے اپنی پچھلی حالت پر افسوس کرتے ہیں *
سید صاحب نے کوئی نہا اسلام اختیار نہیں کیا جسپر لوگ انہر فدا
ہو گئے بلکہ ان کا خیال جیسا کہ پہلے تھا اب بھی ویسا ہی ہی البتہ فرق
اتنا ضرور ہی کہ پہلے جو سید صاحب کے خیالات ہم تک پہونچے وہ آپکے
ذریعہ سے پہونچے تھے اور جو اب سید صاحب کی زبان مبارک سے سنئے وہ بالکل
خالص تھے - جن لوگوں نے سید صاحب کے خالص خیالات بطریغہ اُنکی
تصنیف کے دیکھے تھے وہ تو مدت مدید سے انہر جاں نثاری کر رہے تھے -
جن لوگوں کو تصنیف دیکھنے کا موقع میسر نہوا تھا اُنہوں نے اب زبان
گوہر فشاں سے سن لیئے آپ جیسے غمخوار قوم نے جو بدنما کر کے دکھلائے تھے
ان کی حقیقت سب پر کھل گئی - اسواسطے پنجاب کے سرسبز ملک نے
سید صاحب کو اپنا حقیقی محسن سمجھکر سرانکھونہر اوتھا لیا *

سنٹرل انڈیا جیسے اگرم ملک میں سید صاحب کی مخالفت ہو تو
کچھہ تعجب نہیں کیونکہ وہاں کی آب و ہوا ہی میں یہہ تاثر ہی کہ
حق و باطل میں تمیز نہیں ہو سکتی البتہ پنجاب کی شاناب و سرسبز
آب و ہوا نے لوگوں کے دل پر ظاہر کر دیا کہ بیشک ناخدا ہو تو ایسا ہی
ہو اور ریغارمر ہو تو اسی صفت کا ہو جسقدر علم پہلے کا اُسقدر سید
صاحب کے قدردان پیدا ہوتے جائینگے جس گرمجبوشی اور فرط عقیدت
سے لاہور کے ہزاروں آدمیوں نے اور خاصکر پنجاب کے نوجوان تعلیم یافتہ
گروہ نے ترکی لباس میں اُس رستہ کے دونوں طرف صفیں باہدنکر حضور
ممدوح کا استقبال کیا جس میں لال بنات کا فرش ریل گاڑی سے باہر
کی دیوڑھی تک تھا ہمیشہ پنجاب کے لیئے فخر کا باعث ہوگا - خیر
جو ہوا سو ہوا - اے عزیزو اب اس مخالفت کو جالے دو - جو کام قومی بھلائی
کا ہی اس میں رخنہ انداز نہو - مذہبی اعتقاد کسی کا کچھہ ہو جب ہم
اہل قرآن ہیں تو سب آپس میں بھائی ہیں - ہم سے جہاں تک ہو سکے

مسلمانوں کی بہبود میں ملکر ساعی ہونا چاہیئے۔ یاد رکھو اگر ترقی کے اسباب پیدا نہ کیئے جائینگے تو یہہ افلاس کی گھٹا بھجپارے مسلمان جولا ہوں۔ سقوں۔ دھوبیوں۔ فائیوں۔ بھٹیاریوں اور حجاموں ہی پر متحدوں نہ رہی گی بلکہ تمام مسلمانوں پر ہو سے گی جس سے سب کے سب تباہ ہو جائینگے پھر تمہارا اسلام کس کام آویگا *

اے ازلی ابدی خدا ہم پر رحم کر۔ ہمارے دلوں میں اُلفت ڈال

راقم

مستعدی

آئریبل سید احمد خان کے عقاید

(مندرجہ پنتابی اخبار لاہور مطبوعہ بارہویں مارچ سنہ ۱۸۸۲ع)
جو کچھ ۱۱ فروری کے نذر اعظم میں ہمارے اور ہمارے ملک کی نسبت چھپا اور نیز ہمارے سامنے سید صاحب کے چند غلط عقاید پیش کر کے ہم سے دریافت کیا ہی کہ جس حالت میں سید صاحب کے ایسے عقاید ہیں تو تم لوگوں نے سید کی ایسی تعظیم کیوں کی اور اپنا پوشوا کیوں مانا ہی ؟ پس ہم کو جو کچھ سید صاحب کے عقاید کی نسبت معلوم ہی پہلک کے سامنے پیش کر کے انصاف پذیر صاحبوں سے دریافت کرتے ہیں نہ آیا یہہ مخالفت اسلام کی ہی ؟ یا علمائے وقت کی ؟ جس میں وہ خود بھی مختلف ہو رہے ہیں *

سب سے پیشتر ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں انسان کو خدا نے مختلف طبائع پر پیدا کیا ہی جسکے سبب ہر ایک فرد بشر کی رائے۔ پسند۔ اور سمجھ بوجھ بالکل مختلف ہی (اس موقع پر ہم دو شخصوں کی نظائر دیتے ہیں جنکو زمانہ ابو جہل اور حضرت عمر رضہ پکارتا ہی) جس کے سبب ایک گروہ ایک بات کو پسند کرتا ہی دوسرا اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہی۔ اب ضرور ہوا کہ کوئی معیار انسان اپنے لیئے ایسی مقرر کرے جس سے اپنی صداقت اور دوسروں کی غلطی کا فیصلہ کر لے وہ کیا ؟ وہ ایک کتاب ہی جو خدا نے اپنے ہاتھ سے اپنے قلم سے لکھی جس کو لوگ نیچر یا فطرت اللہ کہتے ہیں۔ یہہ وہ کتاب ہی جو ابد الابد تک دیسی ہی سچی اور مستحکم رہیگی جیسی کہ

اب ہی یہ وہ لازوال کتاب ہی جس سے خدا کی مرضی لوگوں نے پہنچانی
اسی کی تائید کلام ربانی میں کرتا ہی، لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین
القوم و لكن اکثر الناس لا یعلمون، (سورۃ الروم) ترجمہ خدا کے نیچر میں
کچھ تبدیلی نہیں ہی یہی مستحکم دین ہی لیکن اکثر لوگ نہیں
جانتے، اس موجودات اور تجربہ سے انسان تمام باتیں اپنے لیئے اخذ کرتا
ہی - جو چیز اپنے لیئے مفید پاتا ہی اُس کو قبول کر لیتا ہی جسکو
مضر دیکھتا ہی فوراً چھوڑ دیتا ہی - اگر غور کیا جاوے تو یہی انسانیت
کی اصل صفت ہی *

اب اس بات کا بیان کرنا بیفائدہ نہوگا کہ ہندوستان کے مسلمانوں
کی حالت روز بروز اُتر ہوئی جاتی تھی افلاس کی چیمخ ہر ایک کے
گھر سے آ رہی تھی - ہمارے ہی بیچ میں سے ایک بندہ خدا نے اسکو
اپنا فرض جانکر قوم کے لیئے ایک دارالعلوم بنا دیا جس میں وہ پناہگھر
ہوں اور ہم لوگوں نے ایسے نازک وقت میں اُسکو مدد دی یا اپنا پیشوا
و رہبر سمجھا تو کہا برا کیا - اگر ایسی حالت کو پوری و مریدی سے
تعبیر کیا جائے تو نہایت افسوس کا مقام ہی اس زمانہ میں اگر علم کو
سب کا پور کہا جاتا تو شاید درست ہوتا کیونکہ آج کل اس کے تمام مرید
ہوتے جاتے ہیں اس کی شعاعوں کے سامنے کسی کی کچھ بات نہیں
ٹھہرتی جو درست ہوتی ہی وہی قابل قبول ہوتی ہی *

اگر آپ ہمکو اس پور سے بعث کرنے سے روکتے ہیں تو آپ ہمارے
درد خواہ نہیں اور نہ ہم آپ سے متفق الرائے ہیں پنجاب میں تمام فرقہ
کے لوگوں نے جو سید صاحب کی اسقدر تعظیم و تکریم کی تو اُس کا یہی
سبب ہی کہ اس ملک کے باشندے علم دوست ہیں بلکہ اُس نے تمام
ملک پر یہہہ انتخاب حاصل کر لیا کہ جو شخص ان کے لیئے علم کا ذریعہ
ہو اُس پر کبھی جان نثاری کرتے ہیں *

رہی یہہہ بات کہ سید صاحب کو ہم نے اپنا پیشوا مانا یا نہیں -
سو اس پر یہہہ عرض ہی کہ سید صاحب کے جسقدر عقاید ہم لوگوں تک
تحریر و تقریر کے ذریعہ سے پہونچے انہوں نے ہر ایک فرقہ کے متحقق
گروہ پر ثابت کر دیا کہ وہ بے شبہہ پکے مسلمان اور اسلام کے سچے خیر خواہ
ہیں - ان کے عقاید یا محققہ مسائل نے ہم پر یہہہ بھی ظاہر کر دیا

کہ اگر انہوں نے کچھہ مخالفت کی ہی تو اسلام کے بعض علماء کے اعتقادات سے جو معصوم نہ تھے — اسلام کی مخالفت کہلی تو جب زیبا ہوتی جب وہ اسلام کو سچا مذہب نہ جانتے — نبی کو برحق نہ کہتے — قرآن مجید کو خدا کا کلام نہ مانتے — خدا کو وحدہ لا شریک خیال نہ کرتے — جب وہ ان تمام باتوں پر دل سے یقین کامل رکھتے تھے تو بلا شبہہ یکے مسلمان اور توحید اسلام کے پورو ہیں *

سید صاحب کے جسقدر عقاید اپنے پبلک کے سامنے توڑ مروڑ کر پیش کئے ہیں افسوس وہ سراسر غلطیوں سے لبریز ہیں — جو کچھ ہمکو جناب مدوح کے عقاید کی بابت معلوم ہی ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے آئیڈل مذکور کی غلط بیانی دور ہو جائے — بروقت ملاحظہ کر لے اس اخبار کے ناظرین اخبار نذر اعظم کے چھٹے صفحہ کے تیسرے اور چوتھے کالم کو سامنے رکھ لیں *

قرآن مجید بے شک جبرئیل کے ذریعہ سے محمد صاحب صلعم کو پہونچا تھا — جبرئیل کے معنی قوت اللہ کے ہیں جبر بمعنی قوت ایل کے معنی اللہ کے ہیں — جو خدا نے ہمکو حقیقت جبرئیل وحی کی یقینی وہ تو یہہ ہی ”من کان عدوالجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ“ (سورہ بقرہ) خدا نے محمد صلعم کو خطاب کر کے فرمایا — جبرئیل نے خدا کے حکم سے تھوڑے دل میں قرآن جمع کر دیا یا ڈال دیا — اگر جناب کا یہہ خیال ہی کہ کوئی مجسم فرشتہ محمد صلعم کو قرآن سامنے کھڑا ہو کر سنا جایا کرتا تھا تو قرآن ایسے مجسم ہونے کی خود تکذیب کرتا ہی — جہاں اُس نے فرمایا ہی ”وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکاً لتضیی الامر ثم لا یفطررون“ یعنی کافروں نے کہا کیوں نہیں بھیجا پیغمبر پر فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو بات پوری ہو جاتی اور ڈھیل میں نہ ڈالی جاتی — اس سے پایا جاتا ہی کہ عرب کے کافر آپ کی مانند فرشتوں کے مجسم ہونے کے قائل تھے جب انہوں نے ظاہر کوئی فرشتہ محمد صلعم صاحب کے پاس آتا نہیں دیکھا تو ”لولا انزل علیہ ملک“ کہا جس کے جواب میں خدا نے فرمایا اگر تمہارے خیال کے موافق فرشتہ بھیج بھی دیتے تو یہہ بات ڈھیل میں نہ پڑتی — علاوہ ازیں جو آیتیں آگے مذکور ہیں اُن سے جبرئیل کا واسطہ بھی نہیں پایا جاتا جیسے کہ

“ ان علینا جمعہ و قرآنہ ” یعنی ہمارا ذمہ ہی وحی کو پیرے دل میں اکھٹا کر دینے اور اُس کے پڑھنے کا — پھر “ فاذا قرآنہ فاتبع قرآنہ ” فرمایا — یعنی جب ہم اُس کو پڑھ چکیں تو تو اُس کے پڑھنے کی پیروی کر — پھر کہا “ ثم علینا بیانہ ” یعنی ہمارا ذمہ ہی اس کا مطلب بتانا — پھر دوسری جگہ اور زیادہ صاف کر کے بتایا جہاں فرمایا “ وما یَنطِقُ عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ” یعنی مستحکم صلعم اپنی خواہش نفس سے نہیں کہتا مگر یہ وہ بات ہی جو اُس کے دل میں ڈالی گئی — جو آیت سورۃ النحل میں مذکور ہے اس کے بھی آپ یقینی یہی معنی سمجھتے ہوئے کہ مکہ کی جبرائیل امین نے وحی کو پڑھ کر سنا دیا تھا جس کو مکہ کی مذکور نے یاد کر لیا ہر گز چھٹا پتہ وہ آیت یہ ہے “ و اوحی ربک الی النحل ان اتخذي من النعیل دورا ومن الشجر ما یعرشون ” یعنی وحی پروردگار نے شہد کی مکہ کی طرف تاکہ مکان بنائے پہاڑ کے اونچے درختوں میں — یہاں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مکہ کے دل میں خدا نے اس بات کا اُتار کر دیا تھا جس کے سبب وہ ایسا خوبصورت مسکن بن گیا ہے *

دیکھئے قرآن کیسے جوش سے سید کی تائید کرتا ہے اگر آپ کو کوئی آیت فرشتوں کے متجسم ہونے کی یاد ہو تو فرمائیے *

ہم نے آج تک سید کا کوئی قول نہیں دیکھا جس میں انہوں نے یہہ کہا ہو کہ کوئی حدیث صحیح نہیں جب تک ہماری رائے کے مطابق نہ ہو — یہہ متضاد افتراء ہی — البتہ جو سید صاحب نے اپنی رائے احادیث کی بابت لکھی ہے — اُس مضمون کے اول میں سید نے علما کے اختلاف کو ظاہر کر کے لکھا ہے کہ “ علماء متقدمین نے جو کچھ اُن کی نسبت رائے قائم کی ہے وہ صرف اُن کی رائے ہی کوئی حدیث یا حکم منجانب شارع اس پر نہیں ہے — پس ہمارا بھی یہی مقصود ہے کہ جہاں تک ممکن ہے ہم بھی اُن راویوں اور بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھیں اور ہمیشہ دل سے حسن ظن ان کی طرف رکھیں مگر ایسا کرنے میں بالکل اندھے نہ ہو جاویں اور خرد کچھ بھی خیال نہ کریں — ہمارا فرض ہے کہ ہم ان حدیثوں کو حدیث نبوی ٹھہرانے کے لئے کوئی عمدہ اصول قرار دیں پس وہ یہہ ہیں (دیکھو تہذیب الاخلاق بابت جلد دو پرچہ ۲۰) *

۱ — ہمکو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ حدیث احکام قرآن مجید کے برخلاف ہی یا نہیں — اگر ہو تو ہمکو یقین کرنا چاہئے کہ وہ حدیث نبوی نہیں ہے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث سماع موتی کے حدیث نبوی ہونے سے بسبب مخالفت قرآن کے انکار کیا باوجودیکہ صحابی اس کے راوی تھے اور نہایت قلیل زمانہ عہد ہرکت مہد رسول مقبول صلعم سے گذرا تھا *

۲ — اُس حدیث میں اشیاء موجودہ میں سے کسی شی کی حقیقت الہام سے بطور واقعہ کے بیان کی ہو نہ بطور عرف عام کے اور وہ بیان در حقیقت اس موجودہ شی کی حقیقت کے برخلاف ہو تو وہ حدیث نبوی نہیں *

۳ — اس حدیث میں کوئی ایسا واقعہ بیان ہو جو تاریخ سے علاقہ رکھتا ہی اور تاریخ سے ثابت ہو کہ وہ واقعہ صحیح نہیں ہے تو ہم اُس کو حدیث نبوی نہیں تسلیم کرتے *

۴ — اُس حدیث میں ایسا واقعہ حسی بیان کیا گیا ہو کہ اگر وہ واقعہ ہوتا تو ہزاروں آدمی اُس کو دیکھتے مگر اُس کا ہونا صرف اسی حدیث کے راوی بیان کرتے ہوں تو وہ بھی حدیث نبوی قرار نہیں پاتی *
۵ — اُس حدیث میں ایسی بات ہو جو تمام لوگوں سے علاقہ رکھتی ہو اور جس کا جاننا سب کو ضرور تھا مگر اُس سے صرف اسی حدیث کے راوی واقف تھے نہ اُور کوئی تو وہ حدیث بھی حدیث نبوی نہیں ہو سکتی *

۶ — اُس حدیث میں کوئی بات برخلاف اُن احکام اور اصول مذہب اسلام کے ہو جو معتبر حدیثوں سے ثابت ہو چکی ہوں تو وہ بھی حدیث نبوی قرار نہیں پاسکتی *

۷ — اُس حدیث میں ایسے عجائبات بیان ہوئے ہوں جسے عقل تسلیم نہ کرتی ہو اور جب تک اُن کا الہام سے ہونا نہ ثابت ہو تو تسلیم کرنے کے لائق نہیں ہی *

جبرئیل اور شیطان کا نام خدا نے رکھا ہی اُن کو آپ فرضی سمجھتے ہونگے کیونکہ آپکی نظر مبارک سے کبھی آج تک نہیں گذرے — شیطان کا جیسا جسم آپ مقرر کر رکھا ہی اگر ویسا ہوتا یعنی ایک برے قد کا

آدمی سر پر عمامہ بندھا ہوا - کئے میں عربی جبہ پہنا ہوا - تھخنوں سے
 اُونچا پاجامہ پہنا ہوا - تو ایسے وجود کا ضرور فطرت اللہ میں ثبوت
 ملتا - آپکو یاد رہے کہ وجود کی پانچ قسمیں ہیں وجود ذاتی - وجود
 حسی - وجود خفالی - وجود عقلی - وجود شبہی - پس علمائے اکابر
 متقدمین کے نزدیک اگر کوئی شخص تمام مذہبی باتوں کو ان پانچ
 وجود میں سے کسی وجود پر محمول کرے تو وہ شخص اسلام کا مصدق
 ہی نہ مکتب - علاوہ اس کے سید سے کئی سو برس پیشتر ایک بزرگ
 ملائکہ اور شیطان کے وجود کا فیصلہ کرگیا جس کا لقب امام الموحدین -
 کبریت احمر - اکسیر اعظم - اور شیخ الطایفہ ہی - ان حضرت کا نام
 محی الدین ابن عربی ہی انہوں نے اپنی کتاب فصوص الحکم میں
 جس کی شرح شیخ عارف بالله سید الدین ابن محمود المعروف
 بالمہندی نے ملائکہ کے وجود کی نسبت کی ہے جو بحث لکھی ہے
 اس کے یہہ چند فقرے درج ہیں وہ فرماتے ہیں ”اعلم ان الملائكة ارواح
 القوای القائمة بالصور الحسیة والارواح النفسیة والعقلیة القدسیة و تسمیہا
 ملائكة لكونها روابط و موصلات الاحکام الربانیة والاثار الالہیة الى العوالم الجسمانیة
 فان الملك في اللغة هو القوة والشدة * * * فكأنهم الملائكة كالقوى الروحانیة
 والحسنة التي في نشانات الانسان و كل قوة منها مستجوبة بنفسها لا تری
 افضل من ذاتها * * * و اما القوة الروحانیة فكالمستخيلة والمتفكرة والحافظة
 والذاكرة والعائلة والفاطقة و هذا القوى الكله * * * انواعها و شخصیاتها
 منتشرة و منبثة في فضاء السموات والارضين و ما بينهما “ اگر تمام عبارت کو
 نقل کیا جاتا تو کئی صفحے لکھنے پڑتے - جو صاحب چاہیں اصل
 کتاب میں یا سید صاحب کی تفسیر میں ملاحظہ کر لیں - مطلب
 اس تمام کا یہہ ہی کہ جو قوا انسان میں ہیں انہیں میں سے بعض
 کا نام ملائکہ ہی - یہہ شارح فرماتے ہیں کہ دیکھنا اور سننا اور سونگھنا
 اور چکھنا چھونا وغیرہ جو انسان میں ہی وہ سب انہی قوای ملکوتی
 حسیہ کے ماتحت ہیں اور قوہ مستخيلة و متفكرة عاقلہ و ناطقہ انہی
 قوای ملکوتی روحانیہ کے تابع ہیں جاذبہ و ماسکہ اور ہاضمہ و مصورة
 وغیرہ انہی قوای ملکوتی طبیعہ میں داخل ہیں - حلم - علم اور وقار
 عدالت - شجاعت - سیاست اور ریاست انہی قوای ملکوتی حیوانیہ

میں شامل ہیں اور یہ تمام قوا زمین اور آسمان اور اُن کی فضا میں پہلے ہوئے ہیں *

پھر شیطاں کی باہمت قیصری شرح قصص میں لکھا ہے ”قول ابلیس هو قوة الوهمية الكلية التي في العالم الكبير والقوى الوهمية التي في الأشخاص الانسانية * * * یعنی بعض اکابر نے کہا ہے کہ عالم کبیر * * * میں جو قوت وهمیہ کلہ ہی وہی ابلیس ہی اور ہر ایک انسان میں جو قوت وهمیہ ہی وہی ابلیس کی ذریعات ہیں - خدا نے بھی دوسری آیت میں اسکی اصل حقیقت کھول دی یعنی فرمایا ہی جو وسوسے توہرے دل میں آتے ہیں اُن کو ہم جانتے ہیں - پھر فرمایا ہی نفس ہی ہر اُنہی کرنے کو کہتا ہی - غرضکہ تمام محققین اسبات کے قائل ہیں کہ انہی قوتوں کو جو انسان میں ہیں اور جن کو نفس، امارہ یا قوا بہمیہ سے تعبیر کرتے ہیں شیطاں کہتے ہیں *

اول جاننا چاہیئے کہ معجزہ کیا چیز ہی ؟ وہ خرق عادت کا ایک شرعی نام ہی - یا اُسکو شرعی اصطلاح میں معجزہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں - جب یہ خرق عادت نبیوں اور پھر نبیوں دونوں سے ظہور میں آئی ہوں تو ہر ایک کے لئے گنجائش نبوت نکل سکتی ہی تو پھر سچے نبی کی کیا نشانی ہو سکتی ہی ؟ دیکھئے امام حقہ الاسلام کی کومہائے سعادت میں - وہ دل کے چند خواص بیان کر کے فرماتے ہیں کہ ایک یہ بھی خاصہ ہی کہ اگر بیمار کو طرف ہمت باندھکر کہے کہ یہ اچھا ہو جائے تو وہ اچھا ہو جاتا ہی - اگر ہمت کرے کہ بارش ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہی - وہ فرماتے ہوں کہ ”اُنرا چشم زدگی گویند و سحر ہم گویند ازہں بابست در جملہ تاثیر نفس آدمی است * * * ہمیں ایسے نیز از عجایب قدر تہاست کہ در دل ست و این چلیں خاصیت چوں کسی را دیدن آید اگر داعی خلق باشد معجزہ گویند و اگر نباشد کرامات گویند و اگر درکار خدہر باشد اُن کس را نبی یا ولی گویند و اگر در شر باشد آنکس را ساحر گویند سحر و کرامات و معجزہ ہمہ از خاصیت قدرت دل آدمی ست “ پس معلوم ہوا کہ جادو کرامات و معجزہ ایک ہی چیز ہی مگر نام مختلف ہیں اسی کو آج کل کے تعلیم یافتہ لوگ مسمریزم کہتے ہیں *

مآثرہ بریں کتاب اللہ سے بھی کہیں نہیں پایا جانا کہ معجزہ نبوت

کی دہل ہی بلکہ جا بجا اسکی نفی پائی جاتی ہے اور نہ محمد صاحب نے کبھی معجزہ دکھانے کا دعویٰ کیا چنانچہ جب کفار نے محمد صاحب سے لغاتہاں یعنی معجزے طلب کئے تو خدا فرماتا ہے کہ ان سے کہدے، ”وامنعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بها الاولون“ یعنی نہیں روکا ہمکو معجزے سے پہنچنے سے مگر یہ کہ ان کو اکلے نے چھٹا دیا تھا - پھر دوسری جگہ فرمایا، ”لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الايات عند الله و انما انا نذیر مبین“، ”عذرت“ کافروں نے کہا کہوں نہ اتارے گئے پیغمبر پر معجزے اس کے جواب میں محمد معلم بے کہا کہ اُن سے کہدے کہ معجزے اللہ کے پاس ہیں سوالے اس کے اور تجھے نہیں میں تو علانہ (بری باتوں سے) ڈرانے والا ہوں - اسطرح سورہ یسٰی اسرائیل میں ہے کافروں نے صاف صاف کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تو زمین میں سے چشے نہ نکالے یا تھوڑے پاس کھجور و انگور کا باغ ہو جسکے بیج میں بہتی نہریں ہوں یا تو ہم پر جھساکہ تو سمجھتا ہے آسمان کے ٹکڑے ڈالے یا خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھ لے وغیرہ وغیرہ - خدا فرماتا ہے، ”قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا“، ”یعنی ان سے کہدے پاک ہے مہر پروردگار میں تو کچھ نہیں ہوں مگر ایک انسان بھیجا ہوا رسول ہوں - بعض بزرگ قرآن مجید میں سے ایک معجزہ شق القمر کا پیش کرتے ہیں اُن کو لازم ہے کہ پہلے مقدس عالموں سے فیصلہ کر لیں کہ بزرگ سید پر اتمام لکاوین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تفہیمات الہیہ میں صاف لکھتے ہیں کہ، ”اما شق القمر فعندنا لیس من المعجزات انما هو من آیات القیامۃ“ ”کما قل الله تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ولکنہ صلعم اخبر عنہ قبل وجودہ فکان معجزۃ من هذا السبیل“، ”یعنی ہمارے نزدیک شق قمر معجزات میں نہیں ہے ہاں وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جھساکہ خدا نے فرمایا قریب ہوئی ساعت پھٹ گیا چاند - لیکن آنحضرت نے اس کے ہونے سے پہلے اسکی خبر دی اس راۃ سے معجزہ ہے - پھر اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے جبکہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے ان معجزات میں سے کچھ بھی اپنے قرآن میں ذکر نہیں کیا اور نہ مطلق اسکی طرف اشارہ کیا ہے یعنی انکے نزدیک قرآن میں کبھی معجزہ نہیں ہے اصل عبارت یہ ہے * * * ولم ینکر الله سبحانہ

شیئاً من هذه المعجزات في كتابه ولم يشر اليه قط بسر بديع و هو ان القرآن انما هو من الاسم فلا يد كرفيه ما هو من تحتہ (تفہيمات الہیہ) *

سود صاحب نے جو کچھ جنت و نار کی بابت تفسیر القرآن میں لکھا اسکا ماحصل یہ ہے کہ بہشت کی حقیقت جو خدا نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ ” فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین جزاء بما كانوا يعملون “ یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کیا اُنکے لیئے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) چھپا رکھی گئی ہے اسکے بدلے میں جو وہ کرتے تھے اسی آیت کی تائید حدیث قدسی سے اسطرح ہوتی ہے جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی سند پر بیان کیا وہ یہ ہے کہ ” قال اللہ تعالیٰ اعدت لعبادی الصالحین مالا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر “ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہار کی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیئے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گذرا ہے ۔ پس اگر بہشت میں درحقیقت یہی چاندی سونے کے محل لذت ہووے اور خوب صورت عورتیں اور لونڈی ہوں تو قرآن کی آیت اور خدا کے فرمانہ کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ان چیزوں کو تو انسان جان سکتا ہے ۔ اگر فرض کیا جاوے کہ ایسی عمدہ چیزیں نہ آئیں گے لیکن اور نہ کانوں نے سنی تو بھی ” ولا خطر علی قلب بشر “ سے خارج نہیں ہو سکتیں عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جب کہ ان تمام چیزوں کا تصور دنیا میں موجود ہے تو اُس کی صفت اضافی کو جہاں تک ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اس کا خیال گذر سکتا ہے حالانکہ بہشت کی ایسی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ ” لا خطر علی قلب بشر “ پس بہشت کی یہ تمام چیزیں جو بیان ہوئی ہیں درحقیقت بہشت میں جو ” قرۃ اعین “ ہوگا اس کے سمجھانے کو بقدر طاقت بشری تمہاں ہیں نہ بہشت کی حقیقتیں *

اگر آپ کے خیال کے موافق یہ سمجھ لیا جائے کہ وہاں بھی دنیا کے سے چکے موجود ہیں اور حوریں ملے ہوئے مثل کشمور نوں کے پوتر ملے ہوئے لال گال چمکا رہی ہیں تو اس سے ہمارے خرابات ہزار درجہ بہتر معلوم ہوتے ہیں ۔ اصل یہ ہے کہ چونکہ ہم اس قرۃ العین کو نہیں

جان سکتے تھے اس لئے خدا و رسول نے ہمکو ایسے پھرایہ میں سمجھایا جو ہمارے خیالات کے موافق عالی درجہ کے ہو سکتے تھے — قرآن کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اُس کا طرزِ تلام ہر ایک کے دماغ کے مناسب ہی اور نتیجہ پائے میں سب یکساں ہیں *

بوشک قرآن مجید میں خاص کسی آدم کا ذکر نہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ”لقد خلقناکم ثم صوفناکم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم“ یعنی خدا نے تمکو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں پھر ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو — اس میں کم کا خطاب تمام انسانوں کی طرف ہے — چنانچہ تفسیر کشف الاسرار و تنک الاستار میں لکھا ہے و ما المقصود بادم آدم واحدہ *

بوشک قرآن مجید سے یہ نہیں پایا جاتا کہ حضرت موسیٰ کی لائی مارنے کے سبب سمندر درحقیقت جدا ہو گیا یا پھٹ گیا تھا بلکہ یہ پایا جاتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے پایاب تھا — جن لفظوں سے آپ صاحبوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے وہ یہ ہیں فاضرب بعصاک البحر اگر اس مقام پر ضرب کے معنی چلنے کے لئے جاویں جیسا کہ دوسری جگہ خون قرآن میں موجود ہے و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصاۃ (نساء) یعنی جب تم چلو زمین پر یعنی سفر کرو تو کچھ ہرج نہیں کہ نماز میں کمی کرو یہاں ضرب کے معنی چلنے کے ہیں — اور شاه ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا ضرب لہم طریقاً فی البحر کے یہ معنی دیئے ہیں کہ ”پس برو برائے ایشان در راہ خشک“ یعنی شاہ صاحب نے ضرب کے معنی زمین کے لئے دیے ہیں — پس معنی آیت کے یہ ہے ہوئے کہ موسیٰ اپنی لائی کے سہارے سمندر میں چل وہ پایاب (بسمب جوار بھائی کے) ہو رہا ہے چنانچہ جو آیت (سورہ طہ) میں ہے اُس کا صاف یہ مطلب ہے جہاں اُن سے فرمایا ”و لقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبدی فاضرب لہم طریقاً فی البحر یبسالا تخاف در کا ولا تخشی“ یعنی وحی کی ہم نے موسیٰ کو میرے بندوں کو راستہ کو سمندر میں سو کہے رستہ سے لیکر نکل چل — پس اگر معجزہ تھا تو یہی تھا کہ ایسے مشکل وقت میں خدا نے موسیٰ اور اُس کے لشکر کو بچا لیا *

حضرت ابراہیم کی عبادت کو تو وحشہانہ کسی نے بھی نہیں کہا

البتہ یہ ضرور کہا ہی کہ حضرت ابراہیم کے وقت میں لوگ ننگے سر تہ بند باندھ کر ننگ دھڑنگ اس کوٹھے کے گرد گردا کیا کرتے تھے جو ابراہیم نے تعمیر کیا تھا اور جس کو اب طواف کہتے ہیں اگرچہ اس زمانہ کے مطابق وہ وحشیانہ طریقہ تھا مگر دل پر زیادہ اثر کرنے والا تھا کہونکہ آج کل دست بستہ صفوں باندھ کر نہایت شایستگی و ادب سے خدا کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں *

نہرت کا ملکہ بوشک ایک خلقی امر ہی جس میں خدا نے یہ ملکہ رکھا ہوگا ضرور وہ نبی ہوگا — سید صاحب کا قول ہی کہ نبی جب اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہی نبی ہوتا ہی اور جب مرتا ہی تو نبی ہی مرتا ہی کہا آپ یہ سمجھتے ہوں کہ یہ عہدہ کارگزاری پر منحصر ہی — لوہاری اور شاعری تو فن انسانی ہیں مگر خدا تو ایسا بے نیاز ہی کہ وہ مکہ کو بذریعہ وحی کے گھر کی تعمیر سکھاتا ہی جس کو بڑے بڑے انجمن دیکھ کر حیران ہوتے ہیں *

قرآن مجید میں فاسخ منسوخ نہونے کا خیال صرف سید ہی کا نہیں بلکہ ابو مسلم کا بھی ہی " ان المراد من الايات المنسوخة في الشرائع التي في الكتاب القديمة من التوراة و الانجيل كالسبت والصلوة الى المشرق و المغرب الخ " ان کے نزدیک قرآن کی آیتوں میں منسوخیت نہیں بلکہ ان سے مراد پہلے احکام توریت و انجیل کے ہوں جیسے سبت کا دن اور نماز بہت المقدس کی طرف پڑھنے کی منسوخیت — اگر قرآن میں فاسخ منسوخ مان لیا جاوے تو ذات باری کے علم و دانش میں نقص لازم آتا ہی اور ہر ایک شخص اپنی عقل کے موافق تمام قرآن کی آیتوں کو فاسخ و منسوخ ٹہرا سکتا ہی *

قرآن کی نسبت سید صاحب فرماتے ہوں کہ " اس میں کچھ شک نہیں کہ آن شریف نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ فصاحت و بلاغت پر واقع ہی " کہونکہ وہ کلام الہی ہی مگر قرآن میں اس کی فصاحت سے کسی جگہ معارضہ نہیں چاہا گوا اگر کسی جگہ ہو تو فرمائی ورنہ اپنی حالت پر افسوس کیجئے *

قرآن مجید میں متعدد جگہ کہا گیا کہ اس کی مثل کوئی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو — مگر اس مثل کا مطلب سورہ قصص میں صاف کھول دیا

جہاں فرمایا قل، فاتوا بکتاب من عند اللہ ہو اھدیٰ منہما اتبعہ ان کلتم صلاتھن، یعنی تو ان سے کہہ دے کہ خدا کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو قرینیت و قرآن سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو *

بلاشبہ قرآن مجید میں سے کسی جگہ بیان نہیں ہوا کہ مسیح کا کوئی باپ نہیں تھا یا وہ بغیر باپ کے پیدا ہوا سورۃ انعام میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ حضرت ابراہیم کی ذریت سے ہیں — پس اگر وہ بغیر باپ کے ہوتے تو ابراہیم کی نسل سے کدوں پکارے جاتے علاوہ اسکے انجیل میں رومیوں کے خط کے ۱ باب ۵ درس میں ہے کہ، وہ مسیح جسم کے حق میں داؤد کے تختہ سے ہوا، پھر اعمال کے ۲ - ۳۱ میں ہے خدا نے داؤد سے تسمیہ کیا کہ میں تیرے تخت پر بیٹھنے کے لئے جسم کے طور پر تیری کمر سے مسیح کو پیدا کروں گا، — پھر لوگوں نے کہا نہ، یہہ (مسیح) بڑھتی کا بیٹا نہیں، — کیا اسکی ماں مریم نہیں کہلاتی متی ۱۲ - ۵۶ چنانچہ یوسف کو انجیل میں متعدد جگہ داؤد کے گھرانے سے ہونا بیان کیا ہے لوک ۱ - ۲۷ - متی ۱ - ۱۱ مسیح کے وقت میں کسکو بھی ان کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا خیال نہ تھا۔ چنانچہ پادری رچرڈ واٹسن نے اپنی تفسیر انجیل میں لکھا ہے، یہہ عام یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ یوسف بڑھتی کے بیٹے ہیں *

آپ لوگوں نے اپنی کم فہمی سے تین زمانوں کے واقعات کو جو قرآن میں مسلسل بیان ہوئے ایک ہی سمجھا ہے اول مریم کی خواہش کے موافق فرشتہ کا ایک لوکے کی بشارت لہذا آنا جبکہ وہ کلوارہ تھیں — پھر دوسرا زمانہ جبکہ وہ حاملہ ہوئیں — پھر تیسرا زمانہ جبکہ مسیح نے لوگوں میں فقہوں سے مباحثہ کیا — اور اپنا نبی ہونا بیان کیا "قال انی عبد اللہ اتنی الكتاب و جعلنی نبیا" یعنی بولا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے کو اس نے کتاب دی اور مجھے کو نبی کیا — پھر فرمایا، و اوصانی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ ما دمت حیا، یعنی جب تک میں جیتا رہوں مجھے نماز و زکوٰۃ کی تائید کی ہے "پس جیسے عجائب پسند لوگوں نے ان تینوں زمانوں کو ایک سمجھا کہ جسوقت فرشتہ نے خبر دی اسیوقت مریم حاملہ ہوگئی — پھر جہت پست بچہ پیدا ہوگیا — پھر مسیح نے اسی وقت کہا کہ میں نبی ہوں اُس نے مجھے کتاب دی اور

لہذا زکوٰۃ کی تاکہ دہ کی - معمولی عقل کا آدمی ان تمام آیتوں سے یہہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ یہہ تین واقعوں کا ذکر ہی چنانچہ جو سب سے پہلے ذکر ہی اس سے پایا جاتا ہی کہ جب وہ بالغ ہو چکے تھے اور نبوت کی حد کو پہنچ گئے تھے کہونکہ بچوں کو نماز و زکوٰۃ کا حکم نہیں ملتا بلکہ وہ مرفوع القلم ہوتے ہوں چنانچہ ابو قاسم بلخی کا قول ہی کہ حضرت عیسیٰ جوان ہونے کے قریب تھے جب یہہ واقعہ ہوا — تفسیر کبیر میں ان کا یہہ قول موجود ہی اختلاف الناس فیہ فالجمہور علی انہ قال هذا الکلام حال صغره و قال ابوالقاسم البلخی انہ انما قال ذلك حين کان کالواثق الذی یفہم و ان لم یبلغ حد التکلیف (تفسیر کبیر) *

پس ہم اسمضمون کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے جن صاحبوں کو زیادہ تحقیق منظور ہو سید صاحب کی تفسیر القرآن اور مولوی ممتاز علی صاحب کا رسالہ انفصال ولادت مسیح ملاحظہ کریں — جن میں تمام شبہات کو بڑھان عقلی و نقلی سے اور فہم قرآن مجید سے اور فطرت اللہ سے ثابت کیا ہی *

ہم نے جہاں تک غور کیا اور جو صاحب اس مضمون پر غور کریں گے اُن پر یہہ بات منکشف ہو جاوے گی کہ سید صاحب کے عقاید بالکل کتاب اللہ اور متقدمین کے موافق ہیں اگر کسی میں قدرے اختلاف ہی تو یہہ زمانہ حال کی تحقیقات کا سبب ہی کہونکہ حقائق موجودات کا علم روز بروز کھلتا جاتا ہی *

جو کچھ کہ آپ صاحبوں کی اس وقت سمع فرمائی کی گئی اس سے ہماری یہہ غرض نہیں کہ ہم نے سید صاحب کے معصوم نہانے میں کوشش کی — بلکہ ہمارا یہہ فرض تھا (اور آئندہ بھی اسکے ادا کرنے کو موجود ہوں) کہ جب کوئی ہمارے ایسے محب قوم کی نسبت غلط عقاید بیان کرے قاکہ لوگوں میں اسکی طرف سے نفرت پیدا ہو تو ہم اسکو دور کریں جس سے ایڈیٹر مذکور کی دھوکا دہی لوگوں پر ظاہر ہو جاوے اور مسلمان اس کے فریب میں آکر اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ رہیں • نہایت افسوس ایسے اخباروں کے ایڈیٹروں پر — دعویٰ تو یہہ کرنا کہ ہمارا اخبار سوشل اور ملکی معاملات پر بحث کرتا ہی (یعنی

اتفاق اقصاء کو بڑھاتا ہی) اور ساتھ ہی مذہبی پیروی میں مسلمانوں میں نفای ذالتے جانا کولسی انسانیت کا فرض اعلیٰ ہی *

راقہ —

مسلمان

{ لاہور ۵ مارچ — (۱۱۸۳) }

زمانہ قیام لاہور میں ایک دن منشی حامد علی صاحب چشتی ایک قصیدہ بڑبان فارسی اور ایک تاریخ تشریف آوری سود صاحب بمقام لاہور کہہ کر لائے اور مجمع میں اُسکے پڑھنے کی اجازت چاہی — سود صاحب کو اگرچہ اپنی مدح کے اشعار پڑھے جانے کسقدر ناپسند ہوتے تھے مگر بپاس خاطر منشی صاحب اجازت دی اور کہا کہ اگرچہ میں اس لایق نہیں ہوں کہ مہربی تعریف میں کوئی قصیدہ لکھا جاوے مگر جو آپ کی خوشی ہی اُس کے برخلاف کرنے کی میں جرات نہیں کر سکتا چنانچہ منشی صاحب نے نہایت خوبی سے اُس مجمع میں مندرجہ ذیل قصیدہ مع تاریخ پڑھا *

قصیدۂ مدحیہ و شکریتہ نوشتہ منشی

حامد علی صاحب چشتی

شب از شغل گھٹی چو نارغ شدم * بہ بستر پفہ خواب پہلو زدم
گذر بر زمفے فنادہ مرا * کہ گوئی بروئے زموں بد ارم
یموں و یسارش عمارات فغز * ولے نامرتب ہمہ بوش و کم
بہ یکسو گلستان و دیگر طرف * ستادہ درختان پر پوچ و خم
زمسجد عیاں شد کہ این جائہیکہ * ز اسلاماں است بس محترم
فراتر کہ رفتم چو زانجا بھرق * رسدہ ندائے بگوش اندرم
کہ اے قوم یا حسرتا حسرتا * ز بے وقت خوابت دریغ آیدم
چو این را شہدم پئے آن ندا * ہصد شوق زانجا روانہ شدم
مغور یکے ہجرۂ یافتم * ہرونش یکے پھر ثابت قدم
ز بعد سلام و علیک و علیک * مصافحہ نمودم بصدق اتم
پہر سہد نام و طریق مرا * بگفتم کہ از اُست احدم
شہد این وبگہر یسے بس زار زار * بگفتم سبب گفت اے خوش شہم

چگونہ نگریں بر احوال دے * کہ در ذل و نکبت رود دمہدم
 بگفتند یکسر ہمہ خیر باد * بعلم و ہنر اے دریغ آیدم
 ز تدبیر بد اعتقادے کمال * کشید است تقدیر قوفخ دو دم
 ز دلش چو پرسم دہد این جواب * نہ تقدیر دادہ قلم در یدم
 زیستی ہمت باقلاس عرق * ز مستخدم خادم شدہ اے ستم
 گدائے و یا قصہ خوانی ہنر * و یا با خراباتیاں ہم قدم
 و یا بہر تسخیر ملک عدم * بر افراشتہ بر مقابر علم
 نصیحت گرے گر نصیحت کند * کہ این است بد نون اہل ہم
 تفاخر کنان مودہد این جواب * کہ دفاست چوں جوفہ بگذاشتہم
 عذابست تحصیل علم و ہنر * صوابست افلاس اے نبی الکرم
 گذشتہ و آیندہ خواب و خیال * بموجود خوش زی تو اے محترم
 دراز بہر اصلاح پوشاک دے * بگوید کسے گونہش از ستم
 لباسیکہ آدم بیوشید پس * شود تار کش را گنہہ لاجرم
 کجارت روشن خہالی او * کجارت تہذیب و اخلاص ہم
 بجائے تواریح داند کنوں * فسانہ زمبجئون و نل یا یدم
 علوم و فنون والوالعزمہش * نظیرے و ضرب المثل بہ اعم
 فسانہ بہ بینم ہمہ سو بسر * کنوں زانچہ پوشہنہاں شد رقم
 باواز گویند باصد بکا * عمارات ہند و عراق و عجم
 کہ اے بہخبر قوم عالی نژاد * کجا آن ترقی و جاہ و حشم
 کجا شد شکوہ و کجا شان تو * کجا ثروت و جاہ و خول و خدم
 چگونہ نگریں بر احوال دے * کہ در ذل و نکبت رود دمہدم
 ہمہ شب دریں گریہ و زاری ام * نہ آرام و راحت نہ خواب و خورم
 بگفتم کہ اے پیر روشن ضمیر * ببادا دل و جان نثار قدم
 علاجش چہ باشد بفرما دگر * کہ یابم خبر زان من اے محترم
 بگفتا کہ اینک مکان عظیم * نردم بنایش بجہد اتم
 تماست در دل کہ ہیبت العلوم * شود نیز طہار پہلوے ہم
 اگر قوم سازد بدیں التفات * شود زود آسان کار اہم
 بگفتم قدم رنجہ سازی اگر * سوے ملک پنجاب اے محترم
 چنانچہ نماید کہ سکناے آن * نمایند کوشش بلطف و کرم

بگفتا سفر مردم پھر زَا * اگرچہ ہوں شاق وقت ہوں
 و لیکن مرا پھر بہبود قوم * بسا خوش نماید زباغ ارم
 تو ہم یاددار این سخن را زمن * کہ آمد در اخبار شاہ اسم
 غم دیں ہوں غم مخور غم دگر * نماید از این سفر خوشترم
 ہتاریغ فرخ بروز سعید * روانہ ازینجا شوم صحبدم
 مبارک بس اے حاضرین باشما * کہ آمد بسر سائہ سیدم
 زہر گونہ سازید باوے مدد * بدم یاورم یا قدم یا قلم
 بہا بہد مزد از خدای کریم * شون نیز خورش روح خدوالاسم

قطعہ تاریخ نوشتہ منشی حامد علی

صاحب چشتی

چو متحدو ملا سیدی نجم ہند * کہ بہبودے قوم جویند ہردم
 فوزوند اعزاز و عزو شرف * بہ لہور و اقطاع دے از قدم
 دلم وقت رونق فروزی شاں * بگفتا کہ اے رہنما خیر مقدم
 مہوں سمجھتا ہوں کہ لہور کی بڑی بڑی باتوں کا ذکر اب ختم ہوگیا
 صرف چھوٹی چھوٹی دل لگی کی چند باتوں باقی ہیں پھر اُن کو کیوں
 چھوڑوں - جب ہم سب لہور پہونچے تو یہ تجویز ہوئی کہ اس سفر کی
 یادگاری مہوں پنج تن پاک کا جو باہم رفیق سفر تھے ایک گروپ
 فوٹوگراف کا بنوایا جاوے چنانچہ مسترز جیس کریدک سے جو نامی
 فوٹو گرافر لہور کے ہیں وہ گروپ بنوایا گیا اور ایک نہایت عمدہ یادگار
 رفیقان سفر پنجاب کی بن گئی *
 پھر ایک آرڈر گروپ کے بنوانے کی تجویز ہوئی جس مہوں احباب
 پنجاب بھی شامل ہوں یہ تجویز اخیر وقت پر ہوئی اور اسوقت تمام
 احباب کا جمع ہونا ناممکن تھا چہہ صاحب اُس وقت موجود تھے جو
 شریک ہوئے *

خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب

خان صاحب موصوف کے گروپ مہوں شریک ہوئے سے ہم سب کو
 نہایت خوشی ہوئی بلکہ باعث افتخار ہوا - خان صاحب کی ایک
 قدیم سہاہبانہ وضع ہی وہ پتھانی لہبی نوک کی توپی پہنتے ہیں اور

اُس پر مختصر و خوبصورت عمامہ باندھتے ہیں اُن سے التماس کیا گیا کہ اس مجمع میں تو آپ کو بھی لال ترکی ٹوپی پہننی ہوگی اُنہوں نے ازراہ مہربانی بلحاظ اس مقولہ کے کہ ”آزردن دل دوستان جہل است و کفارہ یمن سہل“ اُس کو منظور کیا - اور ایک وضع اور ایک فشن کے احباب کا گروپ تیار ہوا *

خان بہادر ممدوح کا کچھ زیادہ ذکر لکھنا فضول ہی وہ پنجاب میں بسبب اپنے اخلاق حمودہ و اوصاف پسندیدہ کے آفتاب کی مانند روشن ہیں - بسبب خدمات جوتیشل و پولیٹکل کے جو اپنے زمانہ ملازمت سرکاری میں اُنہوں نے انجام کیں حکام کی آنکھوں میں بھی بہت زیادہ معزز ہیں گو اس زمانہ میں اُنہوں نے پمشن لی ہی مگر اُن کا اعزاز و اکرام حکام و اہل پنجاب کی آنکھ میں ویسا ہی بلکہ اُس سے زیادہ ہی *

اُنہوں نے پبلک کی خدمت گذاری میں بہت بڑا حصہ لیا ہی انجمن پنجاب انجمن اسلامہ پنجاب کی بنیاد اور اُس کی رونق زیادہ تر اُنہی کے سبب سے ہوئی ہی بادشاہی مسجد کی مرمت و درستی میں اُنہوں نے بہت کچھ کوشش کی ہی - قلعہ لاہور میں سکھوں کے وقت سے جو تباہات تھے اُنکا مسلمانوں کو مل جانا اور قلعہ سے مسجد بادشاہی کو منتقل ہونا جس کے سبب تمام مسلمان زیارت سے مستفیض ہوسکتے ہیں انہی کی سب کا آخری نتیجہ ہوا ہی پنجاب کی یونیورسٹی قائم ہونے میں بھی انہوں نے بہت کچھ کوشش کی ہی اور اب اُس یونیورسٹی کے ”فلو“ ہیں *

مدرسۃ العلوم علیگڑہ بھی اُن کی فیاضوں کا کچھ کم مہفون نہیں ہی ہمیشہ اپنی جیب خاص سے مدرسہ کے قیام کے لئے بہت قواضی کی ہی ہمیشہ اُس کی تائید میں سرگرم رہے ہیں سنہ ۱۸۷۳ ع میں مدرسۃ العلوم کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن پنجاب میں گیا تھا جس میں سید صاحب جتاپ مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر - جناب منشی محمد مشتاق حسین صاحب اور اور احباب شامل تھے اور اُن سب کے میزبان ہمارے خان بہادر ممدوح تھے اور صرف مہمان نوازی میں سوکڑوں روپیہ خرچ کردیا تھا اُس زمانہ میں بھی اُنہی کے سبب سے معتد بہ چندہ ہوا تھا - حال کے سفر پنجاب میں اگرچہ سید

صاحب نے کوشش کی تھی کہ مہمانی کے اخراجات سے دوستوں کو بچایا جاوے مگر وہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور وہی قدیم مہمان نواز آبکی دفعہ بھی مہربان ہوئے اور نہایت فیاضی سے تمام مہمانوں کی مہمان نوازی میں ہمدردی و روپیہ خرچ کیا اور نقد بھی دیا اور فراہمی چندہ میں کوشش فرمائی اُن کی ان کوششوں کے لیئے صرف ہم لوگ ہی ممنون نہیں ہیں بلکہ تمام قوم اور آئندہ نسلیں بھی ممنون ہیں - خدا جسکے بندوں پر اور رسول جس کی اُمت پر وہ احسان کرتے ہیں اُن کو اُسکا اجر دے *

حاجی غلام حسن صاحب و شیخ

غلام حسن صاحب

یہ دونوں حسنین ہمارے دوست بھی اس گروپ میں شریک تھے جن کا نام نامی امرتسر کے حالات میں متعدد جگہ آیا ہے ان دونوں صاحبوں کے گروپ میں شریک ہونے سے نہایت خوشی ہوئی ہے - اس وقت وہ گروپ میرے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہی لطف دے رہا ہے جو لاہور میں اُس وقت تھا اگر وہ صورتوں بولتی بھی ہوتیں تو پورا پورا لطف حاصل ہوتا *

خواجہ یوسف شاہ صاحب

بھی اس گروپ میں شریک ہیں جنکا بہت کچھ ذکر امرتسر کے حالات میں بیان ہو چکا ہے خواجہ صاحب میں دور اندیشی اور دانائی اور قوم کی آئندہ حالت کی فکر اور اخلاق قومی ہمدردی اور انسان کی بھلائی و ترقی کی بھی ایک اسہریت ہے اور اسی سبب سے اُن کی شرکت سے گویا گروپ میں جان پڑ گئی ہے *

مرزا فتح محمد بیگ صاحب

یہ بھی اس گروپ میں موجود ہیں قومی ہمدردی کا جوش خدا تعالیٰ نے ان میں کوت کوٹ کر بھرا ہے پنجاب میں میں نے ان سے زیادہ کسی شخص کو قومی ہمدردی کے جوش میں بھرا ہوا نہیں دیکھا نہایت فصیح آدمی ہیں اور بہت عمدہ عمدہ اور لذیذ دلچسپ

لفظوں اور دلچسپ لہجہ سے اسپیچ دینے میں انجمنِ تصور کو ان کے سبب سے بہت کچھ رونق ہوئی ہی — ہر ایک قومی کام میں قلمی قدمی درمی سب طرح پر شریک ہوتے ہیں علیحدہ میں بھی ایک دفعہ مع چند احباب کے تشریف لائے تھے اور مدرسۃ العلوم میں سہد صاحب کی یادگار بنائے کی جو تجویز درپیش تھی اُس میں نہایت عمدہ گفتگو کی تھی *

مولوی سید ممتاز علی صاحب

یہ بھی اُس گروپ میں موجود ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو پھر احباب لاہور کا گروپ ہی نہ کہلایا جاتا مولوی صاحب نوجوان تعلیم یافتہ ہیں اور نہایت لایق و ذہین اور سعادت مند جوان ہیں اعلیٰ درجہ کا ذہن و ذکا خدا نے اُن کو عنایت کیا ہی — سہد صاحب سے دلی خلوص رکھتے ہیں اور سہد صاحب کو بھی ان سے دلی محبت ہی — انسوس ہی کہ اُس زمانہ میں وہ بھمار تھے گروپ میں بھی اُنکے چہرہ سے علالت اور ضعف ظاہر ہوتا ہی — سہد صاحب جب اُس گروپ کو دیکھتے ہیں تو اُنکی صورت سے جو علالت ظاہر ہوتی ہی اُسپر انسوس کرتے ہیں *

سردار دیال سنگھ بہادر مجیدیہ

سکھ سرداروں کے خاندان میں سردار صاحب ایک بہت نامی اور گرامی سردار ہیں — مگر خاندانی عزت سے بہت زیادہ خدا تعالیٰ نے اُنکو ذاتی اعزاز عطا کیا ہی — اخلاق اور عام محبت سب کے ساتھ سلوک ہر قوم کے لوگوں کے ساتھ شفقت اُنکی جبلت ذاتی ہی مسلمان بھی اُن کو سب سے زیادہ سچا دوست اور اپنا شفیق مکرم سمجھتے ہیں پہلک کی پہلائی کی اسپریت ان میں بھری ہوئی ہی اور اُس کے ساتھ رفاہ عام کے کاموں میں بیدریغ فیاضی کی ہی اندین ایسوسی ایشن لاہور کے پریسیڈنٹ ہیں ٹریڈیون اخبار آپکی فیاضی کا نمونہ ہی — نہایت لبرل مہلت رکھتے ہیں یورپ کی سیور و سہاحت کی ہی — ایک زمانہ تک لندن میں رہے ہیں اور اُس سفر سے بہت کچھ فوائد اُٹھائے ہیں مکتبۃ العلوم بھی اُنکی فیاضی کا نمونہ ہی اس دفعہ جو انہوں نے فیاضی کی ہی یہ پہلی ہی دفعہ نہیں ہی بلکہ یہ تیسری دفعہ ہی جو اسقدر

کھادہ دہلی سے مدرسۃ العلوم کی نسبت فیاضی کی ہی اگر سچ پوچھو تو لاہور میں بلکہ پنجاب میں صرف یہی ایک شخص ہیں جنہیں پنجابی یا ہندوستانی فخر کر سکتے ہیں *

نواب عبدالمجید خان صاحب و نواب

غلام محبوب سبکانی صاحب

اگر سچ پوچھو تو لاہور میں مسلمان سرداروں اور قدیم معزز و مفخر خاندان کی نشانہوں میں یہی دو صاحب باقی ہیں خدا ان کو سلام رکھے اخلاق و مروت دونوں صاحبوں کا ان کے عالی خاندان ہونے کا روشن ثبوت ہی - جناب نواب عبدالمجید خان بہادر انگریزی اسٹیلٹ کمشنر بھی ہیں اور انجمن اسلامہ لاہور کے پریسیڈنٹ بھی ہیں ان دونوں صاحبوں کے سبب سے لاہور کے مسلمانوں کو عزت ہی اور سب لوگ اُنکو معظّم و مکرم سمجھتے ہیں بالیں ہمہ اُن کی حالت اور مکانات کو دیکھکر ہر شخص یقین کر سکتا ہی کہ بلاشبہ یہ دولت سرا مسلمان سرداروں معزز خاندان کے مسلمانوں کی ہی *

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ * آثار پدید است صفا دید عجم را

خان بہادر ڈاکٹر رحیم خانصاحب و راءے

بہادر ڈاکٹر برج لال گھوس صاحب

ڈاکٹری کے فن میں ان دونوں صاحبوں نے نہایت اعلیٰ درجہ حاصل کیا ہی اور اسی سلسلہ میں نہایت معزز عہدے رکھتے ہیں مسلمان اور ہندو دونوں کو فخر کرنا بجا ہی کہ اُن کی قوم میں ڈاکٹر رحیم خانصاحب و ڈاکٹر برج لال گھوس صاحب جیسے ذی علم و لائق و فایق ڈاکٹر موجود ہیں *

ڈیوٹ راس صاحب سی آئی ای اور

اُن کی میم صاحبہ

راس صاحب اور اُن کی میم صاحبہ کا ذکر کیئے بغیر میں لاہور کے حالات کو ختم نہیں کر سکتا - راس صاحب پنجاب ریلوے کے ڈائریکٹر

سہرنٹنڈنٹ ہیں اُن کے اخلاق کی لوگ تعریف کرتے ہیں - اُن کی مہم صاحبہ کو یورپوں لڑکوں کی تعلیم کا بہت شوق ہی اُنہوں نے ریلوے کے متعلق یورپوں ملازموں کی لڑکوں کی تعلیم میں بہت کوشش کی تھی اور خود اُس میں بہت محنت کرتی ہیں - اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء میں جب انریبل مسٹر جسٹس محمود ولایت سے آئے تھے تو اتفاق سے اُن کی مہم صاحبہ بھی اُسی جہاز میں تھیں جب مہم صاحبہ موصوفہ نے سہد صاحب کے لاہور میں آنے کا حال سنا تو اُنہوں نے سہد صاحب سے ملنا چاہا - سہد صاحب اور ہم سب لوگ اُن کی کوٹھی پر گئے جو نہایت ہی عمدگی و خوبصورتی سے آراستہ تھی راس صاحبہ اور اُن کی مہم صاحبہ بہت مہربانی سے ملاں تھوڑی دیر وہاں تھوڑے چاہ پی اور دوستانہ باتوں ہوتی رہیں - راس صاحبہ نے ایک کتاب اپنی تصنیف کی ہوئی جس کا "سی لینڈ آف فیف رورز لینڈ سائڈ" نام ہی بطور قحفہ کے سہد صاحب کو دی *

راس صاحبہ نے یہ بھی مہربانی کی کہ اپنے احاطہ کے تمام اسٹیشن ماسٹروں کو سہد صاحب کی لاہور کی روانگی کی تاریخ سے اطلاع دی اور یہ چاہا کہ ہر اسٹیشن پر سہد صاحب کے اور اُنکے اور اُنکے ہمراہوں کے آرام کا خیال رکھا جاوے - اور جہاں ضرورت ہو اُنکے اور اُنکے ہمراہوں کے لئے علیحدہ گاڑی مہیا کی جاوے *

صاحبان اخبارات پنجاب

اب ہمکو پنجاب کے احباب کا جن کے ہاتھ میں اخبار ہیں شکر ادا کرنا باقی ہے ہم بالتخصیص حافظ عمر دراز صاحب مدیر پنجابی اخبار لاہور اور اُنکے مربی منشی شمس الدین صاحب مترجم چیف کورٹ پنجاب - منشی محترم علی صاحب چھٹی مدیر اخبار رفیق ہند - سہد ناصر علی شاہ صاحب سہنی مدیر اخبار رہبر ہند - جذاب مولوی محمد اشرف صاحب بی اے مدیر اخبار انجمن پنجاب اور اذیکر صاحب تریبھون کا شکر ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس سفر کے حالات کو بذریعہ اپنے اخباروں کے شائع کیا - اور ہم مسافروں کے حال پر مہربانی کی - کوہ نور لاہور بھی بہت ناسی اور پُرانا اخبار لاہور کا ہی جس کا شکریہ ادا کرنے سے بھی ہم باز نہیں رہ سکتے *

یہ سب کچھ تو ہم نے لکھا مگر یہ نہ لکھا کہ لاہور کے بزرگوں نے ہم لوگوں کی نسبت بھی جو سود صاحب کے ہمراہ اس سفر میں تھے کچھ کہا یا نہیں - ہم کچھ ایسے بے قدر نہ تھے کہ ہماری نسبت کوئی کچھ نہ کہتا ہمارے دوست منہی محترم علی صاحب چشتی نے اپنے اخبار رفیق ہند میں جو بیمارک ہماری نسبت لکھے ہیں ہم نہایت شکر گذاری سے بطور اُن کی عنایت کی یادگاری کے اس مقام پر لکھتے ہیں *

سید صاحب اور اُن کے رفقا

(منقول از اخبار رفیق ہند، مطبوعہ ۲ فروری سنہ ۱۸۸۴ ع)
خون سود صاحب بفضل الہی ایک بہاری بھر کم قوی اور تنومند بزرگ ہیں - گو کمر بہت سے سالوں کے بوجھ سے دبے ہوئے معلوم ہوتی ہی مگر پھر بھی اُسے بہت خمیدہ ہونے نہیں دیتے - پڑھوڑکاری اور باقاعدہ عادات نے اُن کا کونسٹیٹوشن کو بہت عمدہ رکھا ہی - گئے میں ایک رسولی ہی مگر خضر صورت ریش مبارک اُسکو کسقدر پودہ میں رکھتی ہی - آواز خوب مضبوط ہی - عام تقریروں میں عموماً وہ اپنا قومی ہمدردی کا جذبہ روک نہیں سکتے اور اکثر اُن کی بے حس اشکباری اُن کی فصاحت اور تاثیر تقریر میں بہت مدد دیتی ہی - آپس کے مڈل جول میں ہر ایک سے حد درجہ کا خلیقانہ سلوک ہی - مزاج میں کسقدر ظرافت بھی ہی - مگر اُسقدر کہ کالمح فی الطعام - باتیں بہت کرنے کی عادت نہیں - چہرہ سے ایک خاص قسم کا بزرگانہ رعب ظاہر ہوتا ہی *

جناب حاجی مولوی سود محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس اعظم دتاولی ضلع علیگڑہ ایک متوسط قد کے دیدار و جوان ہیں - عموماً عربی پوشاک پہنتے ہیں اور سیج منج اُسی پاک خطہ زمین کے باشندے معلوم ہوتے ہیں - بہت متحرک اور متقی ہنس مکھ اور خلیق بزرگ ہیں *

جناب مولوی سود اتہال علی صاحب منصف فیض آباد کاسل جٹلمین اور ٹھیک ٹرکی لباس پہنتے ہیں - دازھی پوری چت رہتی ہی - ہرچہ گھرید مختصر گھرید - متوسط قد کے آدمی ہیں اور چہرہ

سے چستی چالاکی برستی ہی۔ سید صاحب کے رفقا میں بہت مستعد ہیں۔ اور گویا جناب ممدوح کے سکرٹری اعظم ہیں۔ ان کے عمدہ مضامین اور قومی ہمدردی کا عموماً اہل ہند میں اس قدر شہرہ ہی کہ شاید ہمارے ناظرین کے سامنے انکو زیادہ انٹرویووس کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک کمال جو آپ میں پایا گیا وہ خاص طور پر ذکر کرنے کے قابل ہی۔ یعنی یہہ صاحب ایسے زور رتم ہیں کہ ہر ایک مقام کے ہر ایک جلسہ کی تقریروں کو فی الفرر ساتھ ساتھ قلمبند کرتے جاتے ہیں۔ پہلے ہمارا خیال تھا کہ شاید انگریزی شارٹ ہینڈ طریقہ پر آپ علامات کے ذریعہ سے مطلب لکھتے جاتے ہونگے مگر جب دیکھا گیا تو بلفظہ قلم کے ایک عجیب تائک سے ایسا شعبدہ دکھاتے ہیں جو بلاشبہ قابل تقلید ہی۔ ہمارے کارسواندنوں کو جس قدر سوڈ صاحب کی تقریروں وغیرہ حالات کا خلاصہ ملا وہ زیادہ تر انہی کی مختصانہ توجہ کا نتیجہ ہی جسکا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کسی قدر لطیفہ گوئی بھی آپ کی عادت میں ہی اور انگریزی سے بھی واقف ہیں *

جناب بخشی اکرام اللہ خاں صاحب رئیس دہلی خاصی گورے جٹے خوبصورت۔ خوب سہرت اور نہایت ہی معقول اور متین شخص ہیں انگریزی میں عمدہ لیاقت ہی۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مسلمانوں کے مسئلہ جہاد کی نسبت جو ایک دو عمدہ مضمون کچھ عرصہ ہوا سول اینڈ ملیٹری گزٹ میں شایع ہوئے تھے آپ ہی کے قلم کا نتیجہ تھے۔ جسکا شکریہ سب مسلمانوں پر فرض ہی۔ موجودہ رواجی فیشن کے بموجب باوجود جوانی کے اکثر عینک لگائے رکھتے ہیں۔ ضرورت کے بغیر بہت کم گفتگو کرتے ہیں۔ غرض کہ جوانوں کے لئے ایک موڈل ہیں *

سید محمد علی صاحب بورڈر مدرسۃ العلوم ایف۔ اے پاس کردہ ہیں۔ سید صاحب کے نواسے ہیں اور پورا ترکی لباس پہنتے ہیں۔ بہت خلیق نوجوان ہیں۔ ان کو سید صاحب کا پرائیوٹ سکرٹری اس سفر میں سمجھنا چاہیئے۔ انگریزی زبان کے متعلق سب کار و بار انہی کے سپرد ہیں۔ انگریزی میں بہت اچھی لیاقت ہی۔ اور ہونہار معلوم ہوتے ہیں *

ذکر شہر لاہور

لاہور ایک نہایت مشہور و پُرانا شہر ہی مدت تک دارالسلطنت رہا ہی واقعات عظیمہ جو ہندوستان کی تاریخ میں معظّم واقعات میں سے ہیں اس شہر میں گذرے ہیں - عمارات شاعی یہاں کی اور خصوصاً شالا مار باغ نہایت مشہور ہیں - جدید عمارتوں میں لارنس ہال اور اُس کے برابر مانٹگمری ہال نہایت عمدہ و نفیس عمارتیں ہیں جو ہندوستانوں کے روپیہ سے بنی ہیں - مگر افسوس ہی کہ خدا تعالیٰ نے ہندوستانیوں کو اس لائق نہیں کیا کہ اُن سے فائدہ اُٹھا سکیں - البتہ یورپین کے لیئے وہاں سب طرح کا عیش و آرام مہیا ہی - جب ہم اُس کو دیکھنے کو گئے تو وہاں دفتر کے چھوٹے کمرہ میں جو مانٹگمری ہال کے دروازہ کے متصل ہی ایک یورپین صاحب جو شاید منتظم یا منیجر ہال کے ہونگے تشریف فرما تھے - اُنہوں نے یہ بات سنکر کہ چند ہندوستانی ہال کے دیکھنے کو آئے ہیں نہایت اکراہ سے اُن کے دیکھنے کی اجازت دی *

لاہور کے شہر کا ذکر بالتخصیص میں نے ایک جدید عمارت کے ذکر کے لیئے جو بن رہی ہی کیا ہی - وہ عمارت ایک نہایت بڑا اور عظیم الشان گرجا ہی جو طیار ہو رہا ہی اور جسکی طیاری میں کم سے کم پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اور یہ کل روپیہ چندہ سے جمع ہوگا ایک یورپین انجنیئر اُسکی تعمیر کا تھیکہ لیئے کو ولایت سے آیا ہی وہ منتض اپنے فائدہ کے لیئے نہیں آیا بلکہ جو حق المہنت اور نفع اس تھیکہ میں ہوگا اُس میں سے بقدر اپنے صرف و ضرورت کے لیگا باقی سب گرجا کو بطور چندہ کے چھوڑ دیگا - مشہور ہی کہ علاوہ چھاونی مہاں میٹر کے گرجے کے جو بنا ہوا موجود ہی یورپین نے گورنمنٹ سے ایک اور گرجا بنانے کی درخواست کی تھی جسکی وہ ضرورت سمجھتے تھے مگر جہ کہ ایک گرجا موجود تھا گورنمنٹ نے درخواست منظور نہیں کی اُس پر لوگوں نے ہمت کی اور خود آپس میں چندہ کرنے پر کمر باندھی اور ایسا بڑا گرجا بنوانا شروع کیا کہ گورنمنٹ بھی اگر چاہتی تو اتنا بڑا نہ بنواسکتی - اس واقعہ پر اگر غور سے نظر کی جاوے تو اہل ہند کو عبرت پکڑنے کا مقام ہی *

لوگ خدایا کریں گے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کی ہمت بھی اس سے کچھ کم نہیں ہے امرتسر کی مسجدیں سہارنپور کی نئی جامع مسجد اس کی نظریں موجود ہیں — مگر اس میں یہ غلطی ہے کہ یہ چیزیں قوم کے لئے یا قوم کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں پس ان عمارتوں کے وجود سے پہلے قوم کے قوم بنانے کی فکر مقدم ہے — یورپوں نے انہی قوم کو قوم بنا لیا ہے — اب وہ جو چاہیں سو کریں — لیکن جبکہ مسلمانوں نے نہ قوم کو قوم بنایا ہے اور نہ اُسکے بنانے کی کچھ فکر کرتے ہیں تو پھر صرف اینٹ پتھر کا مکان بنانے سے گو کہ وہ مسجد ہو یا امام بازہ کیانہ بیچے ہے — لوگوں نے چند کاموں کو سمجھ رکھا ہے کہ ثواب کے کام ہیں اور اُسی خیال پر وہ کام کرتے ہیں حالانکہ یہ اُنکی محض غلطی ہے قوم کو جس چیز کی زیادہ ضرورت ہے وہی کام زیادہ ثواب کا ہے — ورنہ نہ مسجد بنوانے سے کچھ ثواب ہے نہ امام بازہ بنوانے سے خدا کی زمین مسجد ہونے کے لئے اور مومنوں کا دل حسوں علیہ السلام کے غم کے امام بازہ ہونے کے لئے کافی ہے *

چوتھی فروری سنہ ۱۸۸۲ ع دس بجے صبح کے سود صاحب کی لاہور سے روانگی کا رقت قرار پایا تھا مگر کسی کو روانگی کے وقت سے اطلاع نہیں دی گئی تھی پھر بھی اکثر احباب خدا حافظ کرنے کے لئے ریل کے اسٹیشن پر جمع ہو گئے تھے اخبار انجمن پنجاب نے سود صاحب کی روانگی کی نسبت اپنے اخبار مطبوعہ نویں فروری میں یہ فقرہ لکھا ہے *

مشایعت کے وقت زیادہ آدمی نہ تھے کیونکہ اول تو کسی کو خاص طور پر بلایا نہیں گیا تھا لیکن بڑا سبب یہ ہے کہ موسم بڑا خراب تھا ترشح بھی ہو رہا تھا اور متعلقین دفاتر و مدارس وغیرہ اس لئے نہ حاضر ہو سکے کہ دفتر وغیرہ سے غیر حاضری نہ کر سکتے تھے — پھر بھی رؤساء اور دیگر تعلیم یافتہ صاحبوں میں سے بہت سے اصحاب موجود تھے — نواب عبدالمتجد خان صاحب بہادر — خان بہادر محمد بہکت علی خان صاحب — سید فضل شاہ صاحب — ڈاکٹر امیر شاہ صاحب — صدر الدین خان صاحب خلیفہ الصدق ڈاکٹر رحیم خان صاحب — مرلوی میرزا فتح محمد بیگ صاحب — مرلوی سید ممتاز علی صاحب

اور دیگر صاحبان مشایعت میں شامل تھے سید صاحب کی جس وقت ٹرین روانہ ہوئی تو ایک ”ہرا“ کیا گیا لیکن یہہ ہرا پر افسوس تھا اور جو ہرا اُن کے آنے کے وقت ہوا تھا اُس میں اور اس میں بہت بڑا فرق تھا جو آوازوں سے — چہروں سے ہر طرح ظاہر ہوتا تھا سید صاحب کے دوستوں کو اُن کی مفارقت کا بڑا صدمہ معلوم ہوتا ہی جس کا کڑی چارہ نہیں ہوسکتا — سید صاحب کا یہہ لاہور کا سفر مدت تک یاد رہے گا اور اُس کے نتائج بھی بہت خاطر خزاہ ہونگے *

ایک عجیب بات یہہ ہوئی کہ ریل کی روانگی میں دو منٹ سے بھی کم باقی ہونگے کہ دفعتاً جناب مولوی فیض الحسن صاحب سید صاحب سے ملنے اور رخصت کرنے دونوں کام اکٹھے کرنے کو تشریف لائے — اُس وقت سب لوگ گاڑی میں بیٹھے چکے تھے گاڑی کا دروازہ بھی بند ہوچکا تھا مگر سید صاحب نے کھڑکی ہی میں سے اُن سے مصافحہ کیا اور اُس ترشح میں تشریف لانے اور تکلیف اُٹھانے کی زیادہ تر احسانمندی قبول کی مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں تو مہاراجہ کو پرتھلہ کی کوٹھی پر تم سے ملنے گیا تھا وہاں جا کر تمہارا روانہ ہونا معلوم ہوا میں وہاں سے یہاں آیا خوب ہوا کہ ابھی ریل نہ چھوٹی تھی سید صاحب اس کا پورا شکر بھی ادا کرنے نہ پائے تھے کہ ریل چلنے سب دوستوں نے ہمکو اور ہم نے سب دوستوں کو خدا حافظ کہا *

حالات مقام جالندھر

مرتبہ دوم

بروقت مراجعت از لاہور

لاہور کے دوستوں کو رخصت کر کے اُسے تاریخ چوتھی فروری سنہ ۱۸۸۲ء کو چار بجے سید صاحب اور اُنکے ہمراہی جالندھر کے اسٹیشن پر پہونچے۔ جو خط سید صاحب نے لاہور سے مولوی شیخ مراد علی صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا اور جس میں تاریخ و وقت پہونچنے جالندھر کا مندرج تھا وہ کسی سبب سے اُنکے پاس نہیں پہونچا۔ انواہا اُنکو پہونچنے کی تاریخ معلوم ہوگئی تھی مگر تردد باقی تھا۔ باوجود اسکے ریلوے اسٹیشن پر متعدد احباب تشریف رکھتے تھے اور سواریاں موجود تھیں۔ سید صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے سردار بکرماں سنگھ بہادر سی ایس آئی کی کوتھی میں جہاں سردار صاحب خود بھی تشریف رکھتے ہیں فروکش ہوئے اور اُنہی کے مہمان ہوئے *

کوتھی نہایت وسیع و عمدہ اور ایک بہت بڑے احاطہ میں واقع ہی تمام کمرے نفیس اسباب و شیشہ آلات و فرش فروش سے سجے ہوئے ہوں کوتھی کے ایک طرف وسیع چبوترہ ہی جسپر شامیانہ تانا گیا تھا اور اُسی چبوترہ پر دو نفیس دیرے بھی استادہ تھے تاکہ اگر ضرورت ہو تو کام میں آریں خود سردار صاحب اپنی وسعت اخلاق کے سبب اور اُنکے فرزند ارجمند تیکا پرتاب سنگھ صاحب جو بمصدق اس شعر کے -

بالائے سرش ز ہوشمندي * می تافت ستارہ بلندِی

لائق اور ہوشیار اور ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔ اور کرنل محمد علی خاں صاحب جو سردار صاحب کی سرکار میں بطور نایب ہیں مہمانوں کی خاطر و تواضع میں مصروف تھے *

ہمارے مخدوم و مکرم خان بہادر سردار یار محمد خاں صاحب اور مولوی شیخ مراد علی صاحب ہر وقت ہم لوگوں پر شفقت و عنایت فرمانے کو موجود تھے جلسہ کا انتظام نہایت خوبی سے کیا گیا تھا اور تکت تقسیم ہوئے تھے اور کوتھی کا بڑا ہال بشمول اُس بڑے چبوترہ کے جسپر شامیانہ تانا گیا تھا لکچر کے جلسہ کے لئے مقرر کھا گیا تھا *

وقت معینہ پر ایک مجمع کثیر جس میں چند یورپین اور ہندوستانی عیسائی بھی شامل تھے جمع ہو گیا۔ سید صاحب خان بہادر سردار یار محمد خاں اور ولری شیخ مراد علی صاحب کے ہمراہ اپنے کمرے سے بڑے ہال میں تشریف لائے جہاں تخت بچھا کر ایک اونچی جگہ لکچر دینے کے لئے بنائی گئی تھی۔ سید صاحب ایک لمبے اپنی کرسی پر بیٹھے اور پھر کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل لکچر دیا *

سید صاحب کا لکچر بدقام جالندھر

کرتھی سردار بکرماں سنگھ بہادر سی ایس آئی میں

جناب سردار صاحب و دیگر بزرگان -

آج مجھ کو نہایت خوشی ہے کہ دوسری مرتبہ آپ صاحبوں کی خدمت میں حاضر ہونیکا مجھ کو اتنا ہی - پہلی دفعہ اور نوڑ اس دفعہ جالندھر کے بزرگوں نے جو کچھ عنایت و شفقت میرے حال پر فرمائی ہے اُسکا میں دلی شکر ادا کرتا ہوں - اُنکی دفعہ جب میں یہاں آیا تو ایک مضمون خاص پر بشمول دیگر ضامین کے لکچر دینا قرار پایا تھا لیکن وہ ملتوی ہو گیا اب اُنہی مضمونوں کو پھر اختیار کرنا اور اُنہی کے بیان پر پھر - توجہ ہونا میں غیر ضروری سمجھتا ہوں - میرا ارادہ ہے کہ جو چیز ہندوستانیوں کے لئے زیادہ ضروری اور زیادہ تر مفید اور کار آمد ہے اور جس پر ہندوستانیوں کو زیادہ غور کرنا اور دل سے متوجہ ہونا درکار ہے اور جو درحقیقت ملک کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہے اُسی کے متعلق کچھ بیان کروں - جس چیز پر میرے اس قدر زور دیا ہے وہ چیز تعلیم ہے اور اُسی کے ساتھ تربیت اگرچہ مجھے بہت خوشی ہے کہ دس برس کے بعد جو میں اس مرتبہ پنجاب میں آیا اور مختلف اضلاع کے لوگوں سے ملا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ اس خطہ نے ہر ایک امر میں بہت کچھ ترقی کی ہے میں اس ترقی پر رؤساء پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں اگر کوئی شخص اپنی آنکھ سے دیکھے تو اُسکو اس بات پر مشکل سے یقین ہوگا کہ اس تھوڑے سے زمانہ میں اس ملک میں اس قدر ترقی ہو گئی ہے - تعلیم کی نسبت بھی یہاں کچھ کم ترقی نہیں ہوئی اضلاع شمال و مغرب میں جہاں اسی بوس سے گورنمنٹ کی

عملداری ہی اگر پنجاب سے مقابلہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُس ملک میں ترقی کی چال کسقدر آہستہ اور پنجاب میں کسقدر تیزی پر ہی اور پنجاب کس طرح اُن اضلاع پر غالب ہو گیا ہی - لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ پنجاب کو اب کچھ کرنا باقی نہیں ہی بلکہ ابھی اُسکو بہت کچھ کرنا ہی پنجاب کو ایک یونیورسٹی بھی ملگئی ہی جسکے اصول پر لوگوں کی راہیں میں بہت کچھ اختلاف ہوا تھا اور اُسکے تقرر کے وقت بہت سے جھگڑے بھی پڑے تھے یہہ مخالفت عجب طرح کی تھی جو لوگ اُسکے مخالف تھے وہ بھی ملک اور قوم کے خیر خواہ تھے اور جو لوگ کہ اُسکے طرفدار اور قائم کرنے والے تھے وہ بھی اپنی دانست میں ملک اور ملک کے لوگوں کی بہتری چاہتے تھے - کوئی شک نہیں ہی کہ ابتدا میں اُسکی بلما کے طریقہ نے ایک نامناسب صورت پکڑی تھی مگر حال کے جناب نواب لغٹنلٹ گورنر بہادر نے اُسہیں کچھ اصلاح کی اور اُسکی صورت کو سنوارا اب پنجاب یونیورسٹی ایک ایسے درخت کی مانند ہو گئی ہی جس میں دو قسم کے پھل لگتے ہیں ایک میٹھا اور دوسرا پھیکا یا دو پھول کھلتے ہیں ایک خوشنما اور خوشبودار اور دوسرا بغیر خرشبو کا اب یہہ بات کہ کس پھل اور کس پھول سے عمدہ نتیجہ ملک کی ترقی کا اور ملک میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے پھیلنے کا حاصل ہوگا غور طلب باقی ہی اب پنجاب کے لوگوں کے اختیار میں ہی کہ اُسپر غور کریں اور جسکو پسند کریں اختیار کریں - اے حضرات میں بھی ہندوستان ہی کا رہنے والا ہوں میرے باب دادا نے مشرقی ہی علوم میں تعلیم پائی تھی اُسی سے فائدے اُٹھائے تھے میرے ہندو بھائیوں نے بھی اپنے ہی علوم میں ترقی کی تھی اُنکی مقدس زبان سنسکرت میں بہت سے علوم موجود ہیں جنپر اُنکو فخر کرنے کا مقام ہی کہ اُنکے باپ دادا نے ایسے علوم جاری کیئے تھے اور اُن میں ایسی عمدہ عمدہ کتابیں لکھی تھیں اور وہ سب مشرقی ہی علوم تھے - جو مناسبت مجھکو مشرقی علوم سے بوجہ ہندوستان کے باشندہ ہونے یا باپ دادا کے موروثی علوم ہونے کے سبب اُسے ہی میرے دل میں اُسی بات کو آنا چاہیئے تھا کہ وہی علوم قابل ادب ہیں اور اُنہی علوم کو از سر نو زندہ کرنا یا ترقی دینا چاہیئے مگر زمانہ کی چال نے مجھکو یہہ سکھایا ہی

اور اُس پر معجبور اور مضبوط کر دیا ہی کہ میں یہہ کہوں کہ ہمارے
نوجوان طالب علم اور ہمارے بچے انگلش لٹریچر اور یورپین سائنس
سیکھیں *

اے دوستوں ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باپ دادا اپنے حاصل کئے
ہوئے علوم پر فخر کرتے تھے ہندو صاحبوں کے باپ دادا کا بھی ایسا ہی
حال تھا وہ فخر بے شک ہمیشہ رکھتا اور اُن بزرگوں کے نام عزت سے
لیئے جائینگے مگر اس زمانہ میں یہہ چیز قابل دیکھنے کے ہی کہ
کونسی چیز اب ہمکو اور ہمارے ملک کو مفید ہی کونسے علوم ہمکو
مہذب بنائینگے اور کس زبان کا سیکھنا ہماری شایستگی کو ثابت کریگا
اور دنیا میں ہمکو بکار آمد بنائینگے اس بات کے کہنے پر معجبور ہوں
کہ وہ انگلش لٹریچر اور سائنس ہی - جس زمانہ میں مشرقی علوم
ہمارے اور تمہارے باپ دادا نے حاصل کئے تھے اُسکو ہزاروں برس ہو گئے
جو علوم سابق میں جاری اور ایجاد ہوئے تھے انہیں بعض علوم تو بلاشبہ
اب تک سچے ثابت ہوئے ہیں مگر اُن میں بھی بہت کچھ ترقی ہو گئی
ہی اور بہت سے علوم اب ایسے ایجاد ہوئے ہیں جنکو ہمارے تمہارے باپ
دادا نہ جانتے تھے اور وہ اس زمانہ کے لیئے مفید اور کار آمد ہیں اگر ہم
اُسی پرانی لکیر کو دیکھتے رہیں تو گویا ہم موجودہ زمانہ سے سیکڑوں برس
پیچھے ہٹتے ہیں حالانکہ ہمکو آگے بڑھنا چاہیئے (چیزز) میں کہتا ہوں
کہ پنجاب کے لوگوں کا یہہ خیال ہی کہ وہ اُن جدید علوم کو اپنی زبان
کے ترجموں سے حاصل کر لینگے اور یہی بنا مشرقی زبان کی یونیورسٹی
قائم کرنے کی ہوئی مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں پہلا شخص ہوں
جس کے خیال میں بھس ہائوس برس قبل یہی بات آئی تھی میں نے
صرف اُس کو خیال ہی نہیں تھا تھا بلکہ کر کے دکھایا اور آزمایا تجربہ
کیا سین ٹیفک سوسٹٹی قائم کی جو اب تک زندہ ہی اُس میں یہی
کام شروع تھا تاکہ علوم اور فنون کی کتابوں اپنی زبان میں ترجمہ
ہو کر قوم کی تعلیم کے لئے شائع کی جاویں مگر بعد تجربہ کے معلوم
ہوا کہ اُن جدید علوم کا ترجمہ کر کے اپنی قوم کو سکھانا نا ممکن ہی -
میں اس کا مخالف نہیں ہوں کہ بذریعہ ترجمہ کے وہ علوم ہماری
زبان میں نہ لائے جاویں مجھکو جسقدر مخالفت ہی وہ اسبات سے ہی

کہ ہمارے ملک کی تعلیم اور خصوصاً اعلیٰ درجہ کی تعلیم انہی پر منحصر رکھی جاوے یا وہی کافی متصور ہوں اور انگریزی زبان میں تعلیم کی ضرورت نہی - جن لوگوں نے ترجمہ کا کام کیا ہی وہ جان سکتے ہوں کہ غیر زبان کی اصطلاحوں کو اپنی زبان میں لانے کے واسطے کس قدر دقتیں پیش آتی ہوں پھر اس کے سوا یہہ کیسی دقت ہی کہ جب تک کسی ایک علم کی کتاب کا ترجمہ ہو کر شائع ہونے کا وقت آئے تب تک اُس علم میں بہت سی اصلاح اور بہت کچھ ترقی ہو جاتی ہی ہاں یہہ اُس وقت ہو سکتا تھا کہ جب علم محدود ہو گئے ہوتے اور ہماری زبان حکمران زبان ہوتی ہمارا یہہ حال نہیں ہی ہماری حکمران زبان انگریزی ہی ہم کیسی ہی کوشش کریں ناممکن ہی کہ ہماری زبان میں علوم پھیل سکیں یورپ میں بھی غیر قوم کے علوم کی کتابوں کے اپنی زبان میں ترجمہ کرنے کا کام ہوا ہی اور ہوتا ہی باوجودیکہ انہوں نے ترجموں میں اصطلاحوں قرار دینے کو مجلسوں مقرر کیں اور بڑے بڑے عالموں نے اُس پر توجہ کی پھر بھی اصطلاحات کے مقرر کرنے میں غلطیاں نکلتی ہوں اور ثابت ہوتا ہی کہ اُن سے چارہ نہیں معذرا وہ ترجمے اس لئے نہیں ہوئے اور نہ اس لئے ہوئے ہیں کہ وہ ترجمے یورپ کے لئے علوم کے سرمایہ ہونگے بلکہ وہ صرف اس بات کے جاننے کے لئے ہوئے ہوں کہ اور قوموں کے کیا خیالات تھے ہمارے مسلمان بھائی اس بات پر زور دیتے ہوں کہ خلفاء عباسیہ کے وقت میں یونانی علوم اپنی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کی گئے تھے اور ملک و قوم کے لئے مفید ہوئے مگر اس میں دو غلطیاں ہوں ایک تو میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ترجموں کے ذریعہ سے علوم پھیلنے کے لئے ترجموں کی زبان وہی حکمران زبان ملک کی ہونی چاہئے خلفاء عباسیہ نے وقت میں وہی زبان ملک کی حکمران زبان تھی لوگوں کو دوسری زبان سیکھنے کی حاجت نہ پڑتی تھی اور اُسی زبان میں علوم پھلتے تھے اس کے سوا دوسری بات یہہ ہی کہ اُن کو یونان کی چند اور محدود کتابیں ملی تھیں اُس زمانہ میں یونان کے علوم ترقی کر کے رک گئے تھے اُن میں روز روز نئی اصلاحیں نہوتی تھیں اُس وقت میں اُن ترجموں سے کام نکل سکتا تھا اُس زمانہ میں یورپ کے جدید علوم نے ایک جگہ قرار نہیں پایا ترقی موقوف نہیں ہوئی خدا کرے کہ اسکی

ترقی موقوف بھی نہ ہو اس زمانہ میں کوئی مہینہ کوئی ہفتہ نہیں جاتا کہ علوم میں کوئی نہ کوئی نئی بات پیدا نہ ہو طلباء کو روز بروز اُس کو دیکھنا اور اُس سے واقف ہونا چاہیئے کیا یہ بات کسی طرح ممکن ہے کہ جو دریا روز بروز موج مارتا ہوا بڑھتا آتا ہو اور اُس کو ایک کوزہ میں بند کر لیں کالج کے طالب علم بخوبی جانتے ہیں کہ دس برس اُس طرف جو کتابیں تیسست تک تھیں اب وہ ردی ہیں اگر میری یاد میں غلطی نہ ہو تو تھوڑے دن ہوئے کہ لارڈ ڈفرن نے قاہرہ ملک مصر میں تعلیم پر ایک لکچر دیا تھا مصر کی حکمران زبان عربی ہی وہاں علوم کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کیا جاتا ہے فرانس اور جرمن میں جاکر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے وہاں کے علوم اپنی زبان میں ترجمہ کرتے ہیں اور وہی کتابیں وہاں شایع ہوتی ہیں لارڈ ڈفرن نے لوگوں کو یہ بات دکھائی کہ بہت سی کتابیں جو ابھی چھاپہ خانہ سے نکلنے بھی نہیں پائی تھیں وہ ردی ہو گئیں علوم کا ایک حد تک رکھنا اور چیز ہی اور ترقی دینا اور چیز ہی میں سمجھتا ہوں کہ ہملوگ کیا اگر گورنمنٹ بھی بہت بڑا حصہ خرچ کا دے تب بھی اُن تمام علوم کا جو شایع ہوتے جاتے ہیں اُن کا ترجمہ اور ہمکو اُن سے فائدہ پہونچنا نا ممکن ہے انے ترین تعلیم کے لیئے وہ ترجمے مفید ہو سکتے ہیں اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے لیئے جو یونیورسٹی کی تعلیم کہلاتی ہے صرف نا مفید ہی نہیں ہیں بلکہ ملک و قوم کے لیئے نہایت مضر ہیں ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں ترجموں کے پیچھے پڑا رہنا میری دانست میں پیچھے ہٹنا ہی بعض مسلمان مجھے سے کہتے ہیں کہ انگریزی پڑھنے سے اور علوم جدیدہ کے سیکھنے سے عقاید اسلام میں سستی آجاتی ہے بہت سے خطوط بھی میرے پاس اس مضمون کے آئے ہیں مگر میں نہیں جانتا کہ یہ گفتگو کس بنیاد پر ہے میرے خیال میں تو یہ مباحثہ نئی بات نہیں ہے خلفاء عباسیہ کے وقت میں بھی علمائے جو سادہ مزاج تھے اور جن میں دور اندیشی کا مادہ تھا ایسے ہی فتوے دیئے تھے کہ فلسفہ اور لاجک کا پڑھنا ممنوع ہے اور پڑھنے والا گنہگار مگر مسلمانوں کے مشہور اور مقدس عالموں میں کوئی ایسا نہ نکلے گا جس نے فلسفہ اور منطق نہ پڑھا ہو اگر کسی نے ایسا نہیں کیا تو وہ اُس درجہ کو نہیں

حاصل کرسکتا تھا جو عالموں کا درجہ کہلاتا ہی میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی وجہ نہیں ہی کہ انگریزی پڑھنے سے مذہب میں نقصان آتا ہو۔ ایک زحمت کا زمانہ ہندوستان پر اور گذرا ہی مہری سمجھ میں کم لوگ موجود ہونگے جنہوں نے اُسکو دیکھا ہوگا اور اس جلسہ میں یقیناً بہت کم لوگ ہونگے جو اُس سے واقف ہونگے یہ وہ زمانہ تھا کہ جب لارڈ مکالی پریسیڈنٹ ایجو کیشنل بورڈ کے تھے اُس وقت اس کی تکرار اور بحث تھی کہ ہندوستانیوں کو آیا انگریزی علوم اور فنون سکھائے جاویں یا اُنکوں اُنہی مشرقی علوم میں مبتلا رکھیں جن میں وہ ابتدائے مملداری انگریزی سے سنہ ۱۸۳۰ ع یا سنہ ۱۸۳۲ ع تک مبتلا تھے یہ تکرار علوم انگریزی کے مفید یا غیر مفید ہونے پر نہ تھی بلکہ اسباب پر تھی کہ خدا نے جن بندوں کو ہماڑے قبضہ میں دیا ہی اُنکو اپنے فائدہ کی نظر سے اندھیڑے میں رکھنا بہتر ہی یا خدا کا ملک کا انسانیت کا فرض ادا کرنے کے خیال سے اُنکو روشنی میں لانا فرض ہی۔ یہ بحث نہ صرف ہندوستانیوں میں تھی بلکہ اس بحث سے پارلیمنٹ کے کمرے انگلستان میں بھی گونجتے تھے۔ وہ شخص جو اپنی نیک دلی سے خدا کے بندوں پر نیک کرنا چاہتا تھا اس امر میں گورنمنٹ سے مخالف تھا مگر پرتی بحث کے بعد وہ نیک بندہ خدا کے بندوں پر شفقت کرنے والا یعنی لارڈ مکالی چیت گیا مہری دانست میں کوئی گورنر جنرل کوئی ویسرائے کوئی ملک کا خیر خواہ ایسا نہیں گذرا جس نے لارڈ مکالی سے زیادہ ہندوستان پر اور ہندوستانیوں پر احسان کیا ہو جس نے اس طرح کے استقلال اور ملک کی خیر خواہی زور قلم اور سچی راے سے ثابت کر کے یہ طے کرا دیا کہ انگریزی زبان اور یورپین سائنس کی ہندوستانیوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہو۔ میں پنجاب کے لوگوں سے کہتا ہوں کہ اُس کے احسان کو یاد رکھیں اور سونچیں کہ اُس نے اُسی مفید چیز ہمکو دلائی ہی اور لوگوں کو خود دیکھنا چاہیئے کہ اُنکو کھا چیز مفید اور کیا مضر ہی ابھی دو دن کا عرصہ ہوا کہ میں ایک ایوننگ پارٹی میں شریک تھا جو براہ مہربانی مجھے دی گئی تھی اُس میں میں بہت سے بی اے جوانوں سے ملا جنہوں نے یورپین سائنس اور لٹریچر میں ڈگری حاصل کی ہی اور ایسے بزرگوں سے بھی مشرف ہوا جنہوں نے مشرقی علوم اور ہندوستانی زبانوں کے

ذریعہ سے ڈگری پائی ہی — میں ان پہلے عالموں کو غور سے دیکھتا تھا کہ وہ مشرقی علوم اور مشرقی زبانوں کے عالم اس زمانہ میں کس کام کے ہونگے از ملک کو اُن سے کیا فائدہ ہوگا مانا نہ وہ علم کے خزانے رکھتے ہوں مگر وہ خزانے ہمارے کس کام آریں گے جبکہ ہماری حکمران زبان وہ زبان نہیں ہی اُن کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ ایک پتیلہ کے پست میں بہت سی کتابیں بھر دی جاویں (چورز) پنجاب یونیورسٹی کا مسودہ قانون جب پیش ہوا تھا تب میں بھی کونسل میں تھا میرے دل پر اسکا بہت اثر ہوا تھا کہ اگر یہ مسودہ اُسی حیثیت پر پاس ہو گیا تو پنجاب کی قسمت دُوب جاوے گی مگر مبارکی ہو سر چارلس ایچسٹن کو جنہوں نے کسٹڈر تکمیل اور اصلاح کے بعد اُسکو پاس کرایا اب پنجاب کا تہ بنایا تو نا اُسکے باشندوں کی رائے پر منحصر ہی ہو گا گورنمنٹ کی پالیسی سے آنکھ بند کر لینی چاہئے ہو گا وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو ہمارے ملک اور قوم کے لئے بہتری کا باعث ہو گا گورنمنٹ کا مشورہ ہونا چاہئے جس نے ہو گا آزادی دی ہے ہمارے واسطے ایسا امن قائم کیا ہے جو ہم ہندو اور مسلمانوں کو کبھی پہلے حاصل نہ تھا ہو گا گورنمنٹ کا خور خواہ رہنا چاہئے و فداری اور فرمانبرداری میں دریغ نہ کرنا چاہئے جو بحیثیت ایک لایل سبجکٹ ہونے کے ہمارا فرض ہے مگر جو چیز ہمارے ملک اور قوم کے لئے مفید ہے اور جس کے اختیار کرنی میں گورنمنٹ ہماری مزاحم بھی نہیں ہے خود سوچ کر ہو گا اختیار کرنے چاہئے ہو گا گورنمنٹ کی پالیسی کا شکر گزار ہونا چاہئے جس نے براہ مہربانی ہمارے لئے تعلیم کا بڑا بوجھ اس طرح سے اپنے اوپر اُٹھا لیا ہے جسکی نظار دنیا میں نظر نہیں آتی گورنمنٹ ہمارے لئے اس سے زیادہ اور کچھ کر نہیں سکتی ہندوستان جیسے ملک میں جہاں مختلف قوم مختلف حاجتوں مختلف عقاید مختلف مقاصد اور اغراض کے لوگ ہوں بجز یکساں طریقہ تعلیم جاری کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی اور یہی امر اُس کا بڑی تعریف کے لائق ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان جیسے ملک کے لوگ گورنمنٹ کی اس پالیسی سے اپنے اپنے مقاصد اور اغراض کے لائق فائدہ نہیں اُٹھا سکتے فرض کچھ ہے کہ گورنمنٹ کی عام پالیسی ہے کہ وہ تعلیم مذہبی سے

بالکل علیحدہ رہے یہہ پالسی اُس کی تمام قوموں میں لایق تعریف اور تمام دنیا اُس کی ثنا خواں ہی (چھوڑ) مگر اس ملک میں بہت لوگ ہوں جو مذہبی تعلیم بھی چاہتے ہیں اس میں خوارہ ہندو ہوں خوارہ مسلمان یہہ لوگ کیونکر گورنمنٹ پر ایسی تعلیم کا بہرہ سارکھ سکتے ہیں اُن کو تو ضرور اپنی تعلیم اپنے ہاتھ میں لینی چاہیئے اے دوستو ہندوستان جو مدت سے علم اور سولائزیشن میں مشہور چلا آتا ہی اور یہہ شہرت اُسکی اُسوقت سے تھی جب کہ دوسری قومیں وحشی اور جانور کے موافق تہذیب کیا اُن کو غیور نہیں آتی کہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے جو بنیاد تہذیب کی ہی گورنمنٹ کا مفہ دیکھے اور مشنری اسکولوں کی طرف تھے جس کے بانیوں نے اپنے خیال کے موافق انسانی ہمدردی سے جو کچھ کیا ہو اُسکو غنیمت سمجھے اور اپنی اولاد کو اُس مہربانی اور خیرات کی تعلیم پر چھوڑ دے تم کو غیور نہیں آتی کیا تمہاری مجموعی قوت تمہاری ہمت تمہاری دولت اسقدر بے بی نہیں ہی کہ تم اپنے بچوں کو تعلیم دے سکو۔

مذہبی انگریزی دنیوی تعلیم کے تم مختار بنو اور جس طرح پر چاہو اپنی اولاد کو تعلیم دو۔ کئی روز ہوئے جبکہ میں امرتسر میں تھا مجھکو خبر ملی کہ ایک زمانہ اسکول الکنڈریا وہاں قائم ہوا ہی ریورنڈ کلارک صاحب نے براہ مہربانی میری خواہش کے بموجب وہ اسکول مجھکو دکھایا میں بیان نہیں کرسکتا جسقدر اُن مشنریوں کی عزت اور خوبی میرے دل میں اُس کے دیکھنے سے بیٹھی ہی اس اسکول میں غیر قوم کی لڑکیاں تعلیم پاتی ہوں جن سے اسکول کے منتظموں کا نہ کچھہ رشتہ ہی نہ ہم قوم ہیں نہ برادری نہ ایک ملک کے رہنے والے ہیں۔ اُن لڑکیوں کی تعلیم جسقدر خوبی اور عمدگی اور صفائی سے ہوسکتی ہی وہاں ہوتی ہی اور اُس کے دیکھنے سے ریورنڈ کلارک کی بڑی قدر دلوں میں بیٹھتی ہی میں نے جہاں تک دیکھا کہہ سکتا ہوں کہ جس عمدگی سے الکنڈریا اسکول قائم ہوا ہی ہندوستان میں بے نظیر ہی۔ پچانوے ہزار روپہہ کے قریب اُس کی عمارت میں خرچ کیا گیا ہی یہہ اُن کی قوم اور ان کے بچوں کے لئے نہیں ہی بلکہ اس ملک کی ہندوستانی عیسائی لڑکیوں کے لئے ہی غرض کہ جسقدر عزت اُن مشنریوں کی میری نظر میں بیٹھی اُسقدر بے عزتی اپنے ملک اور قوم کی دکھائی دی۔ اُن لوگوں نے بھیک مانگ کر

دوسری قوم کے بچوں کے لئے یہہ بندوبست کیا ہی مگر حیف ہی ہندوستانوں پر کہ اپنی قوم اور بچوں کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ اگر فرض کیا جاوے کہ انہوں نے گورنمنٹ کی دی ہوئی تعلیم بچوں کے لئے کافی سمجھی ہی تو یہہ خیال غلط ہی — اگر میری رائے غلط نہ تو نوری تعلیم کسی کام کی نہیں جب تک اُس کے ساتھ تربیت نہ تو تربیت کے معنی یہہ نہیں ہی کہ بچہ دوزانو ہو کر بیٹھ اور ہاتھ جوڑ کر ہماری ہاں میں ہاں ملائے یہہ تو انسان کی تعلیم نہیں ہی یہہ تو بندر کو بھی سکھا دیا جاتا ہی بچوں کی تربیت کے لئے سچائی نیکی لحاظ سچی آزادی ہونی چاہیئے اور یہہ تمام باتوں گھر پر تعلیم پانے سے نہیں آ سکتیں جب تک اُن کے لئے ایک ایسی تعلیم گاہ نہو اور وہ اُس تعلیم گاہ کے از گزے میں نہ ڈال دیئے جائیں جہاں بجز تعلیم اور تربیت کے اور کوئی چیز نہو جن لوگوں نے کمبرج اور آکسفورڈ کے کالجوں کی تعلیم اور وہاں لڑکوں کا رہنا ندیکھا ہو اُن کے خیال میں اُس کی خوبی واقعی ذرا مشکل سے آویگی وہاں جوان جوان اور خوبصورت لڑکے نہایت صفائی اور ستھرائی سے بسر کرتے ہیں اور کالج لیف کا اُن کے اخلاق اور تربیت پر ایسا اثر ہوتا ہی جس سے وہ دنیا میں تربیت یافتہ اور شایستہ کہلاتے ہیں ہندوستان میں راجہ — سردار بہادر — خان بہادر — اور اور نامی لوگوں نے اپنے بچوں کی تربیت کا کیا بندوبست کیا ہی گو میں ایک غریب آدمی ہوں مگر میں نے بڑے بڑے امیروں کے بچے دیکھے ہیں وہ نوکروں کے لونڈوں اور اگر وہ نہیں تو بازاری لونڈوں کی صحبت اُٹھاتے ہیں — گالی گالچ برے الفاظ بد اخلاقی کی باتیں خراب عادتیں سنتے دیکھتے اور سیکھتے ہیں اسکے سوا اور کچھ نہیں — بھلا ایسی حالت میں بھی تربیت ہو سکتی ہی ہرگز نہیں مدرسہ میں جا کر چار گھنٹے ماسٹر یا زیادہ سے زیادہ انگریزی پروفیسر کے پاس بیٹھنے سے تربیت نہیں آ سکتی وہ مقام کچھ جادو گھر نہیں ہی کہ وہاں تین یا چار گھنٹہ کا رہنا باقی چوبیس گھنٹوں کی خراب صحبتوں کی خرابیوں کو دور کر سکے — آپ کامتہ سے پشاور تک ہماریہ سے لیکر دکن تک کوئی جگہ بتائے جہاں لڑکے تربیت اور تعلیم پاسکتے ہوں گو میں تو یہہ کہہ سکتا ہوں کہ جیسا چاہیئے تعلیم بھی نہیں پاسکتے لیکن بغرض تعلیم کے تربیت تو ہرگز نہیں

پاسکتے کوئی رئیس کیسا ہی بڑا رئیس کیوں نہ ہو کوئی سامان کافی اپنے گھر پر تعلیم اور تربیت کا نہیں کر سکتا اس تعلیم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ عمدہ خاندان عمدہ اخلاق عمدہ تعلیم کے معلم اور پروفیسر ہوں اور لڑکے جو آپس میں ساتھ پڑھتے اور رہتے ہوں اسی طرح اچھے خاندان اور اچھی عادتوں کے خوگر ہوں یہ امور ہر جگہ مہیا ہونے ناممکن ہیں اور واقعی جب ایسا نہ ہو تو کوئی شخص اپنے لڑکے کو بلا لحاظ اس کی تیار داری اور خرابیوں سے بچنے اور ہر طرح کی حفاظت سے محفوظ رہنے کے بعد وہ پڑھنے پر کہیں نہیں بھیج سکتا یہ اسی وقت میں ہو سکتا ہے کہ وہاں سب عمدہ سامان موجود ہوں اور مربی اپنے لڑکوں کو اور روپیہ خرچ کا پیچہ سب طرح پر مطمئن ہوں (چورس) یہی خیالات میرے دل میں تھے جبکہ مینے علیحدہ مینے کالج کی بنیاد ڈالنے کا ارادہ کیا اور اس کا ایک ایسا وسیع تعلیم گاہ بنانا تجویز کیا جس میں کافی تعداد ہماری قوم یعنی ملک کے باشندوں ہندو اور مسلمان دونوں کی گنجائش ہو اور دونوں گروہ عمدہ طور سے وہاں تعلیم اور تربیت پائیں جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو میں لندن گیا وہاں کے کالجوں بورڈنگ ہوسوں کیمبرج کے طلبہ کے رہنے کا حال دیکھا اور سمجھا کہ حقیقت میں جیتک اپنے ملک کے بچوں کے لیے ایسی جگہ نہ بناویں تو تعلیم اور تربیت ناممکن ہے مگر جب مینے اپنے دوستوں سے ایسا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے روپیہ کی تعداد پوچھی جو اس کے واسطے ضروری تھی مینے ایک معتدل تعداد پندرہ لاکھ روپیہ کی بیان کی جو حقیقت میں اتنے بڑے کام کے واسطے کافی نہ تھی اس تعداد کو سنکر میرے وہ دوست بھی جو میری رائے کو پسند بھی کرتے تھے متعجب ہوئے اور ان کے منہ سے یہ آواز نکلی کہ پندرہ لاکھ روپیہ اور ہندوستان کیا کچھ جانوں ہو گیا ہے مگر مجھے تعجب اس آواز سے نہیں ہوا گو میں سمجھتا تھا کہ قوم کو اس کام میں پندرہ ہزار روپیہ خرچ کرنے کی بھی توفیق نہیں تھی - اے میرے دوستو میں یہ نہیں کہتا کہ ہندوستان کے لوگ روپیہ خرچ کرنے میں اور قوموں سے پیچھے رہتے ہیں بیشک وہ مکانات مساجد خانقاہ شوالہ دھرم سالہ بنانے اور شادی بیاہ میں لڑائش اور آتشبازی عیش کے سامان مہیا کرنے میں بڑی فیاضی سے

روپیہ صرف کرتے ہیں اُن میں جو کچھ نقص ہی وہ یہہ ہی کہ وہ یہہ نہیں سمجھتے کہ کہاں روپیہ صرف کرنا چاہیئے اور کہاں نہیں (چہرز) یہہ حال انگلستان اور شایستہ ملکوں میں بھی ہی وہ لوگ بھی فضول خرچی کرتے ہیں اپنے دل کی خوشی میں بہت کچھ صرف کرتے ہیں لیکن وہ لوگ اپنی ترقی کا سامان سب کچھ کرچکے ہیں اب وہ جو چاہوں کریں ہندوستان میں ملک کی بھلائی کی کوئی چیز ابھی تک نہیں ہے اگر ہندوستان کے لوگ بھی اپنے ملک کی ترقی اور بہتری کے سامان مہیا کر لیں تو پھر خوشی سے جو چاہیں کریں اُن پر بھی اعتراض نہو اعتراض تو اس بات کا ہی کہ ملک اور قوم کی بھلائی کا کوئی کام نہیں کیا اور نہیں کرتے اور فضول خرچی کرنے میں اندھے ہیں تاہم میں اس بات کا ذکر ضرور کرونگا کہ اُن میں کچھ تحریک پیدا ہوگئی ہے پانچ لاکھ روپیہ کا سرمایہ اس تعلیم گاہ کے واسطے ہوگیا دو ڈھائی لاکھ روپیہ اُسکی عمارت میں خرچ ہوچکا ہے کوئی انگریز جو علیحدہ سے گذرتا ہی شاید ہی کہ اُن میں سے کوئی ایسا ہو کہ اس کالج کو ہندوستان میں ایک نئی چیز سمجھ کر نہ دیکھتا ہو ایجوکیشنل کمیشن نے اسی کالج کے ہونے کے سبب سے وہاں ایک اجلاس کیا اور اپنی رپورٹ میں اُس کمیشن کے پریسڈنٹ مشہور عالم فاضل ڈاکٹر ہنٹر اور اُس کمیشن کے لایق ممبروں نے یہہ کہا کہ ہندوستان میں کوئی کالج اس سے عمدہ نہیں ہے اور بورڈنگ ہوسوں کی نسبت یہہ لکھا کہ وہ کیمبرج کے بورڈنگ ہوسوں کے موافق ہیں بلکہ بعض اچھے ہیں تین سولہ کے ہندو مسلمان کے اُس میں تعلیم پاتے ہیں سنی شیعہ اپنے اپنے مذہب کے طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں ہندو اپنے مذہبی طریقے بچا لانے کے واسطے خود مختار ہیں مسلمان اور ہندو دونوں بورڈنگ ہوسوں میں رہتے ہیں ان دونوں گروہوں کے کھانے کا بندوبست جدا جدا کیا گیا ہے ایک جگہ رہنے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے ایک دوسرے کا ہمدرد ہوتا ہے اس کو ہندوستانوں سے نہیں انگریزوں سے پوچھنا چاہیئے وہ اس کی قدر خوب جانتے ہیں کہ ایک کالج میں رہنے سے باہمی طلبہ کے کیسی محبت اور برادرانہ رسم ہو جاتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اُس کالج میں اُن سب باتوں کا برتاؤ ہوتا ہے جو مجھے

اس بات کے بیان کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہی کہ اب تک روپیہ نہونے کی وجہ سے نماز پڑھنے کے واسطے مسجد تک تھار نہیں ہوسکی صرف ایک بہت وسیع چبوترہ ہی جس پر ایک طرف شیعہ دوسری طرف سنی اپنی اپنی نماز پڑھتے ہیں یہ تمام باتیں باہم اتفاق قائم ہونے کی ہیں جس کی ہندوستان میں اشد ضرورت ہی اے صاحبو صدیاں گذر گئیں جب سے خدا کو یہ منظور ہوا کہ ہندو اور مسلمان اسی ملک کی ہوا اور پیداوار کھائیں اسی زمین پر جائیں اور اسی پر مریں ان رانعات سے خدا کی یہ مرضی پائی جاتی ہی کہ یہ دونوں گروہ اسی ملک میں باہم دوست ہوکر بلکہ دو بھائی کی طرح ہندوستان میں رہیں ہندوستان کے خوبصورت چہرہ کی یہ دونوں دو آنکھیں بنیں — یہ دونوں قومیں جو دال اور چاول کی طرح سے مل گئی ہیں متفق ہوکر رہیں جب تک یہ اتفاق نہیں ہوتا بیشک قومی تعلیم کا بھی بندوبست نہیں ہوسکتا اگر ہندو اپنی دو پتھروں کی اور مسلمان اپنی تیز اینٹ کی جدا جدا عمارت بنائیں گے تو کچھ نہوسکے گا ان دونوں کو چاہئے کہ متفق ہوکر پہلے ایک کام کو پورا کریں اور جب وہ ختم ہو جائے تب دوسرے میں ہاتھ لگائیں مسجد کو اس بات کے ظاہر کرنے میں خوشی ہی کہ ہمارے کالج میں ہمارے ہندو بھائیوں نے مدد کی ہی اور خدا ترسی کے خیال سے اپنے محتاج مسلمان بھائیوں کا حق ادا کیا ہی کالج کے منتظموں نے بھی اس احسان کو بھلایا نہیں انہوں نے ایک جگہ پر رہنا ایک بھلیج پر بٹھ کر تعلیم پانا ایک احاطہ میں رہنا پھرنا کھیلنا دونوں قوموں کے لئے ایک ہی طرح پر قرار دیا ہی جس سے باہمی دوستی کو ترقی ہوتی ہی میرے خیال میں اس سے عمدہ کوئی اور طریقہ نہیں ہی مگر میری یہ غرض نہیں ہی کہ ہمارے ملک کے لوگ قوم کی بھلائی کی کوئی اور بات نہ سونچیں انکو چاہئے کہ وہ اسپر غور کریں کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اگر اسکے سوا کوئی اور چیز انکو نظر آئے تو اسکو وہ کریں لیکن یہ نہونا چاہئے کہ ایک کام ادھورا چھوڑکر دوسرا کام شروع کر دیا جاوے *

اے صاحبو ایک زمانہ گذرا جبکہ ہندوستان ایسی قوم کے زیر حکم تھا جنکو لوگ ہندو کہتے ہیں پھر مسلمان اسپر حکمران ہوئے ابھی ایک

تھوڑا زمانہ گزرا ہی کہ اسی ملک پنجاب میں ایک بہت بڑی بہادر اور جری قوم سکھوں کی حکومت تھی یہ تمام زمانے اور حکومتیں کھسے ہی کچھ رہے ہوں مگر مدتوں سے اس ملک کے رہنے والوں کو علم کی ترقی دینے کا کوئی موقع نہ تھا اسوقت پر فخر کرنا چاہیئے جبکہ خدا نے ہمکو ایک ایسی گورنمنٹ دی ہے جس نے امن قائم کیا ہے اصلی آزادی ہمکو دی ہے آزاد قانون وضع کیئے ہیں ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کی روک تھامی ترقی میں نہیں ہے ایسی پر امن سلطنت میں بھی اگر ہم غافل رہے تو ہماری قوم کو اور کب امید ہوگی اور اب وہ کونسا زمانہ آویگا کہ دنیا میں ترقی کر کے ایک معزز قوم کہلائینگے — (بہت زور سے چہرے) *

اس لکچر کے ختم کرنے کے بعد سید صاحب اُس تخت پر سے اترے اور جہاں اور سب لوگ بیٹھے تھے وہاں آبیٹھے — اسوقت سید اولاد علی صاحب اپنی کرسی پر سے اترے اور سید صاحب سے اجازت چاہی کہ نوجوانان جالندھر کے دل میں جو آپکی شکرگذاری کا جوش ہے وہ اُسکو بذریعہ ایک سپاسنامہ کے عرض کرنا چاہتے ہیں اور اُسکے پڑھنے والے کی اجازت چاہتے ہیں — سید صاحب نے نہایت خوشی سے اُسکو منظور کیا اور سید اولاد علی صاحب نے اُس شکرکہ کو نہایت خوبی سے پڑھا — سید صاحب نے مختصر مگر دلچسپ اُسکا جواب دیا جو ذیل میں مندرج ہے *

کورنش نوجوانان مسلمانان جالندھر

بعالی خدمت

جناب جواد الدواہ عارف جنگ آنریبل موای سید احمد

خان صاحب بہادر سی - ایس - آئی

جناب فخرالاسلام ! —

اُن احسانات کو جو جناب نے اپنی قوم پر کئے ہیں اور اُن خدمات کو جو جناب نے اپنے سچے مذہب اور گورنمنٹ کی کی ہیں بیان کرنا ہم ہمتدانوں کا مقدور نہیں کسی فصیح زبان کا کام ہے اور اُن تکالیف اور مصائب کی جو جناب نے قوم و ملک کی بہتری کی سعی و محنت میں اپنے جد بزرگوار کی طرح اپنی ہی قوم سے برداشت کی

ہیں ظاہر کرنے کا حوصلہ کسی سنگدل میں ہی پڑے ہم ارادت مندوں
کی مجال نہیں *

جناب نے باہیں ہمہ قدر و منزلت کے کہ جناب لو اب لغتنت گورنر
صاحب جیسے معزز اور عالی مراتب اشخاص اسباب کا فخر کریں کہ
”وہ جناب کے دوستوں میں سے ہیں“ یہہ جو ایک قسم کی گدائی
اختہار فرما کے اپنی قوم و ملک کے لیئے ولایت کی یونہورستیوں کے نمونہ
پر ایک کالج قائم کیا ہی اور یہہ جو جناب نے اپنا قدیمی وطن مالوہ دھلی
جیسا پر فضا شہر اور اپنے خویش و اقربا چہوڑ کر ہمارے بھائی طالب علموں
کی تعلیم و تربیت کے واسطے علیحدہ جیسے ویرانے میں اپنی سکونت
اختہار فرمائی ہی اور یہہ جو جناب نے ہمارے مفلس اور نادار بھائیوں
کو بھی سول سروس میں بھجئے کا بھڑے اوتھایا ہی تو ان سے اور جناب
کے دیگر نیک کاموں سے جناب کا نام نامی ہی صرف صفحہ روزگار کی
تاریخ پر نہیں رہیگا بلکہ آئندہ نسلیں جناب کے کارناموں کو نہایت عزت
اور ادب کی نگاہوں سے دیکھیں گی اور نہایت اعلیٰ درجہ کے بزرگ
القابوں سے جناب کو یاد کریں گی *

یہہ جناب کی ہی سراسر عنایت ہی کہ جناب نے ادھر تو ہمارے
دلوں میں گورنمنٹ کی خیر خواہی اور قابعداری کا بیج بڑیا اور ہم کو
حضرت قیصر ہند دام ملکھا و سلطنتھا کی وفادار اور جان نثار رعیت
بنایا اور اودھر گورنمنٹ کے آئینہ دل سے وہ غبار جو چند لوگوں کی
بیدانشی اور حرکات ناشایستہ اور بعض کی کم فہمی سے بیٹھ گیا تھا اپنی
پرتائیر تشریحات اور تقریرات سے دھویا اور گورنمنٹ کو ہماری حالت زار
پر متوجہ فرمایا تو اس لحاظ سے اگر ہم نہایت خوشی سے پکاریں کہ
”مبارک ہی گورنمنٹ کا خیر خواہ - امن کا بانی اور قوم کا فخر“ تو
یہہ وجوہ زیبا ہی *

اس میں کچھ شک نہیں کہ مختلف ملکوں - قوموں اور زمانوں
میں ریفارمر گذرے ہیں جنہوں نے کسی قدر تکالیف اوتھا کر اپنی اپنی
قوم و ملک کو فواید پہونچائے ہیں - لیکن اُن میں اور جناب میں فرق
ہی کیونکہ اول تو اُن سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں جو جناب کی ذات
والا صفات سے گورنمنٹ کی خیر خواہی اور قوم و ملک کی بہتری کے

لیئمہ ظہور میں آئے ہیں نہیں ہوئے - دوم نہ اُنکو مختلف عقاید کی مختلف اقوام کے بیجا اعتراضات کے دفعیہ میں جو قوم پر ہوئے اس طرح کی کوئی مشکل پیش آئی اور نہ اُنکی اپنی قوموں نے کوئی مذہبی آڑ رکھے کے ایسی سخت مخالفت کی اور نہ اُن زمانوں کی اقوام کو ایسے اسباب مخالفت دستیاب تھے ما سوائے ازیں جناب نے یہ کہ جو بڑا بہاری احسان قوم پر کیا ہی کہ نوجوان مسلمانان اعلیٰ تعلیم یافتگان کو جنکے دلوں میں بداعت مطالعہ علوم فلسفہ وغیرہ الکاد اور کفر گھر کرتا جاتا تھا الکاد سے بچایا اور حلقہ اسلام میں رکھا اور آئندہ نسلوں کو اس کمبخت مصیبت سے نجات دی تو پس اس سے اگر ہم کہیں کہ ”ریفارمیشن اور سچی حب قومی کا جامہ صرف جناب کی ہی ذات مبارک پر قطع ہوا ہی“ تو کچھ مضائقہ نہیں *

کوئی برے سے برا نام جہاں میں نہیں رہا جو جناب کو اُسی قوم نے جسکی بہتری کے لیئے جناب نے مال و جان تک دریغ نہیں فرمایا نہ دیا ہو - لیکن برخلاف اسکے کوئی بزرگ اور مقدس نام بھی باقی نہیں جو جناب کی شان میں نہ کہا گیا ہو - الا یقیناً عرض کیجاتی ہی کہ جسقدر یہ ناشایستہ نام برے اور سخت ہونگے اُسقدر وہ آئندہ روشنی کے زمانہ میں جناب کی ثابت قدمی اور استقلال کے ثبوت اور جناب کی حب قومی اور ہمدردی کے زہور اور جناب کی تعظیم و تکریم اور ادب کے باعث ہونگے - فی زمانہ بھی ہم جناب کو مبارکباد دیکر عرض کرتے ہیں کہ بہت سے اہل قلم و علم سچے دل سے اپنے آپ کو جناب کے نیازمندوں میں شمار کرتے ہیں *

ہم نہایت ادب سے جناب کی خدمت میں تہذیب الاخلاق کے دوبارہ جاری فرمانے کے واسطے عرض کرتے ہیں کہونکہ جسقدر اُس سے قوم و ملک کو فواید حاصل ہوئے ہیں وہ جناب نے اس سفر پنجاب میں بچھم خود ملاحظہ فرمائے ہونگے - اگرچہ جناب کو کثرت کار کے باعث فرصت بہت کم ہی - چونکہ اس میں قوم و ملک کی ترقی ہی تو اسلئے اُمید قوی ہی کہ جناب و جناب کے احباب جنہوں نے قوم کی بہتری کے لیئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اپنے بیہش قیمت وقت کا کچھ حصہ مثل سابق صرف فرماکر اس ہماری عاجز درخواست کو قبول فرماویں گے *

اخیر میں ہم سب سے اول خداوند کریم کی درگاہ پاک میں یہہ دعا مانگ کر اس معروض کو ختم کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ہماری گورنمنٹ کو جس کے مہد معدلت مہد میں ہمیں وہ آسائش - وہ امن - وہ آزادی حاصل ہی جو آگے اس ملک کو کبھی نصیب نہیں ہوئی باروز افزوں ترقی سلطنت سلامت رکھے اور ہمکو جناب قیصر ہند کی سچی تابعدار اور جان نثار رعیت بنائے اور ہماری گورنمنٹ اور قوم کے خیر خواہ کو جمیع مقاصد و مطالب دینی دنیاوی پر کامیاب و سرسبز فرمائے اور ہمکو حب قومی اور ہمدردی کی توفیق دے ” آمین ثم آمین “

” بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین “ من مقام جالندھر *

چہارم فروری سنہ ۱۸۸۲ء

آپ کے خادم

محمد نیازالدین خاں دانشمند - محمد بیدار خاں غز - محمد رحیم الدین خاں دانشمند - اصغر علی انصاری - محمد ضیاء الدین خاں - چراغ محمد - فتح الدین خاں *

سید صاحب کا جواب

اے نوجوانان جالندھر -

آپ لوگوں کا جنہوں نے یہہ اتوریس میرے سامنے پیش کی ہی میں دل سے شکر گزار ہوں مجھے اس بات کے سقمے سے کہ آپ میں خیال قومی ہمدردی کا پھدا ہوا ہی قوم کو قوم سمجھنے لگے ہیں بہت خوشی ہوئی اور جیسا کہ اپنے اپنی تحریر میں ذکر کیا ہی اگر یہہ خہال مہری ہی سبب سے ہوا ہی تو میں خود اپنے اوپر فخر کرتا ہوں مگر اے دوستو یہہ بات اسطرح نہیں ہی خدا نے تمہارے دل اسطرح سے بنائے تھے کہ تہوڑی سی تحریک پر تم لوگ ٹھک کاموں کی طرف مائل ہو گئے آپ لوگ اس خہال کو اپنی ہی نیک دلی کی طرف رجوع کیجئے آپ نے جو کچھ ذکر اُن خدمتوں کا کیا ہی جو میں نے اپنی گورنمنٹ کی کہیں میں آپ کی اس قدر دانی کا مہنوں ہوں لیکن آپ اس بات کو یاد رکھیے کہ مجھ سے اگر کچھ اچھی خدمت یا وفاداری گورنمنٹ کی ہوئی تو وہ بالکل میرے اپنے مذہب کی پھرو کی ہی میں اپنے خدا اور رسول کا جنہر کہ میں یقین رکھتا ہوں یہی حکم سمجھتا ہوں کہ جس

حاکم کے امن میں رہیں اُس کی اطاعت کریں پس میں نے جو کچھ کیا اپنے خدا و رسول کی اطاعت کی بیشک میں نے گورنمنٹ کی خدمت کی ہی مگر اُسکا اصلی سبب وہی تھا۔ تمام ہندو اور مسلمان اس کو یاد رکھیں کہ رعیت کا کام ہی کہ جس حاکم کی رعیت ہوں اور اُس کے امن میں ہوں اُسکی اطاعت کریں (چورز) تہذیب الاخلاق کا پرچہ ابتدا میں اسی واسطے جاری کیا گیا تھا کہ ہندوستانیوں کے دل جو مردہ ہو گئے ہیں اُن میں کچھ تحریک لائی جاوے ہندوستان کی حالت ایک بند پانی کی سی ہو گئی تھی جس سے طرح طرح کے نقصان اور مضرت کا اندیشہ تھا اُس کے واسطے ایک چپو کی ضرورت تھی کہ وہ اُس کو ہلاک اُسنے اپنا کچھ کام کیا اب تحریک پیدا ہو گئی ہی ہندوستانیوں کی زبانوں اور قلموں سے قومی ترقی اور ہمدردی کے الفاظ نکلنے لگے اخباروں میں قومی بھلائی اور قومی ترقی کے الفاظ بلکہ آرٹیکل نظر آنیلگے جس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اُس پرچہ نے اپنا کام پورا کیا جب قوم میں تحریک اور اپنے تئیں ذلت کی حالت میں ہونے کا خیال پیدا ہو جاتا ہی تو یہی ذریعہ اُن کی ترقی کا ہوتا ہی مہری فرصت اور کاموں کا حال وہی لوگ جانتے ہیں جو دیکھتے رہتے ہیں وقت کم اور کام بہت نہ سمجھ میں یہ قوت ہی کہ سورج کو تھرا کر دنکو بڑھا دوں نہ یہ طاقت کہ سورج کو نکلنے سے باز رکھ کر رات کو وسعت دے دوں اگر ایک طرف ایک کام پر متوجہ ہوتا ہوں تو اور بہت سے ضروری کام ملتوی رہ جاتے ہیں اس سبب سے بمجبوری اُس پرچہ کو بند کرنا پڑا مگر سمجھے اُمید ہی کہ کوئی شخص اور اوتھے کھڑا ہوگا جو آپ کی اس خواہش کو پورا کرے آپ نے بنظر ہمدردی اُن مخالفتوں کا بھی ذکر کیا ہی جو میرے کاموں میں ہوئیں اے دوستو جب میں نے یہ خیال کیا تھا کہ قوم اچھی حالت میں نہیں ہی اُس کے واسطے کچھ کرنا چاہیئے تو میں نے یہ خیال کر لیا تھا کہ اسمیں سخت مخالفتیں ہونگی مگر میں یقین دلانا ہوں کہ جوں جوں سمجھ بھائی، گڈوں، گالیاں دی، گڈوں مکہ سے کفر کے قدری منگائے گئے مہری صحبت اپنے مخالفوں کی طرف بڑھتی گئی اور مہری کوشش کو ترقی ہوتی گئی کیونکہ میں سمجھتا رہا کہ میرے مخالف جو کچھ کرتے ہیں نا سمجھی سے کرتے ہیں اگر

قوم کی ایسی حالت نہ ہوتی کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو نہ سمجھتی تو ہم کو کوشش کی کہا حاجت تھی اُن کے ان افعال سے یہ ثابت ہوا کہ اور زیادہ کوشش کرنے کی حاجت ہی ابتدا میں جو کوشش شروع کی گئی تھی اُس کو روز بروز ترقی ہوتی گئی مگر یہہ کوشش میری نہ کسی دنیوی فائدہ کی غرض سے تھی نہ دینی ثواب کی غرض سے بلکہ اُس مقصد کے سبب سے ہی جو مجھ کو قوم کے ساتھ ہی اے دوستو میں ایسے شخص کو جو ایسا کام اس غرض سے کرے کہ اُس کو کوئی نفع ہو میں اُس کو تاجر سمجھتا ہوں کہ ایک چیز بیچ کر دوسرا نفع حاصل کرنے کی فکر میں ہی آخرت کے ثواب کے واسطے کوئی کام کرنے اور دنیا کی تجارت میں صرف چلے اور دیر میں نفع پانے کا فرق ہی میرا مذہب یہہ ہی کہ بھائیوں کی خدمت کرنی چاہوئے نہ خدا کے لہئے بلکہ بھائیوں کے لہئے آخر میں میں آپ کے شکریہ پر اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں (چہر زور سے) *

ایڈریس کے جواب ختم ہونے پر مولوی شیخ مراد علی صاحب نے مبلغ تین سو چورائے روپیہ ایک آنہ ممبران انجمن اسلامیہ و دیگر احباب جالندھر کی طرف سے بطریق دعوت سید صاحب کے پیش کیئے جس کو سید صاحب نے نہایت اخسانمندی سے قبول کیا اور یہہ تجویز ہوئی کہ یہہ روپیہ کار عمارت مدرسۃ العلوم میں صرف کیا جاوے گا اس عطیہ میں جناب سردار بکرمال سنگیہ بہادر کسی سبب سے شریک نہیں تھے * اُس کے بعد جلسہ درخواست ہوا تھوڑی دیر آپس میں احباب گفتگو کرتے رہے پھر کھانا کھانے کا وقت ہوا ہم سب لوگ کھانے کے کمرہ میں گئے جہاں ہمارے میزبان سردار صاحب کی طرف سے نہایت سلیقہ سے میز آراستہ تھی اور تمام کھانے نہایت عمدہ و نفیس تھے - میز پر سید صاحب کی پارٹی کے سوا خان بہادر سردار محمد یار خان صاحب - منشی سید اولاد علی صاحب - فقیر ظفر الدین صاحب - مولوی شیخ مراد علی صاحب - بابو برمغاتہ صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ صاحب کمشنر بہادر بھی شریک تھے *

خان بہادر سردار یار محمد خان صاحب

سردار یار محمد خان صاحب نہایت عالی خاندان ہیں - ان کے دادا شاہ مراد خان پوپلزئی تومور شاہ کابل کے بادشاہ کے دربار میں بختیار

ضبط بیگی اور لقب امیر اعظم کے ممتاز تھے یہ عہدہ اور یہ خطاب و لقب جدید نہ تھا بلکہ موروثی تھا - اُن کی وفات کے بعد سردار محمد شریف خاں اپنے باپ کی مسند پر بیٹھے اور شاہ شجاع کے عہد میں علاوہ منصب ہائے سابقہ کے اور متعدد منصب پائے اور وزارت اعلیٰ اور مشہور مال کل ممالک افغانستان کے منصب پر سرفراز ہوئے *

اسی زمانہ میں کابل میں وزیر فتح خاں اور شاہ شجاع میں لڑائی شروع ہوئی اور وزیر فتح مند اور شاہ مغلوب ہو گئے اُس کے ساتھ سردار محمد شریف خاں کے خاندان کو بھی مدد عظیم پہونچا *

جب شجاع الملک نے بعد گورنمنٹ انگریزی کابل پر فوج کشی کی تو سردار بابندہ خاں خلف سردار محمد شریف خاں افغانستان کی فوج کے سپہ سالار تھے سردار دوست محمد خاں سے متعدد لڑائیاں لڑے اور امیر دوست محمد خاں کے تمام کفہ کو گرفتار کر کے سرکار انگریزی کے سپرد کر دیا جو آخر کو معہ دوست محمد خاں کے قیدی ہو کر ہندوستان میں بھیج دیا گیا *

جب کہ امیر دوست محمد خاں نے قہد سے رہائی پائی اور پھر کابل کا امیر ہوا تو اُس نے ورثہ سردار محمد شریف خاں کو جلاوطن کر دیا اور تمام جائداد و املاک ضبط کر لی سردار بابندہ خاں نے جو قندھار میں علی زئی کی لڑائی میں زخمی بھی ہوئے تھے معہ اپنے بھائیوں کے گورنمنٹ انگریزی کی پناہ لی اور تمام خاندان پوہلزئی کی سرکار انگریزی سے بطور وظیفہ ریاستی کے پشن مقرر ہو گئی *

پنجاب کے فتح ہونے کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے سردار گلستان خاں - سردار محمد صدیق خاں - سردار محمد خاں کو جو سردار محمد شریف خاں کے بیٹے اور ہمارے مخدوم سردار یار محمد خاں کے بھائی تھے فوج میں سردار بہادر کے عہدوں پر مقرر کیا اور اُن کے ایک بھائی سردار عطا محمد خاں دیرہ اسماعیل خاں میں مدت تک ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے اور سردار محمد حیات خاں پوہلزئی اُن کے ایک بھائی گورداسپور میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں جنکا نام نامی گورداسپور کے حالات میں آیا ہے اور ہمارے مخدوم و مفتخر مہربان سردار یار محمد خاں صاحب سنہ ۱۸۵۰ء میں اول تھیں صولدار ہوئے اور اب تھیں بھس برس

سے اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر ہیں — مسلمانوں کی بھلائی کے کام میں بدل مصروف رہتے ہیں انجمن اسلامیہ جالندھر کے پریسیڈنٹ ہیں مدرسۃ العلوم کے اچندہ میں بھی اعانت کی ہی تمام قوم اُنکا ادب کرتی ہی خدا تعالیٰ قومی بھلائی میں کوشش کرنے کے لیئے اُنکو سلامت رکھے ہم سب بھی اُنکی عنایت و مہماں نوازی کے بدل ممنون ہیں *

اسی رات جالندھر سے روانگی قرار پا چکی تھی شہر کے اسٹیشن پر ریل بہت کم تھڑرتی ہی اور کیمپ کے اسٹیشن پر جو شہر سے چند میل کے فاصلہ پر ہی زیادہ دیر تک تھڑرتی ہی اسلیئے ہم نے اپنا سب اسباب کیمپ کے اسٹیشن پر بھجودیا تھا اور اُسی اسٹیشن سے سوار ہونیکا ارادہ تھا اس لیئے کھانے کے بعد سردار بکرماں سنگھ بھادر سے بعد شکر گزاری اُن کی عنایت و مہماں نوازی کے اور خان بھادر سردار یار محمد خاں اور مولوی شیخ مران علی صاحب اور دیگر احباب سے رخصت ہوئے اور سردار بکرماں سنگھ بھادر کی تیز رو جوتی کی گاڑیوں پر سوار ہوکر اسٹیشن پر پہونچے اور بقصہ پٹیالہ اسٹیشن راج پورہ کو روانہ ہوئے *

حالات مقام پٹیالہ

چوتھی فروری سنہ ۱۸۸۲ء کی رات کو ہم سب جالندھر سے چلے اور پانچویں فروری کو صبح ہوئے سے پیشتر راجپورہ کے اسٹیشن پر پہونچے۔ حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب بعض ضروری کاموں کی وجہ سے سیدھے علیگڑہ کو چلے گئے سید صاحب اور محمد اکرام اللہ خاں صاحب۔ سید محمد علی صاحب اور میں راجپورہ اسٹیشن پر اترے میر محمد حسن صاحب نائب ناظم راجپورہ اسٹیشن پر موجود تھے اُن سے ملاقات ہوئی راجپورہ سرکار پٹیالہ کی ریاست میں واقع ہی اسٹیشن کے قریب داک بمکملہ سرکار پٹیالہ کی طرف سے بنا ہوا ہی ہم سب نے اُس میں آرام کیا *

راجپورہ میں پٹیالہ سے دو گاڑیاں چوکنڑی کی اور ایک گاڑی جوڑی کی اسباب کے اٹھے آئی ہوئی تھیں صبح ہوتے ہی وہ سواریاں وہاں حاضر ہوئیں۔ صبح کو سردار بسنتا سنگھ صاحب ناظم راجپورہ سید صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھوڑے دن چڑھے ہم سب وہاں سے پٹیالہ کو روانہ ہوئے *

سید صاحب کو پٹیالہ میں آنے سے بجز وزیرالدولہ مدبرالملک خلیفہ سید محمد حسن خاں بہادر اور مشیرالدولہ ممتازالملک خلیفہ سید محمد حسین خاں بہادر کی ملاقات کے اور کچھ مقصود نہ تھا۔ پٹیالہ ایک میل یا دو میل باقی رہ گیا ہوگا کہ دونوں خلیفہ صاحبوں کو دور سے آتے ہوئے دیکھا جب گاڑیاں قریب آئیں تو ٹہر گئیں سب لوگ گاڑیوں پر سے اترے جس طرح طرفین کو اشتیاق ملاقات تھا اسی طرح آپس میں ملے دل خوش ہوا خدا کا شکر کیا۔ خلیفہ عنایت حسین صاحب فرزند ارجمند مشیرالدولہ بہادر بھی اُنکے ساتھ تھے سید صاحب اُنسے ملکر بہت خوش ہوئے *

وہاں سے گاڑیاں تبدیل ہو گئیں سید صاحب اور میں وزیرالدولہ بہادر کی گاڑی میں اور محمد اکرام اللہ خاں اور سید محمد علی۔ خلیفہ عنایت حسین مشیرالدولہ کے ساتھ سوار ہوئے اور چاند لکھنے کے بعد پٹیالہ پہونچے۔ وزیرالدولہ بہادر کی کوٹھی میں اترے جو نہایت عمدگی سے سجی ہوئی تھی *

اُس کو تھپی میں میں نے ایک تصویر دیکھی جسکو دیکھ کر میں متعجب ہو گیا - سمندر کے کنارہ پر سید صاحب ایک درخت سے کمر تھکے ہوئے متحیر کھڑے ہیں اور کسیقدر فاصلہ پر ہزارکلسنسی سرسالر جنگ بہادر مرحوم استادہ ہیں - سمندر طوفان کی حالت میں ہی موجیں اُٹھ رہی ہیں اور ایک جہاز جس میں بہت سے مسافر چڑھے ہوئے ہیں طوفان میں اُگیا ہی اُسکا مستقل ثوت گیا ہی اور توڑنے کو ہو رہا ہی چند آدمی پانی میں گرتے ہیں اور دیکھاں کھا رہے ہیں - ایک کشتی میں چند آدمی سوار ہیں اور اُن دہیتوں کے بچائے کو جارہے ہیں اُس کشتی کے پھیرے پر انگریزی میں لکھا ہوا ہی "ون لک روٹی" سید صاحب اُس حیرت اور مایوسی کی حالت میں کہہ رہے ہیں "فات سفشات" یعنی یہ روپیہ کافی نہیں ہی - ایک فرشتہ آسمان پر سے اُترا ہی اور ایک ہاتھ سید صاحب کے ہاتھ پر رکھا ہی اور دوسرے ہاتھ کو لہبا کر کے اور اُنکلی اُٹھا کر سرسالر جنگ کی طرف اشارہ کرتا ہی اور سید صاحب سے کہتا ہی "لک تو دس نوبل میں" متجھکو یہہ معما نہیں کھلا کہ کیا ہی بعد اسکے وزیر صاحب کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہہ صرف تصویر ہی نہیں ہی بلکہ سید صاحب کی ایک عرضداشت کا نوٹوگراف ہی جو اُنہوں نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی امدان کے مطالب سے سرسالر جنگ مرحوم کی خدمت میں پہنچی تھی - اُسوقت تک صرف ایک لاکھ روپیہ کا سرمایہ مدرسۃ العلوم کے لیئے جمع ہوا تھا جو کافی نہ تھا - اس حال کے معلوم ہونے پر متجھکو نہایت لطف آیا اور دیر تک اُس تصویر کو دیکھتا رہا :

دو دن ہم پتھالہ میں رہے اور اپنے گھر سے زیادہ آرام پایا اور یہہ دو دن نہایت خوشی و خورمی سے گزرے - سید امدان علی خاں صاحب چیف جسٹس ریاست پتھالہ نے پچیس روپیہ جناب مشیر الاولہ ممتازالملک خلیفہ سید محمد حسین خاں بہادر نے دو سو روپیہ سید صاحب کو بھیجے اور اور صاحبوں نے بھی کچھ کچھ بھیجا وہاں بھی مبلغ دو سو چھپن روپیہ مدرسۃ العلوم کے لیئے سید صاحب کو مل گئے - چھٹی فروری کی شام کو ہم پتھالہ سے روانہ ہوئے کیونکہ دوسرے دن مظفر نگر میں ٹہرنا ضرور تھا :

حالات مظفر نگر

نواب محمد اسحاق خان صاحب خلف نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر مرحوم رئیس جہانگیر آباد کٹی برس سے مظفر نگر میں حسب قاعدہ جدید انڈین سول سروس کے اسسٹنٹ ہو گئے ہیں - اُنکے والد مرحوم سے اور سید صاحب سے نہایت دوستی اور ملاقات تھی اس سبب سے نواب محمد اسحاق خان سید صاحب کو اپنا بزرگ اور سید صاحب اُنکو اپنا عزیز سمجھتے ہیں اُنکی نہایت خوشی تھی کہ پنجاب سے مراجعت کرتے وقت ایک دن سید صاحب وہاں ٹہریں سید صاحب نے بہاس خاطر نواب محمد اسحاق خان اُسکو قبول کر لیا تھا - جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو مظفر نگر کے بھی چند روشن خیال لوگوں نے قرار دیا کہ مظفر نگر میں آنے پر سید صاحب کو ایک ادریس دی جاوے اور مظفر نگر کے اسکول میں وہ جلسہ دے *

غرضکہ ہم سب رات ہی کو مظفر نگر پہنچے اسٹیشن پر نواب محمد اسحاق خان صاحب - سید آفتاب حسین صاحب ڈپٹی میجسٹریٹ - سید اصغر علی خان صاحب رئیس جانشینہ - سید ابوالمظفر صاحب رئیس منصور پور - نواب حمید الظفر خان صاحب تحصیلدار - عبدالعزیز خان صاحب رئیس نجیب آباد - بطریق استقبال موجود تھے وہاں سے نواب محمد اسحاق خان کی کوٹھی میں آئے جو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے سجی ہوئی تھی تھوڑی دیر معمولی بات چیت رہی پھر سب سو رہے *

صبح کو سید حسین علی خان بہادر رئیس جانشینہ - منشی علی جان صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر - منشی احمد حسین صاحب تحصیلدار - محمد سعید خان صاحب منصف - سید صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے سازھ گیارہ بجے سید صاحب ضلع اسکول میں تشریف لیگئے جہاں ایڈریس کا پیش ہونا قرار پایا تھا اسکول میں بہت بڑا مجمع وہاں کے معززین و عمائد کا تھا - دروازہ پر سید صاحب کا استقبال کیا گیا اور اُنکو اسکول میں لیگئے جب سید صاحب اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تو نواب محمد اسحاق خان صاحب نے مندرجہ ذیل گفتگو کی *

تقریر محمد اسحاق خان صاحب

صاحبان —

مجھ کو جناب انریڈل سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی کی نسب جنہوں نے اپنی عمر قومی بھلائی کے کاموں میں صرف کی ہی کچھ زیادہ کہئے کی ضرورت نہیں ہی تون شخص ہی جو اُنکو نہیں جانتا — اُنکے حال کے سفر پنجاب میں جو کچھ قدر و منزلت اُنکی وہاں کے لوگوں نے کی وہ اُس لحاظ سے غور کے لائق ہی کہ ہم خدا تعالیٰ کا اسباب پر شکر کریں کہ ہماری قوم میں بھی اب یہ جوش پیدا ہو گیا ہی کہ قومی خیر خواہ کو اس قدر عزت و شکر گذاری کا مستحق سمجھتے ہوں۔ اتفاق سے اُنکا تشریف لانا اس چھوٹے سے قصبہ میں ہو گیا ہی جسکے باشندوں نے اپنے احسان بھرے دل سے جناب مدوح کی خدمت میں ایڈریسوں کا دیا جانا قرار دیا ہی پس میں جناب سید صاحب سے ملتی ہوں کہ اُن ایڈریسوں کو قبول فرماویں اور اُنکے پڑھے جانے کی اجازت دیں *

دو ایڈریسوں لکھی گئی تھیں ایک عربی میں ایک اردو میں عربی ایڈریس کو مولوی متھن ضیاء الحسن صاحب رئیس کاندھلہ نے اور اردو ایڈریس کو محمد سعید خاں صاحب منصف نے پڑھا — سید صاحب نے دونوں ایڈریسوں کا یکشامل جواب دیا وہ ایڈریسوں اور اُنکا جواب ذیل میں مندرج ہی *

عربی ایڈریس

نحمدہ بما انعم علیہا بنعمائہ الاخص والاعم و نشکرة علی ما علمنا مالم نعلم و انطق السنن بالصلوة علی سیدنا الذی الموصوف بعظم الاخلاق والشہد و وفقنا بہ تبلیغ السلام علی اولادہ واصحابہ الاکرم و شرفنا بخیر الامم فبعد الحمد والصلوة جماعة المسلمين من فواد القلب يشکرون السید الشریف الامجد المسمی بسید احمد صانہ اللہ الصمد عن آفات البغض والنحس و کیف لا يشکرون المنعم المحسن الذی یصرف همته فی اعلاء کلمة الدین و اعانة المسلمين و یتحمل علی نفسه فی تلک الاعلاء والاعانة طعن الملاعن والمطاعن ولا یخاف لومة لائم لما وصل حالة القوم الی حال

لو لم ينظر الى اصلاحه لهلك القوم و غرقت سفينته و لم ينجح من المهلكة
 نجاة قط فمعنى الاعانة هذه لا كما يفعل المتخالفون الذين يصدق عليهم
 لم تقولون مالا تفعلون كبر مقتاً عند الله ان تقولوا مالا تفعلون فهذا الفقير
 الكاتب لهذه السطور المدعو بضياء الحسن صانه الله عن الافات والفتن ذهب
 في المدرسة للمسلمين مراراً اقام في احاطة المدرسة اياماً ولا حظ طارق
 الدرس والتدريس و تأمل في حال الطلاب و تعليمهم و تعلمهم فلم يجد
 وقتاً من الاوقات ان يفعلوا في هذا الوقت امرأ من أمور الدنيا و يشغلوا في
 لهو و لعب فهذا من حسن انتظام الاساتذة والمتنظم فخطر ببالي باي
 سبب يسبون الطلبة و يطعنون المتنظمين للمدرسة فتفكرت غاية الفكر
 و تأملت نهاية التأمل فوجدت سبباً يكره القوم و هو التغير في اللباس
 فارجو و اتمني من السيد المكرم والمتنظم المعظم ان يغير لباسهم الذي
 يلبسونه الطالبين للعلم و ينخص هذا اللباس بوقت مخصوص من الاوقات
 حين شمول الطلاب في مجالس الامراء والگورنر ولا يلبسونه في عامة الاوقات
 فكما يتوجه السيد العالي خاطرة الشريف الى حالة القوم في تهذيب امور
 الدنيا فليتوجه في تربية امور آخرتهم ايميل القوم باجمعهم الى المدرسة
 كل الميل فاختم الكلام على دعاء بقاء المدرسة والسيد الكرام الى قيام
 يوم القيام *

اُردو ايڈريس

جواب آنر بھل سيد احمد خان صاحب بہادر

سي ایس آئی

اس وقت ہم بھینٹ مجموعی کل مسلمانان ضلع مظفر نگر آپ کا
 خیر مقدم کھنے کو جمع ہوئے ہیں اور تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہیں
 کہ آپ کے یہاں تشریف لانے سے نہ صرف ہم کو فخر ہی حاصل ہوا ہی
 بلکہ ایک نعمت غیر مترقبہ ملی ہی ہم اپنی خوبی قسمت پر نازاں
 ہیں کہ ہمیں آج آپ سے ملازمت حاصل کرنیکا ایک عمدہ موقع
 ملا ہی اور ہم کو آج کیسی انبساط ہی کہ ہم اپنی اُس خیر خواہ قوم
 کو جسکی ہمدردی کے فیض سے جہاں مالا مال ہی اپنی مجالس میں
 شریک پائے ہیں آپ کی محنت اور جانفشانی اور ہمدردی نے جو آپ

کو اس قوم برگشتہ بخت کے ساتھ ہی ہمارے دلوں پر بڑا اثر کیا ہی اور ہمکو اس امر کے ظاہر کرنے میں بڑا فخر ہی کہ آج تک ہماری قوم میں کوئی ایسا اولوالعزم شخص پیدا نہیں ہوا جس نے اپنی جان و مال و آرام کو اپنی قوم کی فلاح اور بہبود کی غرض سے مثل آپ کے صرف کیا ہو اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے ایسے سامان جمع کیئے ہوں جیسے کہ آپ نے اپنی سعی بلیغ سے مہیا کیئے ہیں اور نیز ہمکو اس بات کے کہنے میں بھی بہت بڑی خوشی ہی کہ جسقدر کامیابی آج تک آپ کے مقاصد میں حاصل ہوئی ہے یہہ تنہا آپ کی ہی ہمت اور جرات مریدی کا نتیجہ ہی آپ نے ایک ایسا بار عظیم تنہا بلا امداد غیرے اپنے بازوؤں پر اٹھالیا اور باوجودیکہ بہت مشکلات وقتاً فوقتاً آپ کو پیش آئیں اور ایک کافہ اُنام نے آپ کے ساتھ اختلاف کیا مگر ہرگز آپ کا قدم ہمت نہ ڈگمگایا بلکہ آپ کے استقلال نے اپنی قوم کے ذریعہ ہوئے جہاز کو اُس گرداب بلا سے جس میں کہ اُسے تکرین کھاتے ہوئے برسوں ہو گئے تھے قریب بکثرت نجات پہونچایا ہمکو نہایت افسوس ہی کہ آپ کی نیت اور مقاصد کو ایک مدت دراز تک ہماری قوم مطلق نہ سمجھی اور اس غلطی میں برسوں تک مبتلا رہی جس غلط فہمی کے سبب سے وہ اپنے بڑے مقاصد میں کامیاب نہوسکی آپ کا منشور یہہ تھا کہ آپ اپنی قوم اسلام کو بھی مثل اور اقوام باشندگان ہندوستان کے سرسبز اور موقر و تعلیم و تربیت یافتہ دیکھیں اور یہہ دیکھیں کہ وہ بھی بقدر اپنی فضیلتوں کے اپنی مہربان گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کے فیض عام سے حصہ لے رہی ہے اور اُس نے اپنے کو اُس گورنمنٹ کی ایک وفادار اور مہذب رعایا بنایا ہے اور اُس تاریکی سے جو اُس پر ایک اندھیری گھٹا کی طرح چھا رہی ہے باہر نکلتی آتی ہے اور جو روشنی کہ آج ہماری گورنمنٹ کی آفتاب سلطنت کی شعاعوں نے پھیلا رکھی ہے اُس سے اپنی آنکھیں اور دماغ کو روشن کر رہی ہے *

اے سید صاحب آپ کی کوششیں جو کچھ ایسے مقاصد کے حصول میں ہو رہی ہیں وہ فی الحقیقت ایسی ہیں کہ اُن کا نقش ہر فرد بشر کے دل پر منقش ہے ہر خاص و عام آپ کی ہمت دریا نوال کو دیکھکر اسطرح صلائی عام پر نعرہ زن ہے کہ "الصبح الصبح یا اصحاب" یعنی

آؤ اور وہ بے بہا چیز تھوڑا سا سرمایہ و ہمت خرچ کر کے حاصل کرو جسکا فیض ایسا متعدی ہی کہ تمہاری آئندہ نسلیں اُس سے کامیاب ہونگی اور ایک عالی ہمت کی فیض رسانی میں تم بھی شریک ہو جاؤ گے - آپ کا جو کام تھا وہ آپ کرچکے یعنی اپنے ایک ڈھانچہ بنادیا مگر اُس ڈھانچہ میں جان ڈالنا اور اُسکو نشو و نما دینا یہہ تمام قوم کی ہمت پر موثوف ہی مگر ہمیں اُمید ہی کہ اب ہماری قوم ضرور صرف ہمت کریگی کس واسطے کہ آج کل کے حالات قوم کے دیکھنے سے یہہ سمجھہ میں آتا ہی کہ اُسکو کچھہ اپنی فکر ہوئی ہی - ایک کام کا سرانجام اُس کے آغاز سے سمجھا جاتا ہی جیسے کہ روز روشن ہونے کی خبر سورج کی اُن کرنوں سے ملتی ہی چونکہ قبل از طلوع آفتاب نمودار ہوتی ہوں اسی طرح اب اپنی قوم کی ہمت سے ہمیں اُمید ہی کہ وہ ضرور اُس ڈھانچہ میں جان ڈالیگی اور ترقیات روز افزوں سے بہرہ ور ہوگی ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں کہ آپکی صرف ہمت کا یہہ نتیجہ ہوا کہ آپ کی مردہ دل قوم کو پھر ایک جوش اپنے مدارج کی ترقی کا پیدا ہوا اور اُن کو وہ خواب جس کو وہ دیکھ کر بھول گئی تھی یاد آگیا اور اب وہ اُس نوم غریب سے چونکتی جانی ہی اور اُس کی تعبیر کے حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہی ہم نے اسوقت آپ کی بہت سامع خراشی کی ہی مگر ہمیں اُمید عفو ہی کس واسطے کہ یہہ جو کچھہ ہم نے کہا ہی محض مقتضائے جوش دل تھا اور حقیقت میں ہماری تحریر و تقریر میں یہہ قدرت کہاں تھی کہ جو آپ کی ہمت عالی کی داد دے سکے مگر ہر کوئی شخص اپنے حوصلہ کے موافق اپنے جوش دل کو ظاہر کرتا ہی اس واسطے ہم نے بھی اس قطعہ کے اوپر عمل کیا ہی *

قطعہ

لایق نبود قطره بعمای بردن * خار و خس صحرا بگلستان بردن
 لیکن چہ کنم کہ رسم مروراں باشد * پایے ملتخے پیش سلیمان بردن
 اب اس آدریس کے ختم پر ہم آپکا دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی تشریف آوری سے ہمکو بڑی عزت بخشی ہی اور خدا تعالیٰ سے یہہ دعا مانگتے ہیں کہ آپکی مساعی جہلہ مشکور ہوں *

دونوں ایڈریسوں پر سید صاحب کا جواب

بزرگان و حاضرین جلسہ —

آپ صاحبوں نے جو ایلمی مہربانی سے اس وقت دو ایڈریسوں میں سے سامنے پیش کیں جس میں سے ایک عربی میں تھی جو ہمارے مقدس جزیرہ اور مقدس ملک کی زبان ہی جس سے نور اسلام کا نکلا اور تمام عالم کو روشن کر دیا اور دوسری ہمارے ملک کی زبان میں تھی جو مختلف ملکوں کی زبان سے پاکیزہ الفاظ چمک کر بغائی گئی ہیں ان دونوں ایڈریسوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبہ مغربی اور شمالی میں یہ پہلا ضلع ہی جس میں مجھے سے ناچھڑ کی نسبت یہ معزز کارروائی کی گئی جس سے مجھ کو بہت کچھ عزت حاصل ہوئی اور مجھے بہت فخر ہوا — اے دوستو مسلمانوں کی حالت اب ایسی ہو گئی ہے جس کو سب لوگ سمجھنے لگے ہیں اور اُس کے بہان کی حاجت نہیں کوئی چیز جو صرف عقلی یا خدائی ہوتی ہے اور جو خدایا کے ذریعہ سے ظاہر کی جاتی ہے اور صرف دلائل سے اُس کی ایلدہ حالت بتائی جاتی ہے وہی حالت ایسی ہوتی ہے جو تقریر کی محتاج ہو — مسلمانوں کی حالت اب آنکھ سے دکھائی دیتی ہے ادبار ذلت بد بختی روزانہ تنزل جو اُن پر آتے جاتے ہیں اُن کو ہر شخص آنکھ سے دیکھتا ہے جو مسلمانوں کے حالات سے ظاہر ہوتے جاتے ہیں ہر شخص اعلیٰ رتبہ کا رئیس ہو یا اُن کے درجہ کا آدمی ہو اگر وہ سوسری طور پر بھی اُس کو دیکھتا چاہے تو وہ بہت دور نچائے وہ صرف اپنے باپ کی حالت اور اپنی حالت کا مقابلہ کرے تو بغیر کسی دہل اور بہان کے یقین کر لے گا کہ اُس کی اور اُس کے خاندان کی حالت روز بروز بد تر ہوتی جاتی ہے یہ حالت کی بدتری ابھی اس درجہ کو نہیں پہنچتی کہ جس کو یہ کہا جائے کہ ختم ہو گئی وہ روز بروز بدتری کی طرف چلتی جاتی ہے جس حساب سے یہ تنزل شروع ہوا ہے اگر اُسے اوسط سے اس کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی برس اس بات کو باقی ہیں کہ مسلمان سائنسی خانہ سامانی خدمتگاری گھسکھونے ہونے کے سوا اور کسی درجہ

میں نہ ہینگے اور کوئی ایسا گروہ جسکو دنیا میں کچھ بھی عزت حاصل ہو مسلمانوں کے نام سے نہ پکارا جائیگا - اے بھائیو ایسی حالت میں دعویٰ دار اسلام ہو کر خاندانی شرافت کا دعویٰ کر کے چپ ہو رہنا بڑی بے شرمی کی بات ہی جو لوگ اس قسم کا دعویٰ کرتے ہوں اُن کا فرض ہی کہ غور کریں اور سمجھیں کہ آئندہ اُن کی اولاد اور نسلوں کی کیا حالت ہونے والی ہی انہیں تمام باتوں نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ جہاں تک مجھ سے ہوسکے میں اس حالت کو درست کرنے کی کوشش کروں سب سے زیادہ جو مشکل کام حالت کی مرستی کے واسطے تھا وہ اُس بات پر غور کرنا تھا کہ مسلمانوں کی یہ حالت کیوں ہوتی جاتی ہی ہوا سبب یہ معلوم ہوا کہ جو تعلیم اور تربیت اس زمانہ کے مناسب درکار تھی جس سے قومی عزت اس زمانہ میں حاصل ہوسکتی تھی وہ اُن میں نہیں ہی (چھوڑ) اسوقت میری زبان سے قومی عزت کا لفظ نکلا ہی میرے خیال میں وہ تو بڑا وسیع لفظ ہی مجھ سے کسقدر غلطی ہوئی جو اس لفظ کا استعمال کیا ہم لوگوں کی خاندانی عزت بھی جو تھوڑے دنوں پہلے موجود تھی وہ بھی باقی نہیں رہی - اے مسلمانوں جو اسوقت موجود ہو جو اپنے باپ دادا کی بزرگوں پر فخر کرتے ہو خیال کرو کہ اُنہیں کونسی چیزیں تھیں جن پر تم کو فخر ہی بڑا فخر اُنکی دنیوی شان و شوکت کا تھا عباسیہ سلطنتوں کا فخر مغلیہ خاندان کے بادشاہوں کی عظمت اور شوکت اسوقت کے امرا کی ناموریاں ایسی تھیں جن پر اسوقت تک لوگ تفاخر کرتے تھے اور صرف اُن کی نسلوں میں ہونا اپنی عزت کا باعث جانتے ہیں یہ سب باتیں اُن کو کیونکر حاصل ہو گئیں تھیں اُنہوں نے زمانہ کے موافق اپنے نئیں درست کیا تھا اور اُنہیں کی وجہ سے اسلام ایک مجسم عزت کے پورا یہ میں نظر آنے لگا تھا (چھوڑ) اسلام کوئی صورت نہیں ہی جو سامنے کھڑی ہووے اور نظر آوے اُس کی عزت یا ذلت اُس کے پوروں کی حالت سے دکھائی دیکھی جو مسلمانوں کی حالت ہوگی وہی حالت اسلام کی سمجھی جاوے گی جسقدر مسلمان ذلیل ہوتے جائیں گے اُسقدر غیر قوم کی نظروں میں اسلام ذلیل معلوم ہوگا جو کوشش ہندوستان کے مسلمانوں کی بہتری کی سوچی گئی ہی وہ ایسی ہی کہ اگر اُس میں کامیابی ہو تو اسلام کی عزت زائل نہیں

ہوسکتی اسی خیال پر ایک مدرسہ بگانے کی مہم نے تجویز کی مجھکو
 افسوس ہی کہ قوم نے اُس کی حالت پر اور اُس کے اسباب پر کافی غور
 نہیں کیا اور اُس کو ایک فنی چہرہ سمجھا جو چہرے کہ اُس میں
 مہیا کی گئی ہیں ضرور ہی کہ اُس کے متعلق لوگوں کو کچھ اختلاف
 بھی ہو کیونکہ جزوی امور کسی کام کے بہت کم ایسے ہوسکتے ہیں جنہیں
 رائیں مختلف نہوں (چہرے) ہمارے مخدوم مولوی صاحب نے اپنی
 عربی ادریس میں اس کا کچھ اشارہ بھی کیا ہی مگر پچھلی تاریخوں
 اور گذشتہ زمانہ کی ہسٹری ہمارے لئے گواہی کہ کوئی شخص دنیا
 میں اجتنک ایسا نہیں گذرا جس کے کاموں پر لوگ اب گرویدہ ہیں اور
 اُس کو عمدہ سمجھتے ہیں مگر ابتدا میں اُس سے مخالفت نہ کی گئی
 ہو ہزاروں آدمی شروع میں اُس پر لعنت کرتے تھے اور یہ لعنت کچھ
 دنیاوی امور پر محدود نہ تھی بلکہ مذہبی امور کے شمول میں اُن پر
 یہ لعنتیں کی جاتی تھیں کیا کوئی شخص بھول گیا ہی امام غزالی کا حال
 جسکو آج لوگ نہایت بزرگ اور پوشوا اور مقتدا تمام علما کا سمجھتے ہیں
 اور اُنکی کتاب احیاء العلوم و کھمہائے سعادت علم دین کے خزانہ کی فنی
 خیال کی جاتی ہی مگر اُنکی کھات میں اور کتابوں کے تحریر کے وقت
 اُنپر لعنت ہوتی تھی تکذیب کے فتوے دیئے جاتے تھے قتل کا حکم ہوتا تھا
 کوئی ذلت کوئی خرابی اُن کے واسطے باقی نہیں رہی تھی اور اُن پر کیا
 ہی کوئی کام بھلائی کا جسکو لوگ نیا سمجھتے ہوں ایسا نہیں ہوا جس
 کے کرنے والے پر لعنت و ملامت نہوٹی ہو پس اگر میرے ساتھ بھی ویسا
 ہی برتاؤ کیا گیا تو کون تعجب کی بات ہی مگر جو شخص سچے دل
 اور ٹھیک نیتی سے اُس کام کو کرتا ہی اُسکو برا کہنے والوں سے غرض نہیں
 ہوتی اُسکو خدا سے غرض ہوتی ہی اور جبکہ خدا سے غرض ہی تو لوگوں
 کے برا کہنے سے اُسکے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ
 اُس کی محبت بڑھتی جاتی ہی اور وہ زیادہ کوشش کرنے لگتا ہی
 وہ سمجھتا ہی کہ ان لوگوں کے فائدہ پہنچانے اور سمجھانے کے لئے زیادہ
 کوشش درکار ہی — اور جوں جوں مخالفت بڑھتی جاتی ہی اُس کی
 کوشش بھلائی کھواسطے ترقی کرتی جاتی ہی مجھکو بڑی خوشی ہی کہ
 عربی ادریس پوش کرنے والے نے جو ایک نہایت مشہور مقدس عالی

خاندان کی اولاد میں ہی مدرسہ میں رہکر وہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اور اُنکو وہاں کے حالات پر کوئی اور موقع ایسا نہیں ملا کہ اُس کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے اُنہوں نے طالب علموں کے لباس کی نسبت کچھ اعتراض کیا ہی اُس کی نسبت اول مجھکو یہہ بیان کرنا ہی کہ مدرسہ میں جو طالب علم رہتے ہیں اُن کے واسطے کسی خاص لباس کی قید نہیں ہی نہ کوئی حکم منتظمان مدرسہ نے ایسا دیا ہی جس سے طالب کو اُس کی پابندی ہو وہاں ہر شخص کی خوشی پر منحصر ہی جس قطع کا لباس شرفا میں مروج ہو اُسکا وہ استعمال کریں مدرسہ کے منتظموں کے دل میں یہہ بات نہیں آئی کہ کسی پر اس بات کا جبر کرے کہ وہ لوگ کسی خاص لباس کے پابند ہوں یہہ جو کچھ میں نے بیان کیا مدرسہ کے قواعد کے متعلق تھا مگر میں اُس حد سے اب کچھ بڑھنا چاہتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کا یہہ خیال ہی کہ لباس ایک جزو مذہب کا ہی اور کسی لباس سے مذہب اسلام جانا رہتا ہی یا اُس میں کچھ نقص آتا ہی تو وہ بالکل غلطی پر ہوں جو لوگ مذہب اسلام کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ایسی چیز نہیں ہی جو ایسی بدرونی باتوں سے رہے یا جائے وہ لہٰذا اس سے مذہب کو کچھ بھی نقصان پہونچنا خیال میں نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مذہب کے ایک بدھے مولوی نے اپنی کتاب گلستان میں خوب کہا ہی -

حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست * درپش صفت باش وکلاہ تتری دار
مگر میں آپ سے کہتا ہوں کہ کہا اسلام ایسا ہی کہ ایک چیتھڑا چھو کر آگے لٹکا لینے سے تو باقی رہی اور اگر اُسہوں بتن لگا دیئے جائیں تو جاتا رہے میں کہونگا کہ ایسا یقین اسلام کی سچائی کے بالکل برخلاف ہی اسلام ایک نور ہی جو دل میں ہوتا ہی اور جس سے اُس نور رکھنے والے کے عقیدے مضبوط ہوتے ہیں یہہ نہیں ہی کہ مولیٰ کھائے سے اسلام مضبوط ہو اور اندا کھانے سے وہ کمزور ہو جاوے اُس کو لباس اور ان معمولی ذہنی طریقوں سے کچھ غرض نہیں وہ خدا کے ساتھ پکا عقیدہ رکھنے کی ہدایت کرتا ہی میں سوال کرتا ہوں کہ جو مسلمان اسوقت یہاں موجود ہیں آیا جن بزرگوں کی وہ بدرونی کرتے ہیں رسول خدا اصحاب کرام

اہلبیت علیہ السلام کا کیا یہی لباس تھا جو اس وقت ہم پہنے بیٹھے ہوں یہہ تو کوئی بھی نہیں کہے گا کہ ہاں یہی تھا اور جب یہہ نہ تھا اور ہم نے اُس میں کئی طوح کی تبدیلیاں کی ہوں آتش پرستوں مجوسوں ہندوؤں کے لباس سے مل ملاکر ہمارے لباس میں ایک ترکیب دی گئی ہی تو پھر کیا ایسی تبدیلی کرنے والوں کا اسلام باقی نہیں رہا یہہ ایک غلط خیال ہی جو مسلمان لباس کی فسب کرتے ہوں اسلام نے ہمکو کچھ نہیں بتایا کہ ہمارے لباس کی کیا قطع ہوئی چاہیئے کیا تم اُن حدیثوں کو بھول گئے ہو جن میں ذکر ہی کہ عیسائیوں اور مجوسوں نے اُس قسم کے چٹے جو اُن کے ہاں کے قسبس و رہبان پہنتے تھے اور جن کو حدیثوں میں جبہ رومیہ ضوق الکمین یا واسع الکمین سے تعبیر کیا ہی آنحضرت صلعہ پاس تحفہ میں بھیجے اور اپنے اُن کو پہنا - پس لباس کے لحاظ سے طعن کرنا نعوذ باللہ اُس فعل پر نا سمجھی سے طعن کرنا ہی جو آنحضرت صلعہ نے کہا ہی - اگر مسلمان یہہ سمجھتے ہیں کہ لباس کو اسلام میں کچھ خلل ہی تو یہہ ایک سخت بدعت سبتہ ہی جو اعتقاد اور عمل دونوں معنوں میں صادق آتی ہی اور اُس بدعت کا دور کرنا ہو ایک مسلمان پر لازم ہی اور اس لئے سب سے اول مقدس مولویوں ہی کو تبدیل لباس لازم ہی پس مدرسہ کے کسی طالب علم نے اگر بغیر کسی تحریک منظمان مدرسہ کے کوئی تغیر اپنے لباس میں کیا یعنی ترکی لباس پہنا جو ایک معزز کثیر گروہ مسلمانوں میں رایج ہی تو کوئی وجہ مولویوں کو اُس پر اعتراض کرنے کی نہیں ہی یہہ وہی تاریک خیالات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو اس حال پر پہنچایا اور ذلت میں ڈال دیا اگر ہم ایسے ہی خیالوں کی پیروی کرنی چاہیں تو یقین کرنا چاہیئے کہ ترقی کی کوششوں سے پہلے ہی دست بردار ہونا چاہیئے (چہرز) ایسے خیالات کے ساتھ جو ہمارا مقصد نہاوی ترقی کا مع بقائے اسلام و یقین خدا و رسول کے بالکل ساقط ہو جائیگا (چہرز) میں اُمید کرتا ہوں کہ قوم کی بھلائی چاہنے والے ان بے اصل باتوں اور غلط خیالات کو چھوڑ کر سچے اسلام اور اسچے ایمان کی روشنی میں قائم رہیں گے اور توہمات کو اسلام یا ایمان کا یقین نہ سمجھیں گے - ہمارے دوسرے شفیق مصلف صاحب نے اپنی اردو آئریس میں براہ مہربانی یہہ بیان کیا ہی کہ

مدرسة العلوم مہری کوشش اور سعی سے قائم ہوا ہی مجھے افسوس ہی کہ میں اُن کے ان عنایت آمیز الفاظ کو تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ مدرسہ فی الحقیقت اُن لوگوں کی فیاضی سے قائم ہوا ہی جنہوں نے عمدہ مشورے دیئے اُس میں روپیہ دیا اُس کے کار و بار میں مدد کی اگر وہ سب لوگ ایسی مدد نہ کرتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ مدرسہ اپنی موجودہ حالت پر تو کیا اُسی ایک چھوٹی اسکیل پر بھی نہ قائم ہو سکتا پس حقیقت میں مدرسہ کا بانی اُنہیں لوگوں کو سمجھنا چاہئے جنہوں نے اُس میں روپیہ اور محنت سے مدد دی اُن لوگوں کے ساتھ میں خاص کر اپنے ہندو بھائیوں کا احسان نہیں بھولتا جنہوں نے قدم اور اپنے بھائیوں کو تباہ حالت میں دیکھ کر اُن کی بہتری کے لئے ہزاروں روپیہ چندہ میں دیا اُنکا شکریہ سب سے زیادہ لازم اور مقدم ہی اُنہیں نے اصل میں انسانیت اور خیرات کا کام کیا ہی اُن کے احسانات مدرسہ کی در و دیوار سے ہمیشہ ظاہر رہینگے اُن کے احسانات ایسے زیادہ ہوتے جاتے ہیں جن کو اب حد سے بڑھا ہوا کہنا چاہئے اے مسلمانوں ایک واقعہ حال کا میں بیان کرتا ہوں جس کو سن کر اگر مسلمانوں میں کچھ بھی غیرت باقی ہی تو یقین ہی کہ کوئی بھی اس ہال سے زندہ باہر نہ جائیگا مسلمانوں کی حالت اب یہاں تک پہنچ گئی ہی کہ اُن کے ہمسایہ اُن کے حال پر روتے ہیں بدرسوں مدراس سے کچھ کاغذات مہرے پاس آئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اُس ملک کے ہندوؤں نے اس بات کا خیال کر کے کہ مسلمان روز بروز تباہ ہوتے جاتے ہیں ایک کمیٹی اُن کی تعلیم میں کوشش کرنے کے واسطے قائم کی ہی اُس میں سوائے ایک کے کوئی مسلمان شریک نہیں ہمارے بھائی خدا ترنس ہندوؤں نے ہماری بہتری کے لئے چندہ شروع کیا ہی جس کے چندہ دینے والوں میں صرف ایک مسلمان کا نام ہی جو شاید اتفاقہ شریک ہو گیا کل ہندو شریک ہیں اب بھی مسلمانوں کو خیال نہیں آتا کہ ہندو بھائیوں نے اُن کو سسکتا دیکھ کر مدد کی طرف ترجیح کی اور اُن کی بہتری کے واسطے چندہ کیا اس سے زیادہ بھیرتی مسلمانوں کے لئے اور کیا ہوگی دیکھنا چاہئے کون کون لوگ اُن کے حال پر رحم کرتے ہوں وہ بھچارے ہندو در بدر مسلمانوں کے لئے بھوک مانگتے ہیں در در ملکوں میں چٹھیاں بھیجتے ہوں مگر

ہمارے ملک کے دیلمند آسودہ اور متوسط درجہ کے مسلمانوں کو اس سے بھی غفرت نہیں آتی اب اور کونسی باتیں ہونگی جو اُن کی بے غفرتی کی نظر آویں گی اُردو اُدریس میں جو سب سے زیادہ سچی بات لکھی گئی ہے اور جس نے میرے دل پر اثر بھی کیا ہے اور اُس سے مجھے خوشی بھی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جو مدرسہ اس وقت تائم ہوا ہے وہ ایک دھانچا ہے اور اُس میں جان ڈال دینا قوم کا کام ہے بیشک یہ سچ ہے کہ باوجودیکہ مدرسۃ العلوم ایسی حالت کو پہنچ گیا ہے کہ اپنا نظیر ہندوستان میں نہیں رکھتا مگر میں کہتا ہوں کہ وہ اب تک بھجان ہے جب تک وہ پورا تکمیل کو نہ پہنچ جائے اور یہ کام کسی ایک شخص کے کرنے سے نہیں ہو سکتا یہ کل قوم کا کام ہے جب تک سب اتفاق نہ کریں گے اُس میں جان پڑنا مشکل ہے اُردو اُدریس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قوم کچھ ہوشیار ہو چلی ہے بیشک میں اس کا کچھ نمونہ بھی دیکھا اور اخباروں میں بھی ایسے مضامین پڑھے کہ مسلمانوں کو ذلت سے نکلنا اور اپنی حالت درست کرنا چاہیئے بعض بعض جگہ لوگوں کو کوشش کرتے بھی پایا حقیقت میں اگر کچھ تحریک ہوئی ہے تو اُمید ہے کہ یہ تحریک زیادہ ہو جاوے گی دنیا میں کسی قوم کی ترقی کے یہی دو نشان ہیں ایک یہ کہ وہ سمجھنے لگیں کہ وہ ذلت اور خرابی میں مبتلا ہیں اور دوسرا نشان یہ ہے کہ اُس ذلت سے نکلنے کی کچھ کوشش شروع کر دیں اگر حقیقت میں یہ دونوں باتیں ہماری قوم میں پیدا ہو گئی ہیں تو نہایت خوشی کی بات ہے اور خداوند تعالیٰ سے جو بڑا رحیم ہے اُمید رکھنی چاہیئے کہ ہماری قوم بھی ترقی کریگی (چیرز زور سے) *

جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد ہم سب لوگ پھر نواب محمد اسحق

خاں کی در دولت پر حاضر ہوئے وہاں کھانا طیار تھا اور نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی اور خوبصورتی سے میز آراستہ تھی انواع و اقسام کا کھانا اس قدر کثرت سے تھا کہ ایک ایک لقمہ کھانے پر بھی تمام کھانے کچھ بھی نہ سکے * میز پر علاوہ میزبان عزیز اور سید صاحب اور اُنکی پارٹی کے سید حسن علی خاں صاحب رئیس چانسیٹھہ۔ سید اصغر علی خاں صاحب۔

سید آفتاب حسین صاحب - میئر نثار حسین خان صاحب - نواب عبدالمجید خان صاحب - منشی علی جان صاحب - منشی احمد حسین صاحب - محمد سعید خان صاحب شریک تھے - شمال مغربی اضلاع میں نواب محمد اسحق خان صاحب پہلے مسلمان ہیں جو ملکی سول سروس کے قاعدہ سے سریلون ہوئے ہیں - ہم دیکھ کر انکو نہایت خوش ہوئے اور خدا سے انکی کامیابی کی دعا کی *

کھانے کے بعد آپس میں دوستوں کا جلسہ رہا اور ہر قسم کی بات چیت ہوتی رہی اُس میں ایک بات کا تذکرہ فائدہ سے خالی نہوگا - ایک صاحب نے سید صاحب سے کہا کہ سول سروس کے لیئے جو آپ فائدہ جمع کرتے ہیں اُس امتحان کی کامیابی میں بہت سے موانع ہیں اُنیس برس کی عمر میں کسی ہندوستانی کو کامیابی نہیں ہوسکتی اس میں کوشش بے فائدہ معلوم ہوتی ہی *

سید صاحب نے کہا کہ جو کچھ مشکلات ہوں ہوں ہمکو اُنکا مقابلہ کرنا چاہیئے عمر گھٹتا دینے کی شکایت واجبہ ہی اُسکو رفع کرنے میں کوشش کرنی دوسری بات ہی لیکن اگر عمر کی حد کا اضافہ نہو تو بھی مایوسی کی حالت اختیار کرنی نہیں چاہیئے اب میں بطور معارضہ کے کہتا ہوں کہ عمر کی حد گھٹتا دینے سے نتیجہ امتحان میں ہندوستانیوں کا کہا نقصان ہی اُنیس برس کی عمر تک جس طرح ہندوستانیوں کے علم کو کامل ترقی نہیں ہوتی اسی طرح یورپین کے علم کو بھی ترقی نہیں ہوتی - اکیس برس کی عمر تک جسقدر علم کی ترقی ہندوستانیوں کو ہوگی اُسی نسبت سے یورپین کو بھی ترقی ہوگی اور ہر حال میں جو نسبت ہندوستانیوں اور یورپین کو بلحاظ امتحان اُنیس برس کی عمر میں ہی وہی نسبت اکیس برس کی عمر میں بھی ہی - پس اُنیس برس کی عمر سے قدرتا اور مایوس ہرجانا اور ہمت و کوشش کو چھوڑ دینا محض ناواجب ہی *

مسلمانوں کو چاہیئے کہ سول سروس کے امتحان میں پاس ہونے کے لیئے عربی زبان اختیار کریں وہ مسلمانوں کے لیئے ایسی ہی جوسے یورپین کے لیئے لیٹن یا گریک یقیناً مسلمان یورپین کے برابر رہینگے میتھی میٹکس ایک ایسی چھڑ ہی کہ جب اُسکے قواعد یاد ہو جائیں اور مشق ہو جاوے

تو ہندوستانی اور یورپین دونوں برابر ہیں — انگلش گریمر ہندوستانی
 بہ نسبت یورپین کے زیادہ یاد کر لیتے ہیں انگلش میں کسی قدر وہ
 پہنچے رہینگے مگر نہ اس قدر جس سے نا اہدی ہی ہو پھر کیا وجہ
 ہی کہ ہم کوشش نکریں اور ہمت ہار بیٹھیں *

مظاہر نگر میں بھی لوگوں نے مدرسۃ العلوم کے لہئے کچھ چلندہ دیا
 جسکی مقدار ایک سو چھانوے روپیہ ہوگئی *

اسی قسم کی باتوں میں دن ختم ہوگیا شام قریب ہوئی ریل کا
 وقت آیا مسافروں نے اپنا اسباب باندھا ریل پر پہنچے نواب محمد
 اسحاق خاں صاحب ہمارے ساتھ تھے ریل کے اسٹیشن پر منشی علی
 جان صاحب — محمد سعید خاں صاحب — سید حسین علی خاں
 صاحب — نواب حمید الظفر خاں صاحب اور اور دو ایک صاحب
 قشریف لئے ریل نے کوچ کی سوئی بجائی جس نے فریاد کی کہ ”برہنید
 محمل ہا“ ہم سب نے دوستوں کو خدا حافظ کہا اور روانہ ہوئے *

غازی آباد کے اسٹیشن سے محمد اکرام اللہ خاں دہلی چلے گئے میں
 اور سید صاحب اور سید محمد علی اسی رات علیگڑہ پہنچے دوسرے دن
 میں علیگڑہ میں رہا شام کو فیض آباد روانہ ہوا اور پنجاب کے سفر کی
 کہانی ختم ہوئی *

تمام شد

